www.novelsclubb.com
رعد
arts
از قلم عشاء افضل
Follow us!
Insta:@novelsclubb
FB: Novelsclubb
YouTube:@readwithlaiba

اگر آپ میں لکھنے کی صلاحیت ہے اور آپ اپنا لکھا ہوا دنیا تک پہنچانا چاہتے ہیں، مگر آپ کے پاس کوئی ذریعہ نہیں ہے۔۔ تو ہم سے رابطہ کریں۔

ہماری ٹیم آپ کو قدم قدم پر رہنمائی فراہم کرے گی اور آپ کی لکھی ہوئی تحریر دنیا تک لائے گی۔

آپ اپنا لکھا ہوا ناول، افسانہ، شاعری، ناولٹ، کالم یا آرٹیکل پوسٹ کروانا چاہتے ہیں تو اپنا مسودہ ہمیں ورڈ فائل یا ٹیکسٹ فارم میں میل کریں

novelsclubb@gmail.com

آپ ہمارے فیس بک، انسٹا پیج اور واٹس ایپ کے ذریعے بھی ہم سے رابطہ کر سکتے ہیں۔

FB PAGE:

NOVELSCLUBB

INSTA:

NOVELSCLUBB

WHATSAPP:

03257121842

رعد

از قلم

عشاء افضل

www.novelsclubb.com

رعد

از قلم عشاء افضل

قسط نمبر 17

وہ حدید کے آفس سے ملحقہ کمرے کا دروازہ کھول کر اندر داخل ہوا تو بے چینی اور اضطراب سے انگلیاں مروڑتی اور بے دھیانی میں بار بار گنے چنے فاصلے کو طے کرتی کنزہ ابراہیم کے قدم یکلخت ہی ساکت ہوئے۔

www.novelsclubb.com

"حدید"وہ جھٹکے سے مڑی اور بے ساختہ اسے پکار اٹھی۔ اس اچانک منظر نامے میں اس کے ریشمی بالوں نے مدو جزر کی مانند لہریں کھاتے دلگیر نظارہ پیش کیا۔ اس کا تھمنا، کچھ پکارنا، پھر پلٹنا، آنکھیں سکوڑنا، چہرے کے زاویوں میں اچانک نمایاں

تبدیلی برپا ہونا۔ آہ! برہان کمال ششدر ہی تو رہ گیا۔ کہاں وہ ہر وقت پرسکون تاثرات سجائے رکھتا تھا۔ کہاں وہ پل پل انداز بدلتی تھی۔ اسے ہر شے، ہر پکار، ہر آواز، ہر آہٹ کہیں پس منظر میں دبتی محسوس ہوئی۔ وہیں وہ حدید کی بجائے برہان کو دیکھ سخت نالاں ہوئی۔

وہ کم سخن، وہ کج ادا، وہ بے وفا اچھا لگا

جب بھی ملا روٹھا ہوا، جب بھی ملا اچھا لگا

"تم پھر؟" اس کے سوال میں بیک وقت اکتاہٹ اور چبھن کے اجزا کثیر تعداد میں شامل تھے۔ برہان نے قبول کیا کہ اس کی زبان سے زہر بھی امرت لگتا تھا۔

"ہاں میں پھر بھی اور ہمیشہ کے لیے بھی" وہ سینے پہ ہاتھ رکھے بڑے دلسوز انداز میں بولا تو کنزہ کی پیشانی پہ تیوری جھلکی۔

www.novelsclubb.com

"میں نے کہا تھا دوبارہ میرے سامنے مت آنا۔" وہ انگلی اٹھائے تنبیہی انداز میں بولی تو برہان مسکرائے بنا نہ رہ سکا۔

"قسم اٹھوا لیں۔ آپ آئی ہیں میرے سامنے۔ میں نے تو خود کو باز رکھا تھا۔" ایک قدم اس کے قریب ہوتے اس نے جس بے چارگی سے کہا کنزہ کو تو پتنگے ہی لگ گئے۔

"نکلو یہاں سے ورنہ میں سیکیورٹی بلاؤ گی۔" وہ جارحانہ تیوروں سے ہمکنار ہوئی تو برہان نے اس کی دھمکی پہ مسکراہٹ چھپاتے نچلا ہونٹ دبایا۔

www.novelsclubb.com

"بسر و چشم آپ کا حکم سر آنکھوں پر" مزید ایک قدم اس کے قریب لیتے کمر جھکاتے اس نے بے حد مودب انداز میں سر خم کیا۔ لیکن کنزہ کو اس کا یہ انداز سخت سلگا گیا۔

"حدید! گارڈز! سیکیورٹی!" ممکنہ طور پہ سب کو ہی آواز دے ڈالی۔

اس کا یوں قریب آنا اسے سخت وحشت میں مبتلا کرنے لگا تھا۔ احتیاط کے پیش نظر وہ اونچی آواز میں گویا ہوئی۔ اس کی پیشانی پہ پسینے کی بوندیں چمکنے لگی تھیں۔ سانس متوازن نہیں رہا تھا۔ برہان کو اسے یوں دیکھ اچھا نہ لگا۔ یا شاید اس کا برہان سے کترانا اور حدید کا حوالہ دینا اسے سخت چبھا تھا۔ وہ سرینڈر کر گیا۔

"جا رہا ہوں۔ پریشان مت ہوں۔ آپ کی مہ جبین پہ تفکر اچھا نہیں لگتا۔" اس کی طرف پشت کیے بغیر وہ قدم پیچھے کو لیتے اس سے دور ہوتا گیا۔ الفت سے لبریز نظریں آخر تک اس کے چہرے کا طواف کرتی رہی تھیں۔ دروازے کے قریب پہنچ کر وہ رکا۔ اب کہ نگاہوں میں بے بسی جھلکی۔ وہ ٹھنڈی آہ خارج کرتے پلٹ گیا۔ وہ پلٹا تو کنزہ کی جان میں جان آئی۔ اس نے سینے پہ ہاتھ رکھ کر گہرا سانس بھرا۔ اس شخص کی موجودگی میں کنزہ کا سانس گھٹتا تھا۔ وہیں دروازے کے ہینڈل پہ ہاتھ رکھے برہان کی آنکھوں میں اچانک ہی چمک اتری۔

www.novelsclubb.com

"ویسے ابھی تک مجھے پہچانا نہیں؟ مس اردو ادب" اچانک رخ موڑ کر اس کے چہرے پہ اڑی رنگت دیکھ وہ شوخی سے کہتے جیسے چپکے سے آیا تھا ویسے ہی خاموشی سے چلا بھی گیا۔ اور اپنے حواسوں پہ بند باندھتی کنزہ کا وجود سناٹے کی زد میں آ گیا۔

"مس اردو ادب" لبوں نے دھیمی سرگوشی کی اور ماحول یکلخت ہی تبدیل ہو گیا۔ آفس کی دیوار پگھل کر لائبریری کا منظر پیش کرنے لگی۔ زماں و مکاں کی قید سے رہائی پاتے وہ لمحات جو مجسم حقیقت تھے جھٹ سے آن وارد ہوئے۔ قطار در قطار لگے لکڑی کے سانچوں میں ترتیب سے رکھی کتابوں کی مہک سارے حال میں پھیلی کتاب کے شوقین افراد کی خوشنودگی کی ضمانت بنی ہوئی تھی۔ ہر کوئی اپنے ذوق و شوق کے مطابق کتاب تھامے بیٹھا تھا۔ کسی کے چہرے پہ مسکراہٹ تھی تو کسی کے تاثرات میں سنجیدگی۔ کتاب پڑھتے ہر کوئی مختلف دنیا کا باسی بنا ہوا تھا۔

کچھ لوگ کورس کی کتب تھامے اس میں سر دیے بیٹھے تھے۔ کہیں لیپ ٹاپ پہ چلتی انگلیاں دھیما سا ساز پیدا کر رہی تھیں۔ ہوائیں ان علم کے پیاسوں پہ صدقے واری جا رہی تھیں۔

ایک قدرے سنسان گوشے میں سب سے قطع تعلق کیے کتاب کی دنیا میں مگن بیٹھی وہ لڑکی نرمی سے اپنے بالوں کو آنکھوں سے پیچھے ہٹا رہی تھی جب ایک جوان مرد طوفان کی مانند اس کے قریب سے گزر کر ایک بک ریک کے پیچھے ہوا۔ اس عجیب حرکت پہ کنزہ نے خفگی سے اس جانب نگاہ کی۔ اس کے مطالعے میں سخت انتشار برپا ہوا تھا۔ چہرے پہ برہمی کے تاثرات اپنے آپ ہی اتر آئے تھے۔ آہ! ایک تو ان کتاب میں غرق لوگوں کو بے جا مداخلت ہرگز قابل قبول نہیں ہوتی۔

"مسٹر یہ کیا طریقہ ہے؟ لائبریری کے قوانین سے آشنائی نہیں ہے آپ کو؟"

خالص برٹش لہجے میں کہتے اس نے مقابل کو سخت گھوری سے نوازتے لتاڑا جو

چہرے پہ سیاہ ماسک لگائے اس کے جملے گوش گزار کرنے سے بہت پرے تھا۔

کانوں میں لگے ائیر پوڈز سے آتی آواز منقطع ہوتے اس نے پوری قوت سے کانوں

کو اس عذاب سے نجات دلائی۔ ساتھ ہی اونچی آواز میں گالی دی۔

"یو باسٹرڈ" برہان نے بھاری بوٹ والا پیر میز پہ مارتے وہاں سے بھاگنا چاہا۔ جب

کنزہ اچانک ہی اس کے بالکل سامنے آ گئی۔ یہ اتنا اچانک تھا کہ برہان بمشکل اس

سے ٹکراتے ٹکراتے بچا۔ اس نے سوالیہ ابرو اچکائے۔

"تمہاری ہمت بھی کیسے ہوئی مجھے گالی دینے کی۔" شدید طیش کے عالم میں کہتے وہ

اس کے راستے کی رکاوٹ بنی۔ اس بار برہان نے رک کر، ٹھہر کر فرصت سے

مقابل کو دیکھا۔ بھوری آنکھوں میں اٹھتا اشتعال، چہرے کی معصومیت پہ متوازن

www.novelsclubb.com

مگر سخت لہجہ برہان کمال کو حیران کر گیا۔ وہ لڑکی کس کمال سے اس کے منہ پہ اسے چیلنج کر رہی تھی۔

"شور کیوں ہو رہا ہے؟" آواز قدرے بلند ہونے کے باعث لائبریری انچارج ان کے قریب آتے قدرے کرخت لہجے میں مستفسر ہوا۔ برہان نے اکتا کر اس ڈرامے کو دیکھا۔ اسے فوری یہاں سے نکلنا تھا۔

"آئی ایم سوری۔ وہ دراصل۔۔۔" کنزہ لائبریری انچارج سے معذرت کرتے اصل مدعا بیان کرنے ہی والی تھی کہ اٹینڈنٹ کسی کی آواز پہ اسے رکنے کا کہہ کر پلٹ گیا۔ کنزہ نے لب بھینچے اور واپس اس ماسک لگے شخص کو دیکھا جو اس کو نظر انداز کیے اس کے ایک طرف سے ہو کر جانے کی تیاری میں تھا۔ غصے کی ایک لہر شدت سے اس میں انڈیلی گئی۔

"معافی مانگو۔" وہ اس کے راستے میں حائل ہوتے پتھریلے لہجے میں بولی۔ انداز اٹل تھا۔

"کیا؟" دوسری جانب نا سمجھی ہی نا سمجھی تھی۔ عجب کوئی پاگل لڑکی تھی۔

"میں نے کہا معافی مانگو۔" انگلی اٹھا کر سخت لہجے میں کہتے وہ کبیدہ خاطر معلوم ہو رہی تھی۔ برہان کا تو میٹر ہی گھوم گیا۔

"کونسی معافی؟ کس چیز کی معافی؟ دماغ درست ہے؟" اس سے قبل کہ وہ اس کی کنپٹی پہ زور سے دستک دے کر اسے پاگل قرار دیتا کنزہ نے سر پیچھے کیا۔ اب کی بار کنزہ کے چہرے پہ اشتعال کے ساتھ ہتک کا احساس بھی چمکا تھا۔

"تم نے مجھے۔۔۔" اس کے الفاظ منہ میں ہی دب گئے جب مقابل کی سفید شرٹ پہ لہراتا وہ لیزر اس کی نگاہوں میں آیا۔ یہ سرخ دھبا کسی انہونی کا اشارہ تھا۔ کنزہ کے دماغ نے بہت تیزی سے پراسیس کیا اور لمحے کی تاخیر کیے بغیر اس نے

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

مقابل کے سینے پہ زور سے ہاتھ مارتے اسے اس لیزر کا نشانہ بننے سے دور کیا۔ ابھی وہ اس کے لمس سے آشنائی محسوس بھی نہ کر پایا تھا جب اگلے ہی پل گولی برہان کے قریب سے گزرتے لکڑی کے میز میں پیوست ہوئی۔ کنزہ کا سانس تھم گیا۔ منہ آدھ کھلا رہ گیا۔ اور ہاتھ۔۔۔ وہ کپکپانے لگے۔ اس نے کانپتے ہاتھوں سے کانوں پہ ہاتھ رکھتے اپنی کپکپاہٹ پہ قابو پانا چاہا۔ برہان نے بے یقینی سے ایک نظر میز کو اور دوسری نظر اس مسیحا کو دیکھا جس کے ایک لمس نے اسے زندگی بخش دی تھی۔ پوری لائبریری میں شور اٹھا اور بھگدڑ مچ گئی۔ نفسا نفسی کا عالم چھا گیا۔ مگر برہان کمال کے وجود میں گہرا سکوت اتر آیا۔ ارد گرد کی بدحواسی بھی اس کے حواسوں کو اپنے اختیار میں کرنے میں ناکام و نااہل ٹھہری۔

روبرو جو تو آئی دھڑکن نہ سنبھل پائی

ایک ہی اشارے پہ دل چیز تجھے دے دی

کچھ پل کنزہ نے خود کو سنبھالنے میں لیے۔ حواسوں میں لوٹتے اس نے بھاگنا چاہا۔ مگر بے اختیارانہ طور پر اس کی اگلی نظر اس منجمند وجود پہ پڑی جو ابھی تک جوں کا توں کھڑا تھا۔

"بھاگو یہاں سے" وہ اس کی عقل پہ ماتم کرتے چلائی۔ وہ جو پلک جھپکے بغیر اس کو تک رہا تھا اس کی آواز پہ جیسے ہوش میں لوٹا۔ اس نے آنکھیں جھپکا کر خود کو سابقہ کیفیت سے باہر نکالا۔ کنزہ نے ہنوز اسے انہی قدموں پہ جماد یکھ افسوس سے نفی میں سر ہلایا۔ مقابل شاید پاگل تھا۔ یا اسے اپنی جان کی کوئی پرواہ نہ تھی۔

"پاگل انسان مر جاو گے۔ بھاگو یہاں سے" اسے وہ شخص حواسوں میں نہیں لگ رہا تھا۔ اور اسے مرتا چھوڑ وہ خود کو بچا نہیں سکتی تھی۔ شاید یہ اس کی فطرت تھی۔ یا انسانیت۔ کنزہ نے اس کو بازو سے پکڑا۔ برہان کو لگا کسی نے اس کی روح کو چھو لیا۔

وہ اس کے بازو پہ قدرے مضبوط گرفت بنائے باہر کو بھاگی۔ وہ اس کے ساتھ کھنچتا چلا گیا۔ اس کے لبوں پہ دلگیر مسکراہٹ نمایاں ہو رہی تھی۔ کچھ لمحات پہلے وہ لڑکی اسے معافی مانگنے کا کہہ رہی تھی اور اب اس کی جان بچانے کی خاطر خود کو مشکل میں ڈال رہی تھی۔ برہان فدا نہ ہوتا تو کیا ہوتا۔

وہ بھگدڑ میں بھی برہان کے بازو کو مضبوطی سے تھامے ہوئے تھی جیسے اگر اسے چھوڑا تو وہ مر جائے گا۔ وہ درست سوچ رہی تھی۔ اس بات کا اندازہ برہان کچھ لمحات میں ہی لگا چکا تھا۔ لوگوں کے درمیان سے بچتے بچاتے وہ باہر نکلنے کے قریب ہی تھی جب برہان نے نرمی سے اس کی گرفت سے اپنا بازو آزاد کروایا۔ اس کا ماسک ایک جانب سے اتر چکا تھا۔ کنزہ نے کم فہمی سے اس کا چہرہ دیکھا۔

کیا تھا ان نظروں میں۔ خوف محض خوف۔۔۔ موت کا خوف۔ لیکن کس کی؟ اس کی یا برہان کی۔ برہان کا پہلی بار ایسی نگاہوں سے واسطہ پڑا تھا۔

وہ ایک نظر۔۔۔ صرف ایک نظر اسے اپنا اسیر بنا گئی۔

"چلیں میرے ساتھ" برہان کے لہجے میں عزت و تکریم الہام کی مانند اتری۔ اب کہ اس کے ہاتھ پہ گرفت بناتے اس نے دوسرے ہاتھ سے ماسک درست کیا۔ اس کا چہرہ واپس پردہ پوش ہو گیا۔ وہ چلنے لگا جب کنزہ نے اس کے ہاتھ سے اپنا ہاتھ نکالنے کی سعی کی۔ وہ تھم گیا۔ اس کی آنکھوں میں جھانکا جہاں نمی جھلک رہی تھی۔ غالبا وہ اس حالت میں پہلی بار پھنسی تھی اور اس کا اثر آنسوؤں کی صورت نمایاں ہو رہا تھا۔ وہ لڑکی اپنی آنکھوں پہ ظلم کرنے کے قریب ترین تھی کہ برہان نے بے ساختگی میں اس کے ہاتھ پہ گرفت مضبوط کی۔

"بھروسہ کریں۔" اس کے لہجے اور انداز میں کچھ تھا کہ کنزہ مزاحمت نہ کر سکی۔ وہ چند لمحات بھی ضائع کرنے کی اہل نہیں تھی۔ کیونکہ اس لائبریری میں مزید گولیوں کی آوازیں وہ بخوبی سن چکی تھی۔ پولیس کا دور دور تک کوئی امکان دکھائی

www.novelsclubb.com

نہیں دے رہا تھا۔ اسے زندہ رہنا تھا۔ مرنا نہیں تھا۔ اور مقابل کے علاوہ کوئی اسے اس مشکل سے باہر نکالنے کے لیے کوشش نہ کرتا۔ وہ اعتماد کرنے پہ مجبور ہوئی۔

اس کے اعتماد پہ برہان کے چہرے پہ تسکین چھا گئی۔ چند سیکنڈز میں وہ مختلف راہداریوں سے گزرتے اسے محفوظ مقام پر لے آیا۔ وہ لوگ اس کے پیچھے تھے۔ اور وہ اچھے سے جانتا تھا کہ کن جگہوں تک ان کی رسائی نہ تھی۔ اس نے یونہی کنزہ کا ہاتھ تھامے ایک بار ارد گرد دیکھتے تسلی کرنا چاہی جب کنزہ نے اس کا ہاتھ جھٹک دیا۔ وہ فوری پیچھے ہٹ گیا۔ البتہ اسے یوں جھٹکا جانا بالکل اچھا نہیں لگا تھا۔ کیوں؟ وہ ابھی اس وجہ سے شناسا نہ تھا۔ مگر فلحال اس کے پاس اس پہ سوچنے اور بات کرنے کا وقت بالکل نہیں تھا۔ اسے لمحے کی تاخیر کیے بنا فوری یہاں سے نکلنا تھا۔ ایک آخری نظر کنزہ پہ ڈالے وہ پلٹا۔

www.novelsclubb.com

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

اک حکم پہ نثار ہوئے سب تغیرات

اس نے کہا پلٹ

میری کایا پلٹ گئی

"وہ لوگ تمہارے پیچھے ہیں نا؟" اپنی پشت سے ابھرتے سوال پہ وہ تھم گیا۔ کنزہ کا دماغ غالبا اس وقت بہت تیزی سے کام کر رہا تھا۔ اسے اس لڑکی کی ذہانت کی داد دینی پڑی۔

"ہاں" وہ پلٹ کر گویا ہوا کہ اس لڑکی نے اگلا سوال داغ دیا۔

"تم مجرم ہو یا مظلوم؟" کسی اندیشے کے تحت سوال خود بخود اپنی جگہ بنا گیا۔

"کیا میرا جواب دینا ضروری ہے؟" وہ اسے سوالات سے روک نہیں پایا۔ کیوں؟ یہ سمجھنا ابھی اس کے بس میں نہیں تھا۔ محض کوئی اندرونی طاقت تھی جس نے

www.novelsclubb.com

حکم صادر کیا تھا کہ اب سے اس لڑکی کا کہا ہر لفظ وہ یکسوئی سے سنے گا۔ہاں البتہ جواب دینے کا اختیار اس نے ابھی بھی خود کے لیے محفوظ کر رکھا تھا۔ مگر یہ کیا؟ اس نے تو سوال کر کے مقابل کو اس اختیار تک بھی رسائی دے دی۔

کنزہ نے نفی میں سر ہلایا تو سیاہ ماسک میں چھپے عنابی لبوں پہ جاندار مسکراہٹ رینگ گئی۔

"سی یو سون" دھیمی سرگوشی کرتے وہ وہاں سے غائب ہو گیا۔

☆☆☆

www.novelsclubb.com

سورج کے زوال کا وقت آن پڑا تھا۔بادلوں سے ڈھکا آسمان عجب اداس سا منظر پیش کر رہا تھا۔ پرندے گھروں کو لوٹ رہے تھے۔ دھندلے ہوتے برلن نے مصنوعی روشنیوں سے ماحول کو چراغاں کر دیا تھا۔ وہ مہارت سے بچتے بچاتے اس ویران و سنسان جگہ پہنچا۔ برلن شہر کی آبادی سے قدرے دور کا یہ علاقہ اس کے

لیے کچھ محفوظ تھا۔ مگر برہان کو اس وقت اپنی حفاظت کی نہیں حملہ آوروں کی بربادی کی فکر ستا رہی تھی۔ اس پہ گولی چلانے والے کو وہ اپنے ہاتھوں سے انجام تک پہنچائے گا۔ وہ جانتا تھا اس سب کے پیچھے کس کا ہاتھ ہے۔

برہان نے دوست نہیں ہمیشہ دشمن کمائے تھے۔

طیش و اشتعال کے عالم میں چکر کاٹتے اس نے اردل کو دو سو گالیاں دے دی ہوئی تھیں۔ جب اتنی سلامتیوں کی آمد پہ وہ بھی وارد ہو ہی گیا۔ گاڑی سے باہر نکلتے وہ بھاگتے ہوئے اس تک پہنچا جو جھاڑیوں میں کھڑا دکھائی دے رہا تھا۔

www.novelsclubb.com

"تم ٹھیک ہو؟" اس نے فکر مندی سے برہان کے چہرے، سینے، بازو حتی کہ پورے وجود کو جائزہ لیتی نگاہوں سے دیکھتے پوچھا۔

"کمینے تجھ سے چار لوگ نہیں سنبھالے جاتے۔"ایک زوردار گھونسا تھا جو اردل یوسفزئی کا جبڑا ہلا کر رکھ گیا۔ اس کی اتنی فکر پہ وہ ایسا ردعمل دے رہا تھا۔ اردل کا پارہ چڑھ گیا۔

"تو تو سنبھال لیتا۔"منہ سے نکلتا خون تھوکتے وہ غرایا۔

"اب بھی بکواس کر رہا ہے۔ تیری بیوقوفی کے عوض یہاں گولی لگتی میرے یہاں"سینے پہ اشارہ کیے اس نے سنگین نتائج سے آگاہ کیا۔

"پر افسوس تو زندہ کھڑا ہے۔"وہ قدرے ڈھٹائی سے بولا تو برہان طیش میں آتے آگے بڑھا۔ وہ فوری پیچھے کو ہوا۔

"کھیل تو نے شروع کیا ہے۔ دشمن تو پیچھے آئے گا۔"اس نے گویا نئی اطلاع فراہم کی۔ برہان طنزیہ ہنسا۔

"تو کس مرض کی دوا ہے۔ تجھے چارے کے طور پہ ڈالوں گا۔" اس نے سفاکیت سے کہا تو اردل کی برداشت جواب دے گئی۔ وہ گتھم گتھا ہو گئے۔ اس سے قبل کہ وہ مزید ایک دوسرے کو نوچتے ایک نسوانی آواز پہ دونوں کا دھیان بھٹکا۔ کوئی نازک وجود تھا جس کا احساس اردل یوسفزئی کو بالکل اپنی پشت پہ ہوا تھا۔

"تیری گاڑی وہ کھڑی ہے۔ تو جا" اردل نے رخ موڑے بغیر اسے یہاں سے بھیجنا چاہا۔

"پیچھے ہٹ مجھے دیکھنے دے یہاں کون ہے۔" وہ تجسس کے زیر اثر آتے اسے ایک طرف کو ہٹانے لگا۔ مگر اردل خاصا مضبوط و توانا ثابت ہوا تھا جو ایک انچ بھی نہیں ہلا۔

www.novelsclubb.com

"تیرا یہاں رکنا خطرے سے خالی نہیں ہے۔ دفع ہو۔" وہ حلق پھاڑ کر بولا تو برہان کو اس کی بات سے اتفاق ہوا۔ اردل کی نااہلی کی سزا کو بعد کے لیے محفوظ کرتے وہ ایک طائرانہ نظر اس پہ ڈالے اپنی سفید بی ایم ڈبلیو کی طرف بڑھ گیا۔

برہان کمال ہر ملک میں مختلف رنگ کی بی ایم ڈبلیو استعمال کرتا تھا۔ اسی لیے اس وقت اس کے سامنے سیاہ کا متضاد سفید مجسم گاڑی کی صورت کھڑا تھا۔ وہ تیزی سے گاڑی میں آکر بیٹھا۔ چابی گھمائی۔ ایکسلریٹر پر پیر رکھا اور ریس دی۔ اس کی گاڑی فراٹے بھرتے سڑک پہ دوڑنے لگی۔

www.novelsclubb.com

برف سے ڈھکی برلن کی سڑکوں پہ دوڑتی برہان کی سفید بی ایم ڈبلیو آنکھوں کو خیرہ کر دینے والا نظارہ پیش کر رہی تھی۔ وہ گاڑی کو ریس دیے ہوئے تھا۔ برف کی تہہ تتر بتر ہوتی ٹائروں تلے کچلی جا رہی تھی۔ اس کے اندر اشتعال اٹھ رہا تھا۔ اور اس غصے کو ٹھنڈا کرنے کا واحد حل ریسنگ تھا۔ جو وہ کسی دوسرے کے نہیں بلکہ

اپنے مقابلے میں کرتا تھا۔ بادلوں سے ڈھکے آسمان نے اس شخص کی مہارت کو داد دی تھی۔ شیشے سے خالی سڑک پہ نگاہیں جمائے گاڑی دوڑاتے اچانک ہی اس شیشے میں کسی کی شبیہہ ابھری۔ برہان کا پاؤں بریک پہ آیا اور گاڑی جھٹکے سے رکی۔ یہ سب بے حد اچانک ہوا تھا۔

"ڈیم اٹ! یہ کیا ہو رہا ہے مجھے؟" چند منٹ پہلے ملی لڑکی کی اپنے تخیل سے واضح شبیہہ دیکھتے اس کے حواس مختل ہوئے۔ وہ دل پھینک نہ تھا۔ وہ لڑکیوں سے متاثر نہ ہوتا تھا۔ اسے عورت ذات سے خاصی دلچسپی نہ تھی۔ اسے عورت کا حسن مائل نہیں کرتا تھا۔ مگر پھر یہ سب کیا تھا؟

یہ جذبہ، یہ احساس نیا تھا۔ اور برہان کمال کو نئی چیزیں ہمیشہ متاثر کرتی تھیں۔

☆☆☆

اب کی بار دروازہ وا ہوا تو کنزہ ابراہیم کے چہرے پہ چھائی پژمردگی دیکھ نووارد

کے ماتھے پہ بل پڑے۔

"آر یو اوکے؟" وہ جو کسی خیال میں گم پس و پیش سے ہمہ وقت بیگانہ کھڑی تھی

اس کی آواز پہ گویا مراقبے سے باہر نکلی۔

"حدید میں اس سے نہیں۔۔۔" اس نے تخیل میں ابھرتے منظر کو بھلاتے فورا

صفائی دینی چاہی۔

"میں نے کوئی سوال پوچھا؟" وہ سنجیدگی سے اسے ٹوک گیا۔ اسے کنزہ کا یوں

www.novelsclubb.com

صفائی دینا قطعا پسند نہ تھا۔

"نہیں" لب کاٹتے کہا۔

"آرام سے بیٹھ جاو۔" اس نے نرمی سے اسے بیٹھنے کا اشارہ کیا۔ ساتھ ہی اس کی

جانب بڑھتے اس کی طرف کی کرسی گھسیٹی تاکہ وہ بیٹھ جائے۔ کنزہ کرسی پہ بیٹھی تو

وہ اس کے سامنے والی کرسی گھسیٹ کر بیٹھ گیا۔ دونوں نے اب کہ غور سے ایک دوسرے کا چہرہ دیکھا۔ اور یہ کیا؟ حدید کے چہرے پہ یہ کیا تھا؟

"یہ تمہارے ہونٹ سے خون۔۔۔"وہ جھٹکے سے اٹھتے اس کے قریب بڑھنے لگی کہ اس کے بازو میں درد کی شدید لہر اٹھی۔ جواباً اس کے لب بھینچے گئے۔ یہ سب حدید کی نگاہوں سے پوشیدہ نہ رہ سکا۔

"واپس بیٹھ جاو کنزہ! دو قطرے خون کے ضیاع سے بے ہوش نہیں ہو جاؤں گا۔"اس کی نرم جھڑک پہ وہ واپس بیٹھ گئی۔ البتہ چہرے پہ ڈھیروں تفکر چھا گیا۔

"یہ کیسے ہوا؟ وہ۔۔۔ اس شخص نے تم پہ۔۔۔ اور مائی گاڈ۔۔۔ مجھے یہی محسوس ہو رہا تھا کہ وہ اچھا انسان نہیں ہے۔ میری حسیات مجھے غلط نہیں بتاتیں۔"وہ مسلسل نفی میں سر ہلاتے بے ربط جملے بولنے لگی تو حدید زیر لب مسکرا دیا۔

www.novelsclubb.com

"کمال است! تم نے اندازے لگانے کب سے شروع کیے؟" وہ خاصا محظوظ ہوا تھا۔

کنزہ کی صاف گوئی اور خود کی تعریف پہ وہ مسکرائے بنا نہیں رہ سکا۔ اسے اپنی بیوی یاد آئی تھی۔ البتہ مسکرانے سے اس کے تازہ لگے گھاو میں درد اٹھا تھا جسے وہ دبا گیا۔

"میرے اندازے چھوڑو۔ کیا تم اسے جانتے ہو؟" اسے ہنستا دیکھ اسے کچھ راحت ملی۔ لیکن تفتیش اور تاکید دونوں ضروری تھیں۔

www.novelsclubb.com

"کسے؟"

"وہی جو اندر تمہارے آفس میں تھا۔" اس شخص کا ذکر کرتے ہوئے کنزہ کا حلق تک کڑوا ہو گیا۔

"جانتا ہوں۔ کیا تم بھی جاننا چاہتی ہو؟" میز پہ قدرے آگے کو جھکتے وہ ابرو اچکائے

گویا ہوا۔ کنزہ سٹپٹائی۔

"نہیں۔۔۔ ہر گز نہیں۔ مجھے کوئی شوق نہیں ہے ایسے انسان کے بارے میں جاننے کا جس نے تمہیں زخم دیا ہو۔" یہ سچ تھا۔ یہی حقیقت تھی۔ کنزہ ابراہیم کے لیے حدید کا وجود انمول تھا۔ جو شخص اسے نقصان پہنچانا چاہتا ہو وہ کنزہ کے لیے قطعی اہم نہیں ہو سکتا تھا۔

"میری ایک بات مانو گی؟" اس کے سابقہ جملے کے اثر کو جانتے بوجھتے نظر انداز کیے حدید نے اس کی گہری بات کے جواب میں سوال کیا۔ یا شاید ایک التجا کرنے کے لیے تمہید باندھی جسے کنزہ نے بنا گردو پیش مقبولیت کا عندیہ دیا۔

"اگر وہ شخص دوبارہ کبھی تمہارے روبرو آیا تو تم مجھے مطلع کرو گی۔" اس کے لہجے میں تنبیہ تھی۔

کنزہ نے بنا لمحہ ضائع کیے مان کر گردن ہلا دی۔ حدید مسکرایا۔ اور کرسی کی پشت

www.novelsclubb.com

سے ٹیک لگاتے آرام دہ ہو کر بیٹھ گیا۔ جبکہ کنزہ ہنوز دور بیٹھی اس کے زخم کی گہرائی ماپنے کی کوشش میں مشغول رہی۔

حدید نے سوزین کے نمبر پہ کال ملائی۔

"کنزہ میم کے لیے کافی لے کر پہنچو۔ ساتھ پین کلر بھی "اس نے ہدایات دے کر فون بند کیا تو کنزہ کے ابرو سوالیہ انداز میں اکٹھے ہوئے۔

"پین کلر کیوں؟"

"کیونکہ تمہارے بازو میں درد ہے۔"

اس نے کنزہ کے عمل سے اس کے درد کا اندازہ لگایا تو حدید کی اس فکر پہ کنزہ کی آنکھیں نمی کے احساس سے بوجھل ہونے لگیں۔ البتہ چہرہ اچانک ہی کھلکھلا اٹھا۔

اسے اپنی دور اندیش روش پہ جی بھر کر غصہ آیا۔ اس نے حدید کے بارے میں غلط فہمی کیسے پال لی؟

وہ خلا میں گھورتے سوچنے لگی کہ حدید کی ملتجانہ آواز ابھری۔

"آئی ایم سوری" وہ شرمندہ تھا۔یہ اس کے انداز سے صاف ظاہر ہو رہا تھا۔

"کس لیے؟" وہ جانتی تھی یا شاید جاننا چاہتی تھی۔

"دوستی کے حق میں ناانصافی کر گیا۔" جھکے سر کے ساتھ اس نے پشیمانی سے اپنی غلطی کا اقرار کیا۔یہ حدید ہی تو تھا جس نے سب سے پہلے کنزہ کی جانب دوستی کا ہاتھ بڑھایا تھا۔اسے ہمیشہ اسے نبھانا تھا۔اسے کنزہ کی حفاظت کرنی تھی۔اسے اس تک آنے والی ہر مصیبت روکنی تھی۔وہ اس کا پروٹیکٹر تھا۔

"صرف دوستی حدید؟" لہجہ عجب بے بسی سے لبریز تھا۔لیکن سوال اتنا عجیب تھا کہ حدید نے جھٹکے سے سر اٹھایا۔

"کیا مطلب؟"

"کچھ نہیں۔" مسکرا کر نفی میں سر ہلاتے وہ بات ٹال گئی۔اندر کہیں حدید کو اس کی

www.novelsclubb.com

یہ مسکراہٹ نہایت مصنوعی لگی۔

"پوچھو گے نہیں اس دن کیا ہوا تھا؟"وہ کمال مہارت سے موضوع تبدیل کر گئی تو حدید بھی اس کی روش پہ چل پڑا۔

"نہیں"

"کیوں؟"انداز میں تجسس نمایاں تھا۔

"تمہارے زخم نہیں کریدوں گا۔"

"مگر میرے ساتھ کچھ بہت برا بھی نہیں ہوا تھا۔"اس نے یقین دہانی کروائی چاہی۔

"تم چاہتی ہو کہ کچھ برا ہو؟"اس نے اچنبھے سے استفسار کیا۔

"اگر میں کہوں ہاں"اب کہ اس کا انداز شریر ہو گیا۔وہ ہر تلخ بات سے باہر نکل رہی تھی۔اور یہی کنزہ کی سب سے بڑی خوبی تھی وہ خود کو منفی اثرات سے بہت

www.novelsclubb.com

جلد نکال لیتی تھی۔

"تو تمہیں نیند کی ایک گولی بھی دینی پڑے گی۔" حدید نے جس چڑنے والے انداز میں کہا کنزہ کا قہقہہ بے ساختہ تھا۔

"معاف کیا؟" اسے دل سے مسکراتا دیکھ اس نے دوبارہ عرضی پیش کی۔ یا شاید گلٹ سے نکلنے کی سعی کی۔

"تمہیں کنزہ کا قتل بھی معاف۔ تم حق تلفی کی معافی مانگتے ہو۔" جس لہجے، جس انداز، جس پختگی سے یہ الفاظ ادا ہوئے۔ حدید عالم کا وجود اتنی ہی برق رفتاری سے برف ہوا۔

www.novelsclubb.com

سوزین کا دروازہ ناک کرنا، کنزہ کا اسے اندر آنے کا عندیہ دینا، اس کا اندر آنا، کافی اور پین کلر کنزہ کو پیش کرنا، اس کا واپس جانا، کنزہ کا پین کلر کھانا، پھر اس کا کافی پینا۔ سب سلو موشن ہونے لگا تھا۔

حدید کے لیے دنیا رک رک کر چلنے لگی تھی۔

☆☆☆

اس نے آنکھ کا اشارہ کیا اور اگلے ہی پل جوس کا گلاس ریجا کے کپڑے خراب کرتے زمین بوس ہوا۔ وہ جو اپنے دھیان میں مگن سی کرسی پہ بیٹھنے کے قریب ہی تھی اس اچانک افتاد پہ ہڑبڑا اٹھی۔

"واٹ ربش" الفاظ بے ساختہ تھے۔ اس نے فوری اپنے کپڑے دیکھے جو خراب ہو چکے تھے۔ اس نے غصے سے سر اٹھایا۔ اس کے ہمراہ آنے والے متفکر انداز میں اٹھ کھڑے ہوئے۔ اس سے قبل کہ وہ کچھ کہتی ویٹر منت بھرے انداز میں بولنے لگا۔

"آئی ایم سوری میم۔۔۔پلیز معاف کر دیں۔ میری شکایت نہیں کیجئے گا۔ مجھے پہلے ہی بہت مشکل سے جاب ملی تھی۔۔۔میں۔۔۔"اس کے انداز میں اتنی منت سماجت تھی کہ ریجا کا سارا غصہ جھاگ کی مانند بیٹھ گیا۔

"بریک پہ پیپر رکھو۔ واش روم کہاں ہے یہ بتادو۔"چاہ کر بھی وہ اسے کڑوی کسیلی نہ سنا سکی۔ بقول اس کے ویٹر بھی انسان ہوتے ہیں۔ انہیں انسان سمجھنا بے حد ضروری ہوتا ہے۔

دوسرے میز کی کرسی پہ بیٹھے مرد نے خاصی پر شوق نگاہوں سے سارا نظارہ دیکھا۔

www.novelsclubb.com

"لڑکی نرم دل واقع ہوئی ہے۔ امپریسو"وہ حقیقتاً اس لڑکی سے متاثر ہوا تھا۔ بابا کا فیصلہ درست تھا۔

"یہیں بیٹھو۔ کھانا آرڈر کرو۔ میں اسے واش کر کے آتی ہوں۔"اس نے تسلی آمیز لہجے میں ان کو ہدایت دی اور واش روم کا رخ کیا جس تک ویٹر نے اس کی

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

مدد کی۔ اسے واش روم کے باہر چھوڑتے وہ ویٹر فوراً سے قبل اس مرد کے پاس پہنچا جو اس کا اشارہ پاتے فوراً واش روم کے قریب بڑھا۔

وہ فون کان کو لگائے باہر ٹہلنے لگا۔ دور سے دیکھنے والے کو یونہی معلوم ہو رہا تھا کہ وہ کال پہ کسی سے محو کلام ہے۔ اسی لیے اس کا یہاں ٹہلنا سہل ہو گیا۔ اسے ریجا کے باہر نکلنے کا انتظار تھا۔

اندر وہ کسی محاذ پہ لڑنے والے جنگجو کی طرح اپنے کپڑوں پہ لگے دھبوں کو ختم کرنے کے لیے کوشاں ہوئی۔ مگر مجال تھی جو وہ صحیح سے دھل جاتے۔ اس کی نئی خوبصورت شرٹ برباد ہو چکی تھی۔

"پتا نہیں جوس تھا کہ خون جو دھل کے نہیں دے رہا۔ ماما ٹھیک کہتی ہیں مجھے اپنے کپڑے تو دھونے آنے چاہئے۔" وہ روہانسی ہوئی۔

"اف ریجا کیا ہو گیا ایک شرٹ ہی تو ہے۔ کچھ نہیں ہو جاتا۔"اس نے خود کو اپنے پھوہڑ پن کے لیے معاف کیا۔

پے در پے ٹشو پیپرز نکالتے اور انہیں برباد کرتے اس کی بڑبڑاہٹ بھی تسلسل سے جاری وساری تھی۔ ادھر ختم ہوئے بے دھڑک استعمال ہونے والے ٹشو اور ادھر شروع ہوئی ریجا کی دہائی۔

"ایک تو قسمت دیکھو میری۔ ٹشو بھی ابھی ختم ہونے تھے۔ مجال ہے کوئی کورین ہیرو آ کر کہتا ریجا پریشان کیوں ہوتی ہو۔ یہ لو ٹشو چھوڑو میں پورا اسٹور۔۔۔"

دروازہ کھول کر باہر نکلتے بھی اس کی بڑبڑاہٹ ہنوز جاری تھی جب کوئی اچانک سے اس کے سامنے آیا۔

"غالباً آپ کو یہ چاہیئے۔" جوان و توانا مرد نے کپڑے کا نفیس ٹکڑا اس کے سامنے کیا تو ریحا کے قدموں کے ساتھ اس کی چلتی زبان بھی تھم گئی۔ اس نے چہرہ اٹھا کر مقابل کو دیکھا اور اس کی آنکھوں سے نکلتی چمک دیکھ مسحور سی ہو گئی۔

"آپ یہ لے لیں پلیز۔ لڑکیوں کا یوں گیلا گھومنا مناسب نہیں ہوتا۔" ریحا کو ہنوز ساکت کھڑا دیکھ اس نے دوبارہ اس کا دھیان اپنے ہاتھ کی جانب مبذول کروایا جس میں وہ نفیس کپڑا موجود تھا۔ ریحا نے کچھ جھجھکتے ہوئے وہ کپڑا اتھام لیا۔

"تھینکس"

www.novelsclubb.com

"اینی ٹائم" مسکرا کر کہتے وہ اس کے چہرے پہ متاثر کن تاثرات دیکھے پلٹ گیا۔ اور ریحا اسے جاتا دیکھتی رہ گئی۔ وہ شخص طلسماتی تھا شاید۔ یا شاید یہ اس کی نظروں کا اثر تھا۔ یا شاید ان ڈراموں کا جو وہ ہر وقت دیکھتی تھی۔

☆☆☆

کنزہ آفس سے باہر نکل کر پارکنگ کی طرف آئی۔ اس سے قبل کہ وہ گاڑی میں بیٹھتی اس کی نظر ٹائروں کی طرف اٹھی۔ اور یہ کیا اس کی گاڑی پنکچر تھی۔

"یا خدا! اسے بھی ابھی خراب ہونا تھا۔" ہاتھ کو ہوا میں اٹھا کر غصے سے بند کرتے اور ٹائر کو زور سے پیر مارتے وہ الجھتے ہوئے بڑبڑائی۔ کنارے کھڑی سفید بی ایم ڈبلیو میں بیٹھے برہان کے چہرے پہ مسکراہٹ در آئی۔

تمہیں دیکھا تو یوں دیکھا، مصور ہو گئی آنکھیں
تمہیں سوچا تو یوں سوچا، تصور ہو گئی آنکھیں

www.novelsclubb.com

"وائے از شی سو پریٹی" وہ اس کے الجھتے سلجھتے تاثرات دیکھتے خود کو اس کی تعریف کرنے سے روک نہیں پایا۔ برہان کی آنکھیں اس کے ہر بدلتے تاثر کو جان جاتی تھیں۔ جانے یہ کونسی طاقت تھی۔ جانے یہ کونسا اختیار تھا جو اسے حاصل ہو چکا تھا۔

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

حدید گھر جانے کے ارادے سے آفس سے باہر نکلا تو کنزہ کو منہ بسورے دیکھ اس کے پاس چلا آیا۔

"کیا ہوا؟ کوئی مسئلہ ہو گیا؟" سنجیدہ و متفکر لہجے میں بولتے حدید نے جائزہ لینے کی کوشش کی۔

"یہ پتا نہیں کیسے پنکچر ہو گئی۔" اس نے جو گرز والے پیر سے ٹائر کی طرف اشارہ کیا تو حدید نے کچھ جھکتے ٹائر دیکھا۔

"چلو میرے ساتھ۔ تمہیں یونیورسٹی اتار کر میں اپنے گھر چلا جاوں گا۔" اپنی گاڑی کی طرف بڑھتے اس نے مصروف سے انداز میں کنزہ کو ساتھ آنے کے لیے کہا۔

"اور اس کا کیا؟" اس نے حدید کا دھیان اس جانب مبذول کروانا چاہا۔ حدید جاتے جاتے تھم گیا۔ پھر پلٹا۔

"اس کو رسی سے باندھ کر ساتھ لے جاتے ہیں۔" جس سنجیدگی اور پختگی سے وہ بولا کنزہ کو بالکل امید نہیں تھی وہ یوں طنز کر جائے گا۔ بات کا مفہوم سمجھتے اس نے حدید کے کندھے پہ چپت لگائی۔ جس کا اس پہ بالکل اثر نہ ہوا۔ گاڑی میں بیٹھے برہان کمال نے غصے سے مٹھیاں بھینچتے سٹئیرنگ پہ مکہ مارا۔

"اب چلیں میڈم" کنزہ کی حرکت نظر انداز کرتے اس نے گویا اجازت طلب کی۔

"مجھے لگا تھا تم اب جم جانا چھوڑ چکے ہو۔" اتنی زوردار چپت پہ اس کا بالکل ٹھنڈا رد عمل دیکھ وہ سوالیہ ہوئی۔

www.novelsclubb.com

"اور ایسا کیوں لگا؟" ابرو اچکائے اس نے نافہمی سے پوچھا۔ ساتھ ہی اس کے لیے فرنٹ سیٹ کا دروازہ کھولا تو کنزہ کچھ جھینپ سی گئی۔

"میں خود کھول لیتی۔" اسے حدید کا یہ انداز پسند بھی بے حد تھا۔ مگر اس معاملے میں وہ تکلف بھی برت جاتی تھی۔

"اگلی دفعہ کھول لینا۔ ابھی بیٹھ جاو۔ کتنا نامناسب لگے گا کہ میں اسے بند کروں اور تم دوبارہ کھولو۔" وہ دوبارہ مکمل سنجیدگی سے بولا۔ اس کی بات مکمل سنتے اور سنجھتے کنزہ ہنسی اور اس کی ہنسی کی وجہ حدید تھا یہ محسوس کرتے رقابت کی آگ اس کے پورے وجود کو جھلسا گئی۔

" تمہیں اس کا حساب چکانا پڑے گا۔ " بھینچے جبڑوں، پھڑکتی رگ اور زور سے بھینچی مٹھی کے ساتھ اس نے پے در پے سٹئیرنگ پہ مکے مارے۔ ہاتھوں کی جلد پہ سرخی جھلکنی شروع ہو چکی تھی مگر برہان کا اشتعال قابو میں نہیں آرہا تھا۔ ہر گزرتا دن اسے حدید سے مزید متنفر کر رہا تھا۔

☆☆☆

وہ کنزہ کو یونیورسٹی اتارنے کے بعد گھر داخل ہوا تو لاونج میں موجود سوٹ کیس دیکھ اس کے ماتھے پہ بل پڑے۔

www.novelsclubb.com

"جیسمین "اس نے فوراً پکارا مگر جواب ندارد۔

"جیسمین "دوبارہ پکارا تو وہ جلد بازی میں کچن سے باہر نکلی۔

"جی باس "ایپرن کی جیب سے رومال نکال کر ہاتھ صاف کرتے جیسمین نے مودب سا جواب دیا۔

"کہاں ہے زید ؟"سوٹ کیس کی یوں آمد یعنی زید نائک کی آمد۔

"آپ کے سامنے والے کمرے میں" جیسمین کے لہجے میں بشاشت تھی۔ زید نائک گھر آتا تو اس کی بوریت کم ہو جاتی تھی۔ اسے باس کا دوست بہت پسند تھا۔

"کب آیا تھا؟" تفتیش جاری رکھی۔

"مجھ سے پوچھ لو۔ بیچاری جیسمین کو کیوں کٹھرے میں کھڑا کیا ہوا ہے۔" اچانک منظر نامے میں ابھرتے اس نے جیسمین کو دیکھ آنکھ ونک کی۔ حدید اسکی حرکت پہ کڑھ کر رہ گیا۔

"پاکستان سے اٹھا لائے ہو سامان مگر یہاں سے اٹھا کر کمرے میں لے کر جاتے تمہیں کونسی موت پڑتی ہے۔" گھر میں اتنا بکھیر ابرداشت کرنا اس کی طبیعت کے خلاف تھا۔ مگر دوسری جانب پرواہ کسے تھی۔

"جس کا تم جیسا گبرو جوان دوست ہو وہ اپنے زور بازو پہ کیونکر رہے۔" ایک جھٹکے سے صوفے پہ گرتے اس نے ایک پل کو حدید کو بھی بوکھلا دیا۔

"میں ٹھیک کہہ رہا ہوں نا جیسمین" وہ جو تائیدی انداز میں سر ہلانے ہی والی تھی حدید کی نظروں کے پیش نظر خاموشی سے الفاظ منہ میں دبا گئی۔ حدید نے سنبھل کر خود کو الفاظ ضائع کرنے سے باز رکھا۔

"ایک گرم ایسپریسو لے آئیں۔ میں کمرے میں جارہا ہوں۔" جیسمین کو ہدایت دیتے وہ تیز قدموں سے اپنے کمرے کی طرف جانے لگا کہ زید صوفے سے اٹھ کر اس کے سامنے رک گیا۔

"گرم ایسپریسو؟ سیریسلی۔ یہ ٹھنڈی ایسپریسو بھی ہوتی ہے کیا؟" منہ کے زاویے بگاڑے اس نے حدید کو زچ کرنے کے انداز میں کہا اور وہ حقیقتاً زچ ہو بھی گیا۔

"میرا دماغ خراب نہیں کرو زید! میرا موڈ سخت خراب ہے۔" اسے پیچھے ہٹاتے اس نے قدم اٹھائے۔

www.novelsclubb.com

"تمہارا موڈ ٹھیک بھی ہوتا ہے؟" وہ اس کے جوابی وار سنے بغیر کمرے کی طرف بڑھا تو زید دم چھلا بنے اس کے پیچھے پیچھے آیا۔ اندر آتے ہی زید نے اپنے پیچھے دروازہ بند کیا۔

"کیا مسئلہ ہے؟" حدید اکتاہٹ سے بولا۔

"یہ تو تم بتاؤ حدید عالم کہ آخر مسئلہ کیا ہے۔"اس کے قریب ہوتے اس کے چہرے کو بغور دیکھتے اس نے اپنی ازلی طبیعت کے برعکس سنجیدگی سے پوچھا۔

"سر میں درد ہے بس"اس کا سامنا کرنے سے گریز برتتے وہ وارڈروب کی طرف بڑھا۔

"لیکن تمہارا شکست خوردہ انداز اور چہرے پہ موجود یہ گھاؤ کوئی اور ہی داستان سنا رہے ہیں۔"اس کو بازو سے پکڑ کر اس کے چہرے کو نگاہوں میں رکھے وہ جس گہرائی سے بولا حدید کو چھپانا مشکل ہو گیا۔

www.novelsclubb.com

"ابھی جاؤ یہاں سے۔"اس کا ہاتھ اپنے بازو سے ہٹاتے اس نے کمزور لہجے میں درخواست کی۔

"دوست جب تکلیف میں ہو تو اسے تنہا چھوڑنا بے وفائی کے زمرے میں آتا ہے۔"زید نے نہایت سادگی سے اپنا قیام واضح کیا۔

وہ اس کے جملے کو نظر انداز کیے خاموشی سے وارڈروب کی جانب بڑھ گیا۔ سادہ اور آرام دہ ٹراوزر شرٹ نکال کر الماری کے پٹ بند کیے۔ زید کمرے کے بیچ و بیچ کھڑا اس کی کاروائی ملاحظہ کرتا رہا۔ وہ واش روم جانے لگا تو زید نے راستہ روک لیا۔ حدید نے کم فہمی سے اس کی جانب دیکھا۔ اسے کچھ بھی سمجھنے کا موقع دیے بغیر اگلے ہی پل زید نے اس کے گرد بازوؤں کا گھیرا بنایا۔ وہ جو خود کو مضبوط ظاہر کرنے کی تگ و دو میں جتا تھا دوست کا سہارا ملتے پل بھر میں بھر بھری ریت کی دیوار کی مانند ڈھے گیا۔ ہاتھ میں پکڑے آرام دہ کپڑے زمین بوس ہو گئے۔

"سب ٹھیک ہو جائے گا۔" الفاظ بے حد عام تھے۔ مگر اس کے لہجے میں جو تشفی کا احساس تھا اس نے اسے خاص بنا دیا تھا۔

"حدید عالم پہ زندگی مہربان کیوں نہیں ہوتی زید؟" مضبوطی سے اس کے سینے لگے وہ بچوں کی طرح شکوہ کر گیا۔ لہجہ نم اور الفاظ شکوہ کناں سے تھے۔ زید نے اس کی پیٹھ سہلائی۔

"کیونکہ حدید عالم اللہ کا پسندیدہ بندہ ہے۔" اس کے بالوں کو بکھیرتے اس نے جس برجستگی سے جواب دیا اتنی ہی حیرت و بے یقینی کے زیر اثر وہ اس سے الگ ہوا۔

"انتقام کی آگ میں جلنے والے کب سے اللہ کے پسندیدہ ہو گئے؟" یہ خود شناسی تھی یا شاید خود ترسی۔ لیکن اس کے انداز میں شکست کا عنصر نمایاں تھا۔ زید کے دل کو دھکا سا لگا۔ مضبوط انسان کو ٹوٹتے بکھرتے دیکھنا صبر آزما ہوتا ہے۔

"قصاص لینا تمہارا حق ہے حدید!" اسے کندھوں سے تھامے اس نے اٹل و مضبوط لہجے میں باور کروایا۔ حدید نے لب کاٹے۔

www.novelsclubb.com

"اور اس سب میں ہر اپنے کو کھو دینا؟" رنجیدگی کا عالم تھا۔ ماحول میں گویا دکھی ساز پھیل گیا۔

"جو اپنے ہوتے ہیں، وہ کبھی نہیں کھوتے۔" زید نے پختگی سے جواب دیا۔ ایک پل کو اس کے دل کو ڈھارس ملی۔ لیکن اگلے خوف جو سانپ کی طرح پھن پھیلائے اسے نگلنے کو تیار تھے وہ ان سے کیسے پناہ پاتا۔

"میں کیا کروں میرا دل اتنا بڑا نہیں ہے کہ اپنے باپ کے قاتل کو معاف کر دوں۔" وہ صفائی پیش کر رہا تھا یا شاید خود کی بے بسی پہ پریشان ہو رہا تھا۔

www.novelsclubb.com

"کسی کا دل اتنا بڑا نہیں ہوتا۔ اور جب باپ لقمان عالم ہو تو تمہیں حق ہے کہ ان کا بدلہ لینے کے لیے تم قاتل کو مقتل گاہ گھسیٹو۔" زید کے انداز میں چٹانوں کی سختی تھی۔ وہ اس فعل میں ہمیشہ حدید کے ساتھ کھڑا تھا۔ پھر چاہے اسے کسی بھی حد تک کیوں نہ جانا پڑتا۔

اس کے الفاظ حدید کے رستے زخموں پہ ایسی مرہم پٹی لگا گئے جس نے اس کی سابقہ کیفیت کو چند ہی لمحات میں تغیرات سے گزارتے موم کر کے رکھ دیا۔ اس نے گہرا سانس بھرا۔ اب کچھ بہتر محسوس ہو رہا تھا۔ دوست کا دیا یہ مرہم آب حیات کی مانند ثابت ہوا تھا۔

"شکریہ زید" ہلکا پھلکا محسوس کرتے حدید ممنون لہجے میں گویا ہوا۔ ساتھ ہی اس کا کندھا تھپکا۔

"معذرت لیکن میں صرف چیک کی صورت ہی شکریہ قبول کرتا ہوں۔" وہ اس کا ہاتھ اپنے کندھے سے ہٹاتے ہاتھ کے اشارے سے ہوا میں دستخط کرتے بولا تو حدید نا چاہتے ہوئے بھی ہنس پڑا۔ زید درست کہتا تھا۔ اس کا یہ شوخ چنچل پن ہی حدید کے لیے مرہم بنتا تھا۔ اسے زید کی بات سے اتفاق ہوا۔

"لالچی انسان!" بڑبڑاہٹ کرتے اس نے زمین سے کپڑے اٹھائے۔

" کنجوس انسان"وہ بھی پیش پیش رہا۔ القابات کا ٹاکرا برابر رہا۔ وہ کپڑے اٹھائے واش روم گھس گیا اور زید بیڈ پہ بیٹھ گیا۔ اس کے چہرے پہ گہری سنجیدگی چھا گئی۔ ماتھے پہ بل ڈھیر سارے تھے۔ اور آنکھیں کسی غیر مرئی نقطے کو گھور رہی تھیں۔ وہ مزید یونہی بیٹھا رہتا کہ واش روم کا دروازہ کھلا اور حدید ٹاول سے بال رگڑتا باہر نکلا۔

"کس نے ہاتھ لگایا تمہارے چہرے کو؟"ایک نظر اس کے چہرے پہ ڈالے وہ عجیب سے انداز میں بولا۔ حدید کو اچنبھا ہوا۔

"برہان کمال"سادگی سے جواب دیا۔ البتہ لہجے کی کڑواہٹ زید سے پوشیدہ نہ رہی۔ وہ برق رفتاری سے بستر سے اٹھا۔

"اس کی تو میں۔۔۔"اس نے مٹھی بھینچ کر مکہ بنایا اور کچھ بعید نہیں تھا کہ دیوار کو برہان سمجھے وہ اپنا مکہ تڑوا لیتا۔

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

"اس کی شکل تو میں بگاڑ کر آتا ہوں۔" جذبات میں آتے اس سے قبل کہ وہ دروازہ کھول کر نکلتا اور واقعتاً برہان کا دروازہ توڑتا حدید نے تیزی سے اسے بازو سے تھاما۔

"ششش۔۔۔ بیویوں والی حرکات نہیں کرو۔ میں کوئی ننھا بچہ نہیں ہوں جسے تم دفاعی حصار میں لو گے یا اس کی خاطر کسی سے لڑو گے۔" وہ خالصتاً اس کا مذاق بنا رہا تھا ایسا زید کو لگا۔ لیکن وہ اس کا دھیان بٹا رہا تھا یہ حدید کا جواز تھا۔

"تم نا۔۔۔ بھاڑ میں جاو۔" اس کی لب کشائی پہ ایسے الفاظ سن زید کو تو پتنگے ہی لگ گئے تھے۔ سو وہ جل کڑھ کر برہمی سے گویا ہوا۔

"تمہارے ساتھ جاؤں گا۔" ایک آنکھ کا کونا دباتے وہ اسے مزید ستانے کا ارادہ کیے ہوئے تھا۔

www.novelsclubb.com

"میں تو جنت جاؤں گا۔ "اس نے گویا حرف آخر کہا۔ البتہ چہرے کی ہئیت میں کچھ ڈگمگاہٹ شامل ہوئی۔ اعمال تو اس کے جنت جانے والے معلوم نہیں ہو رہے تھے۔

"خوش فہمیاں تو دیکھو۔ "ڈریسنگ کے پاس بڑھتے اس نے مزید تیلی لگائی۔

"مجھے نا اس برہان کا شکریہ ادا کرنا چاہئے۔ جو کام میں اتنے سالوں سے نہ کر سکا وہ کتنی آسانی سے کر گیا۔ " تیلی تیل پہ لگی تھی۔ آتش افشاں ہو گئی تھی۔

"اچھا اور وہ کیا؟ "خود پہ پرفیوم چھڑکتے وہ واپس پلٹ کر استفہامیہ ہوا۔ لیکن برا ہوا۔ کیونکہ زید اس وقت سچ میں تپ چکا تھا۔ اگلے ہی پل ایک زوردار گھونسا حدید عالم کے سارے حواس معطل کر گیا۔

"یہ۔۔۔ "زید نے عمل کر کے دکھایا۔ حدید کے سامنے اس کا وجود جھومنے لگا۔ آنکھیں دھندلی سی ہو گئیں۔ اس نے بے ساختگی میں سر تھاما۔ "چاہتا تو میں بھی

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

کر سکتا تھا مگر رعایت دے کر رکھی۔ پر تم سچ میں مار کے مستحق ہو۔"اس کا رد عمل حدید کے سارے پیچ کس گیا تھا۔ وہ بمشکل سنبھلا۔ جیسمین جو دروازہ ناک کرتے اندر آئی تھی حدید کی ناک سے خون نکلتا دیکھ چیخ مار گئی۔ اور ایسپریسو۔۔۔ یعنی گرم ایسپریسو کا مگ زمین بوس ہوا۔ اس اچانک دھماکے پہ دونوں نے رخ موڑے زمین پہ بھورا مائع دیکھا جو ناقابل فہم اشکال بنا چکا تھا۔

"بس اسی کی کمی رہ گئی تھی۔" نفی میں سر ہلا کر ناک سے بہتا خون آستین سے صاف کرتے وہ کمرے سے باہر نکل گیا۔ زید جو جوابی کاروائی کی امید کر رہا تھا اس کے خاموشی سے چلے جانے پہ جل بھن کر رہ گیا۔

"باس کو کیا ہوا؟" جیسمین اپنے باس کے لیے بے حد فکرمند ہوئی۔

"دورہ پڑا تھا۔" زید عاجز آ کر بولا۔

"باس کو مرگی کا مسئلہ ہے؟"اس کا تو منہ ہی کھلا رہ گیا۔

www.novelsclubb.com

"نہیں دماغی مسئلہ ہے۔" چڑ کر کہتے وہ بھی کمرے سے واک آؤٹ کر گیا۔

جیسمین فوری ان کے پیچھے آئی مگر دونوں جوانوں کو گھر میں نہ پا کر مایوس ہوئی۔

"بیچارے باس! جانے دماغی مسئلے کے ساتھ اتنا کام کیسے کر لیتے ہیں۔ خداوند رحم کرے۔" اپنے باس کے لیے دعاگو ہوتے وہ گری ایسپریسو صاف کرنے لگی۔

گرم کے بعد ٹھنڈی اور ٹھنڈی کے بعد زمینی ایسپریسو۔۔۔یہ تمام انواع واقسام حدید عالم کے ہاں ہی پائی گئی تھیں۔

www.novelsclubb.com

☆☆☆

وہ یونیورسٹی آئی تو اس کا چہرہ قابل دید تھا۔ حدید سے ملاقات کے بعد وہ یونہی پر مسرت ہوا کرتی تھی۔ وہ کلاس میں جانے سے قبل کنٹین آئی کیونکہ جانتی تھی صوفیا یہیں ہوگی۔ اور توقع کے عین مطابق وہ ایک کرسی پہ بیٹھی منہ کو کافی لگائے

ہوئے تھی۔ ساتھ ہی ہاتھ فون کی سکرین سے مس ہو رہا تھا۔ وہ بار بار فون کو چھوتی، کبھی ٹھہر کر دیکھتی، کبھی جلدی سے دوبارہ چھو لیتی۔ اس کا یہ مشغلہ دیکھتے کنزہ اس کے پاس آئی اور اس کے برابر والی کرسی گھسیٹ کر بیٹھ گئی۔

"کیا کر رہی ہو؟" اس کے سامنے چٹکی بجاتے پوچھا تو اس نے چونکے بغیر چہرہ اٹھایا۔

"کچھ خاص نہیں بس سکرولنگ کر رہی ہوں۔" اس کا جواب بھی اس کی موجودہ صورتحال کی مانند بور سا تھا۔

"جانتی ہو مجھے یہ سکرولنگ مجھے زیادہ ڈسٹربنگ لگتی ہے۔" کنزہ نے منہ بناتے اپنا تجزیہ پیش کیا۔ صوفیا کی چلتی انگلیاں رک گئیں۔

"کیوں؟" اس نے نافہمی سے پوچھا۔ آج کل کی جنریشن کے پاس سکرولنگ کے علاوہ ٹائم پاس تھا بھی نہیں۔ اگر یہ وقت گزاری الجھن زدہ تھی تو وقت گزارنے کا

سلجھتا طریقہ کونسا تھا۔

"ہمارے سامنے ایک ریل آتی ہے جو بہت ہی ایموشنل ہوتی ہے۔ ہم اسے دیکھ کر سینٹی ہو جاتے ہیں۔ اور پھر ساتھ ہی اگلی ریل مزاحیہ آجاتی ہے۔ ابھی ہم ہنس رہے ہوتے ہیں تو اگلی ریل میں کوئی قرآنی آیت آجاتی ہے۔ ہم ابھی اس کو محسوس ہی کر رہے ہوتے ہیں جب وہ ختم ہوتی ہے اور اگلی ہی ریل میں کوئی میوزک آجاتا ہے۔ مجھے لگتا ہے یہ ہمارا ہارمونل سسٹم خراب کر دیتا ہے۔ ہمارے جذبات عجیب سے ہو جاتے ہیں۔ ہم کسی جذبے کو صحیح سے محسوس ہی نہیں کر پاتے اور جذبہ تبدیل ہو جاتا ہے۔" کنزہ نے نرمی سے اپنا تجزیہ پیش کیا۔

صوفیا حیرت زدہ سی ہوتے سیدھی ہو کر بیٹھ گئی۔ فون بند کیا اور یکسوئی سے کنزہ کی طرف رخ موڑ گئی۔

"اس نہج پہ تو میں نے کبھی سوچا ہی نہیں۔" وہ اپنے دماغ کے اس نہج پہ نہ سوچنے پہ کچھ خائف سی تھی۔

"سوچنے کی ضرورت ہے۔ ورنہ نسل نو جلد ہی خود کو ذہنی و جسمانی طور پہ برباد کر لے گی۔" اس کا تبصرہ حمایت کا متقاضی تھا۔ صوفیا نے سمجھتے ہوئے سر ہلایا۔

"پھر اس کے متبادل کیا کیا جا سکتا ہے؟"

"میرے خیال میں سکرولنگ کرنے کی بجائے اگر ہم کسی اچھی کتاب کا مطالعہ کر لیں تو یہ کافی مفید ہو گا۔"

"تم تو ہو ہی کتابی کیڑا" وہ منہ بنا گئی۔ اس سے یہ ورق نہیں گھسیٹے جاتے تھے۔

"میں اسے کامپلیمنٹ لے رہی ہوں۔"

"نہیں اس کے علاوہ؟" وہ مزید جاننے کی متمنی ہوئی۔

www.novelsclubb.com

"دیکھو سب سے پہلے تو ہمیں اپنے ایمان کو مضبوط کرنے کی ضرورت ہے۔ جب ہم دن کا ایک خاص حصہ دین کو سمجھنے میں دیں گے تو وقت استعمال کرنے کا کلیہ ہاتھ آجائے گا۔"

"میں سمجھی نہیں۔" صوفیا کے چہرے پہ ہنوز کم فہمی چھائی ہوئی تھی۔

"روزانہ باقاعدہ نماز پڑھنا، قرآن کی تلاوت کرنا، پھر قرآن کو ترجمے کے ساتھ پڑھنا، کسی دینی کتاب کا مطالعہ کرنا، اپنی اشیاء کو ان کی جگہ پہ رکھنا، کبھی کو کنگ کر لینا، کبھی آرٹ میں وقت دینا، کبھی کوئی اچھا ناول پڑھ لینا، کبھی کسی کی مدد کر دینا، کبھی کوئی اچھی بات پھیلا دینا۔ یہ چند ایسے کام ہیں جو ہم روزانہ کی بنیاد پہ کرنے لگیں تو زندگی سہل ہو جائے۔"

"تلخیص کرو۔" وہ کم الفاظ میں اپنے مسئلے کا حل چاہتی تھی۔

"مختصراً یہ کہ روزانہ روحانی، ذہنی اور جسمانی صحت کے لیے تگ و دو کرنی چاہیے۔"

"اور کیئریر؟"ایک تو نسل نو کی کیئریر سے اوبسیشن۔

"اس کاراز بھی اسی میں پوشیدہ ہے۔"وہ کندھے اچکا کر بولی تو صوفیا نے فورا مثبت انداز میں سر ہلایا۔ پھر اچانک وہ ہڑبڑا کر اٹھی۔

"مائی گاڈ کلاس کا وقت ہو گیا۔"اس کی کلاس کے لیے جلد بازی اس کے قائل ہونے کا ثبوت تھا۔

"بڑی جلدی سمجھ گئی۔" کنزہ نے خوشی سے چہک کر کہا۔ اگر کوئی انسان آپ کی دی گئی نصیحت کو قبول کرتا ہے تو حقیقی خوشی نصیب ہوتی تھی۔

" کنزی میری جان تمہارے جیسی استاد ہو تو شاگرد کیسے نہ سمجھے۔"وہ کنزی کے گال پہ بوسہ دیتے کلاس کی طرف بھاگی تو کنزہ مسکرا دی۔

"بیوقوف اپنا فون ادھر ہی رکھ گئی ہے۔ "میز سے اس کا فون اٹھاتے اس نے بھی کلاس کی جانب راہ اختیار کی۔

☆☆☆

وہ دوستوں کے ہمراہ کھانے سے فارغ ہوئی تو واپسی کے لیے باہر نکلی۔ پارکنگ کے قریب بڑھتے اس کی نظر اسی شخص پہ پڑی جس کا دیا رومال ابھی تک اس کے ہاتھ میں موجود تھا۔ اس نے وہ گیلا رومال ضائع نہیں کیا تھا۔ جانے کیوں؟

"ارے آپ یہاں؟ خیریت تو ہے؟" خوش اخلاقی کا مظاہرہ کرتے اس نے اردو میں ہی کسی حد تک بے تکلفی سے پوچھا۔ مقابل کو اس کا یہ انداز خاصا بھایا۔

"خیریت تو واقعی نہیں ہے۔ دراصل میں پاکستان سے آیا ہوں یہاں کے راستوں اور مارکیٹس سے قطعی ناآشنا بھی ہوں۔ اور اوپر سے یہ گاڑی بھی خراب ہو گئی

www.novelsclubb.com

ہے۔"وہ خجل سا ہوتے عاجزانہ لہجے میں گویا ہوا تو ریجا نے اس کی حالت پہ از سر نو غور کیا۔

کسی کورین اداکار کی مانند گوری چٹی رنگت پہ سفید شرٹ اور کالی ویسٹ پہنے وہ اتنی جاذب نظر شخصیت کا مالک تھا کہ ریجا اپنی نظر نہ ہٹا سکی۔ البتہ اس کے چہرے پہ موجود وہ ہلکی بڑھی شیو کورین اداکاروں سے مختلف تھی۔ مگر اس نے جو کمال کشش اس کو عطا کی تھی ریجا معترف ہوئی۔ اور اس کی یہ توصیفی نگاہیں مقابل سے ہرگز پوشیدہ نہ رہیں۔ وہ اس کے خود کو یوں دیکھنے پہ خاصا محظوظ ہوا۔ مگر پھر بیچارگی بھرا لہجہ طاری کیا۔

www.novelsclubb.com

"مجھے کہتے ہوئے تو شرم آرہی ہے۔ مگر کیا آپ میری مدد کریں گیں؟"اس کے ملتجی انداز پہ ریجا سٹپٹا کر سیدھی ہوئی۔

"شیور۔ وائے نوٹ؟ میں ورک شاپ پہ کال کر دیتی ہوں۔ وہ آپ کی گاڑی لے جائیں گے۔" ریحا نے خوش دلی سے مدد پیش کی۔ جس نے آپ کی مدد کی ہو اس کی مدد کر کے آپ کو زیادہ بہتر محسوس ہوتا ہے۔ اسے بھی خود کو سرخرو کرنا تھا۔

"بہت شکریہ آپ کا۔" وہ ممنون ہوا۔

"اٹس اوکے بس آپ کو تھوڑی دیر انتظار کرنا ہو گا۔" اب کہ ریحا کچھ تکلف سے گویا ہوئی تو مقابل نے یہ تکلف کی دیوار پاٹنے کی تگ و دو شروع کی۔

"وہ دراصل مجھے اپنے انکل سے ملنے جانا تھا۔ بہت ضروری تھا۔ کیا آپ مجھے وہاں ڈراپ کر دیں گیں؟" ریحا کی ایسی مدد کی اس کو ضرورت نہ تھی۔ اسے ریحا کے ساتھ کی ضرورت تھی۔ اس کے اتنے کھلم کھلا مدد مانگنے پہ ریحا جزبز ہو گئی۔ اسے جواب نہیں سوجھا۔ انکار کرتی تو بے مروت کہلاتی اور اقرار کرتی تو انجان انسان کو ساتھ لے جانے کا خطرہ مول لیتی۔ وہ عجب کشمکش کا شکار ہوئی۔ قبل اس کے کہ

ریجا الفاظ ادا کرتی مقابل کا بجتا فون کسی رحمت کی مانند ثابت ہوا۔ اس نے ریجا سے معذرت کی۔

"بہت ضروری کال ہے۔ ورنہ آپ سے بات کے دوران اس کی مداخلت نہ ہوتی۔ "اس کے اتنے مودبانہ انداز پہ وہ پھر سے متاثر ہوئے بنا نہ رہ سکی۔ اس نے مسکرا کر گردن ہلا دی۔ اب انکار کرنا زیادہ مشکل ہو رہا تھا۔

"جی ڈیڈ۔۔۔ جی جی۔۔۔ شہروز انکل کی طرف ہی جا رہا تھا۔ بس وہ گاڑی۔۔۔ "وہ مقابل کو خیریت و اطلاعات فراہم کرنے لگا تو ریجا ٹھٹھکی۔ بات مکمل کر کے اس نے فون بند کیا اور واپس ریجا کی طرف متوجہ ہوا۔

"آئی ایم ویری سوری "اس نے یوں معذرت کی گویا کوئی بڑا گناہ سرزد ہو چکا ہو۔ ریجا نے اس کی معافی کو فلوقت نظر انداز کیا۔

"آپ نے کس کے گھر جانا ہے ؟"اس نے اپنے مطلب کی بات پوچھی۔ مقابل کے چہرے پہ یکخلت ہی روشنی چمکی۔ اب جا کے لگا تھا تیر ٹھکانے پہ۔

"میرے بابا کے دوست یہیں برلن میں ہوتے ہیں۔ آپ جانتی ہیں وہ پاکستان آرمی میں کرنل رہ چکے ہیں۔ آئی ایم سو پراوڈ آف ہم "اس کا لہجہ تفخرانہ ہوا تھا۔ ایسا کہ ریجا الجھن زدہ رہ گئی۔

"کیا آپ نام بتا سکتے ہیں ؟"وہ مزید پر تجسس ہوئی۔ کیونکہ اسے وہ قابل تعریف انسان اپنے بابا ہی لگ رہے تھے۔ اسے بس اپنے شک پہ یقین کی مہر ثبت کرنی تھی۔

"میں حارث بختیار "سر کو ہلکا سا خم دیتے اس نے جان بوجھ کر اپنا تعارف کروایا۔

"نہیں آپ کا نہیں کرنل کا۔ "ریجا نے اس کے نام کو نظر انداز کیے ہاتھ ہلاتے فوری اپنا سوال داغا۔

"اوہ انکل کا۔ ان کا نام کرنل شہروز بخت ہے۔" لہجے میں ڈھیروں فخر سموئے اس نے ریجا کو زیر کرنے میں کوئی کسر نہ چھوڑی۔

"آپ کو بابا سے ملنا ہے۔" وہ بیک وقت حیرت و خوشی سے بولی۔

"جی؟" وہ کم شناسی کا دعوی کرنے لگا۔

"کرنل شہروز بخت از مائی ڈیڈ" ریجا کے چہرے سے مسرت و انبساط پھوٹی۔ فخر و مان بہت چھوٹا اظہار تھا جو ریجا کے چہرے سے جھلک رہا تھا۔

"او مائی گڈ نیس۔ آپ ان کی وہ اکلوتی بیٹی ہیں؟" حارث بختیار نے اسے پہچاننے کی بہترین اداکاری کی۔

"وہ کونسی؟" ریجا کو تجسس نے آن گھیرا۔

"بیک وقت خوبصورت اور ذہین" وہ بنا لمحے کی تاخیر کیے توصیفی انداز میں بولا۔

ریجا جھینپ گئی تو حارث کو اور شے ملی۔

"مائی گاڈ آپ شرماتے ہوئے بالکل مشرقی دوشیزہ معلوم ہو رہی ہیں۔" وہ مزید اس کی تعریف میں رطب للسان ہوا تو ریجا نے اپنے گالوں پہ ہاتھ لگا کر سرخی چھپانی چاہی۔

"میں شرما نہیں رہی۔" اس نے رد کیا۔

"مجھے لگا ہو گا۔" اس نے اعتراض نہ کیا۔ کسی عورت کو متاثر کرنے کا اس سے اچھا کیا طریقہ ہو سکتا ہے کہ اس کی ہاں میں ہاں ملا دی جائے۔ مرد نے کہا ہاں۔

عورت تو جھٹ سے فدا ہو گئی۔

"خیر کیا میں آپ کے ہمراہ جا سکتا ہوں۔ دراصل مجھے فوری ان کی مدد درکار ہے۔" انداز اب بھی سوالیہ تھا۔

www.novelsclubb.com

"امم۔۔۔"اس نے سر کھجایا۔ کیا اسے ایک غیر شخص کو اپنی گاڑی میں بٹھا کر اپنے گھر لے کر جانا چاہئے؟

"ہاں کیوں نہیں۔ وہ بابا کو جانتا تو ہے۔ اور میں نہ بھی لے کر گئی تو بھی اس نے تو آ ہی جانا ہے۔ کوئی قباحت نہیں ہے۔"وہ دھیمی سرگوشی میں خود کو جواز پیش کرنے لگی تو حارث نے کم فہمی سے اسے دیکھا۔

"آپ مجھ سے کچھ کہنا چاہ رہی ہیں۔"

"نہیں۔۔۔ میرا مطلب ہاں۔ آپ میرے ساتھ چل سکتے ہیں۔ پہلے ورک شاپ والے آپ کی گاڑی لے جائیں پھر ہم میری گاڑی میں چلتے ہیں۔"

"آپ اپنے بابا کی طرح رحم دل واقع ہوئی ہیں۔۔"اس نے بات ادھوری چھوڑی تو ریجا مفہوم اخذ کر گئی۔

www.novelsclubb.com

"ریحا۔۔۔ریحا شہروز بخت" اس نے اپنا نام بتاتے تعارف کروایا۔

"آپ سے ملاقات میرے لیے اعزاز ہے۔" حارث کے کہے اتنے خوبصورت جملے پہ ریحا کو اپنے دل کی دھڑکنیں منتشر ہوتی سنیں۔

"آپ بیٹھیں۔ میں ورک شاپ پہ کال کرتی ہوں۔" اس نے اپنی گاڑی کا لاک کھولتے خود کو سابقہ کیفیت سے نکالنے کے لیے کہا۔

"جب تک آپ نہیں بیٹھ جاتیں میں کیسے بیٹھ سکتا ہوں۔" وہ کندھے اچکائے بے بسی سے بولا تو ریحا نے نچلا لب دانتوں میں دبایا۔

"او خدایا یہ شخص ایسے کیوں کر رہا ہے۔ مجھے تو سیدھا سیدھا کورین ڈراموں کی وائبز آرہی ہیں۔ ایسے لگ رہا ہے جیسے کورین ہیرو مجسم میرے سامنے کھڑا ہے۔" وہ اس کے انداز و اطوار کی قائل ہو چکی تھی۔ اسے یہ شخص پہلی نظر میں ہی منفرد لگا تھا۔ اور اس سے بات کر کے تو وہ بالکل اس کے خوابوں کے ہیرو جیسا معلوم ہوا

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

تھا۔ پہلی بار ریجا کو اپنے اندر سے بے ہنگم سا شور سنائی دیا۔ شاید اس نے پہلی بار تخیلاتی کردار کو حقیقت میں دیکھا تھا۔

"میں گاڑی سے بیگ نکال لوں۔" دلفریب مسکراہٹ سے اس خیالوں میں کھوئی لڑکی کو کہتے اس نے اپنی گاڑی کا دروازہ کھولا۔

"ہاں۔۔۔ میں کال کر رہی ہوں۔ ورک شاپ پاس ہی ہے۔ پانچ منٹ تک وہ گاڑی لے جائیں گے۔" حارث مسکرایا۔ نہایت دھیما اور شائستہ۔ ریجا نے خود کو ڈپٹتے کال ملائی۔

www.novelsclubb.com

☆☆☆

صبح کی نوخیزی کچھ انوکھا لے کر وارد ہوئی تھی۔ برلن کی آب و ہوا نے سردی سے مفاہمت کرتے سورج کو یکسر نظر انداز کر رکھا تھا۔ البتہ راز و نیاز کرتے برف باری نے قلیل مدت کے لیے عرضی دے کر رخصت لے لی تھی۔ اسی لیے اس

نے محض ایک گرم کوٹ پہننے پہ ہی اکتفا کیا۔ البتہ سر پہ ٹوپی لازمی رکھی کیونکہ ماتھے پہ ٹھنڈک کا نتیجہ بخار کی صورت نکلنا تھا اور اس سب کی گنجائش فلوقت مفقود تھی۔ ٹیکسی لے کر وہ سیدھا ہوٹل پہنچی۔ انداز میں عجلت تھی لیکن اندر اٹھتا اشتعال بے قابو ہو رہا تھا۔ اس نے بنا اجازت دروازہ کھولا تو توصیف اسے دیکھ کچھ اول فول بولتے رکا۔

"میں جانتا تھا کہ تم بھاگی بھاگی آو گی۔ "صوفے کے سامنے موجود میز پہ مشروب کا گلاس رکھتے سویٹر کے بٹن بند کرتے اس نے گویا اپنی کی ہوئی پیشن گوئی کا نتیجہ سنایا۔

"میں کسی آئٹم سانگ پہ ڈانس نہیں کروں گی۔ "قطعیت سے اٹل اور سرد و سپاٹ لہجے میں کہتے اس کے چہرے پہ ضبط کی سرخی گھلی ہوئی تھی۔ توصیف نے محظوظ کن تاثرات سے اس کا یہ روپ دیکھا۔

www.novelsclubb.com

"تم سے تمہاری مرضی کس نے پوچھی ہے؟" جواب اس کی توقع کے عین مطابق آیا تھا۔

"دیکھو توصیف! میں یہ نہیں کر سکتی۔" اب کہ وہ معاملہ سلجھانے کی نیت سے اپنا غصہ پس پشت ڈالتے مفاہمتی انداز میں گویا ہوئی۔ شاید وہ پیار کی زبان سمجھ جائے۔

"کیوں نہیں کر سکتی؟" توصیف اس کے قریب بڑھا اور اس کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر استفہامیہ ہوا۔

"یہ میری حدود سے پرے ہے۔" وہ نظریں جھکا کر بولی۔

"سوشل میڈیا سیلیبریٹیز کی بھی حدود ہوتی ہیں کیا؟" توصیف کے لہجے میں طنز تھا۔ کڑواہٹ تھی۔

"میرا ضمیر۔۔۔"

"اوسٹاپ اٹ! کونسا ضمیر کہاں کا ضمیر؟ میں نے تمہیں کچھ انوکھا یا دنیا سے پرے

www.novelsclubb.com

کا کرنے کا نہیں کہا۔ صرف ایک ڈانس ہی ہے۔" اب کہ توصیف نے بھی اس کے مسلسل انکار سے عاجز آ کر سختی سے کہا۔

"صرف ایک ڈانس نہیں ہے۔" وہ ایک ایک لفظ پہ زور دے کر بولی۔ آواز بلند ہو چکی تھی۔ ہاتھ میں پکڑے پرس پہ گرفت سخت ہو چکی تھی۔

"اپنی آواز دھیمی رکھو نور۔ مجھے آوازیں دبانی آتی ہیں۔ اور رہی بات ڈانس کی۔ اگر تم یہ نہیں کر سکتی تو اس فلم میں شوٹنگ کرنے کے باوجود تمہیں ایک ٹکا نہیں ملے گا۔" وہ حتمی انداز میں کہتے اس کی کمزوری سے کھیلنے لگا۔

www.novelsclubb.com

"وہ میرا حق ہے۔" آواز دھیمی تھی۔

"سیریسلی؟ اور اس کانٹریکٹ کو پورا کرنا تمہارا فرض بھی ہے۔ مزید ایک بات توجہ سے سن کر اپنے دماغ میں بٹھا لو۔ اگر تم نے یہ نہ کیا تو میں تمہیں سوشل میڈیا پہ بدنام کر دوں گا۔ کوئی ڈائریکٹر یا پروڈیوسر تمہارے ساتھ کام کرنا نہیں

چاہے گا۔" توصیف تھمنے والا نہ تھا۔یہ لڑکی زیادہ ہی بے قابو ہو رہی تھی۔اور توصیف کو ان اداکاروں کو سنبھالنے کا خاصا تجربہ تھا۔

"میں سوچ بھی نہیں سکتی تھی کہ تم میرے ساتھ یہ سازش کھیلو گے۔"وہ افسوس بھرے لہجے میں بولی۔آنکھیں جلنے لگی تھیں۔دماغ کو سنے لگا تھا۔

"آہ سویٹ ہارٹ!وہ کیا ہے نا مجھے لوگوں کو وہ دکھانا ہے جو وہ دیکھنا چاہتے ہیں۔اور ایک دھڑکتے بھڑکتے گانے پہ تمہارے جسم کا رقص انہیں مسحور کر دے گا۔۔۔" وہ کمینگی سے آنکھ دباتے اس کے گرد چکر لگا کر بولا تو نور جھٹکے سے ایک طرف ہوئی۔

"شٹ اپ جسٹ شٹ اپ"اسے اپنی سماعت سے اختلاف ہو رہا تھا۔وہ یہ الفاظ مر کر بھی نہیں سننا چاہتی تھی۔

"تین دن کا وقت دے رہا ہوں۔اور یہ مہلت صرف مجھ جیسا نرم خو انسان ہی دے

سکتا ہے۔ نیور مائنڈ "اس نے دروازے کی جانب اشارہ کرتے شراب کا گلاس لبوں کو لگایا تو زخرف نور کو ایک پل بھی مزید وہاں رکنا سخت ناگوار گزرا۔ وہ عجب طیش بھری بے بسی سے باہر نکلی۔ توصیف نے ٹھک سے دروازہ بند کیا تو ایک پل کو وہ لرز کر رہ گئی۔

☆☆☆

وہ تھکے ہارے انداز میں سیڑھیاں اتر رہی تھی جب رودابہ اسے دیکھتے تیزی سے اس کی طرف آئی۔

"تم ٹھیک ہو؟ اس دن کیا وہ تم تھی جو بے ہوش ہو گئی تھی۔ یقین جانو میں چار بار تمہارے اپارٹمنٹ میں آئی تھی مگر وہ بند تھا۔" مسلسل پوچھے جانے والوں سوالات پہ اس کا یوں گم صم کھڑا رہنا رودابہ کو سخت کھٹکا۔

"نور تم مجھے سن رہی ہو؟" اس نے زخرف کو کندھے سے ہلایا تو وہ ہڑبڑائی۔

"ہ۔۔۔ہا۔۔۔ہاں" وہ چونک کر ہکلائی۔

"اتنی خاموش کیوں ہو؟" اس کی چپ اسے سخت کھل رہی تھی۔

"طبیعت کچھ ٹھیک نہیں لگ رہی۔" سر پہ رکھی ٹوپی کو بلاوجہ ہی درست کرتے اس نے اپنے جذبات پہ قابو پانے کی کوشش کی۔

"تمہیں آرام کرنا چاہئے۔ میں توصیف سے کہہ دوں گی کہ تم اچھا محسوس نہیں کر رہی۔ وہ مارجن دے دے گا۔" وہ اپنے ہی مفروضے قائم کرنے اور مشورے دینے میں مشغول تھی جب زخرف کے سوال نے اسے گنگ کر دیا۔

www.novelsclubb.com

"کیا تم آئٹم سانگ پہ ڈانس کر سکتی ہو؟" اس نے ٹرانس کی کیفیت میں پوچھا۔ نظریں رودابہ کے سراپے پہ ساکن تھیں۔

"یہ کیسا سوال ہے؟" اس بے تکے سوال پہ رودابہ کو غصے نے اپنی حراست میں لیا۔

"کیا تم اپنے کیریئر کو بچانے کے لیے بڑے پردے پہ کسی بے ہودہ گانے پہ ناچ سکتی ہو رودابہ؟" اس کے اتنے وضاحتی سوال پہ رودابہ نے کن اکھیوں سے اسے دیکھا اور پھر دیکھتی ہی رہ گئی۔ خاموشی کا ایک طویل وقفہ بیچ میں حائل ہو گیا۔ پھر اسے رودابہ کی کمزور مگر متوازن آواز نے توڑا۔

"پیٹ انسان سے بہت کچھ کروالیتا ہے نور" وہ خلا میں دیکھتے کسی بے کس و مجبور انسان کی شبیہہ دکھ رہی تھی۔ نور کو افسوس و رنج نے آن گھیرا۔

"حرام کی کمائی سے پیٹ نہیں بھرتا۔" ناجانے وہ یہ سب کیوں بول رہی تھی۔ اگر بول رہی تھی تو خود بھی اس کے مفہوم سے آشنا نہ تھی۔

"حلال حرام میں پڑو گی تو زندگی دشوار کر لو گی۔" رودابہ نے لب کاٹتے بے کسی سے نصیحت کی۔

"زندگی سہل ہوتی بھی نہیں ہے۔" بنا کسی تاثر کے کہتے وہ پل بھر کی تاخیر کیے بغیر آگے بڑھ گئی۔

ہیل کی ٹک ٹک دور جاتی جا رہی تھی۔ رودابہ نے افسوس سے اس کی پشت دیکھی۔

"پیٹ اور شہرت کی بھوک انسان سے سب کروا سکتی ہے۔" سرگوشی کی مانند آواز تھی۔ مگر گہرا پیغام پوشیدہ تھا۔

www.novelsclubb.com

☆☆☆

برسوں کی عظیم طوالت کے بعد بالآخر وہ دن صدیوں کی مانند گزرے وقت کی طرح اچانک سے ان کی قید میں آ گیا تھا۔ ایک دوسرے کو دیکھ کر ان کے چہرے پہ جاذبیت کے وہ رنگ اترے کہ قوس قزاح نے بھی شرمندگی سے رخ

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

چھپا لیا۔ بنا کچھ کہے وہ قدم بڑھاتے ایک دوسرے کے عین سامنے آکر تھمیں۔ عائشہ نے مخصوص طریقے سے گردن ہلائی تو نازش اشارہ پاتے نرمی سے ان کے گلے لگ گئیں۔ یہ لمس سالوں بعد میسر آیا تھا۔ دوستی کی یہ نرماہٹ لیکن ہمیشہ رقص قلب بن کر دھڑکتی رہی تھی۔ اس خوبصورت امتزاج پہ کئی ساعتیں بیت گئیں۔ پھر وہ دونوں الگ ہوئیں۔

"سوچا تھا ملوں گی تو دو تھپڑ لگادوں گی۔" عائشہ نے مصنوعی ناراضی سے سلسلہ کلام جوڑا تو نازش کے لبوں پہ تبسم کی کلی چٹخی۔

www.novelsclubb.com

"تاخیر کس بات کی ہے۔" چہرہ ان کے قریب کرتے وہ شریر انداز میں گویا ہوئیں۔ بچپن و جوانی کے دوست جب بھی ملیں ان کے ہجر کے ماہ و سال پس پشت رہ جاتے ہیں۔

"پہلے سے زیادہ پیاری ہو گئی ہو۔ اتنے پیارے چہرے پہ ایسی گستاخی کرنے کی جرات مفقود ہو گئی ہے۔" ان کے چہرے پہ چٹکی بھرتے انہوں نے دل سے کہا۔ جواباً نازش ہنس پڑیں۔

" کہہ تو ایسے رہی ہو جیسے عرصے سے میری شکل نہیں دیکھی تھی۔"

"دیکھی تھی مگر اس میں ایک دیوار حائل تھی۔ ڈیجیٹل دیوار یو نو" عائشہ نے مسئلہ بیان کیا۔ نازش دوبارہ ان کے گلے لگ گئیں۔ اب کی بار ان کی آنکھوں میں وصال کی راحت اور جدائی کا غم مل کر چمکا تھا۔

www.novelsclubb.com

"عائشہ!" انہوں نے شدت جذبات سے پکارا۔

"ہوں" اس کی پیٹھ سہلاتے انہوں نے اسے بات جاری رکھنے کا عندیہ دیا۔ نازش ان سے الگ ہوئیں۔

"مجھے یقین نہیں آرہا تم میرے سامنے ہو۔ لگ رہا ہے ایک ہیولہ ہے جو غائب ہو جائے گا۔ "لب کاٹتے وہ یقین و بے یقینی کی کیفیت میں محو سفر بولیں تو عائشہ کے ابرو اکٹھے ہوئے۔

"کیا میں بھوت دکھ رہی ہوں؟"الفاظ سوالیہ تھے مگر انداز شرارتی تھا۔ وہ دونوں کالج کے وقت کی دونٹ کھٹ چلبلی سہیلیاں معلوم ہو رہی تھیں۔ جن میں شوخی و شرارت کوٹ کوٹ کر بھری ہوئی تھی۔ درمیان کے ماہ وسال گویا وقت کی دھند میں غائب ہو چکے تھے۔ ہر آزمائش، ہر تکلیف جیسے اچانک ہی راحت بن گئی تھی۔

"پاگل میں ایموشنل ہو رہی ہوں اور تمہیں مذاق سوجھ رہا ہے۔ "نازش نے عائشہ کے سر پہ چپت رسید کی تو انہوں نے نادیبی نگاہوں سے ان کو گھورا۔

www.novelsclubb.com

"جب سے تم پاکستان چھوڑ کر آئی اس وقت سے اب تک میں نے ہمیشہ تمہارا ساتھ اپنے ہمراہ محسوس کیا ہے نازش! مجھے کبھی لگا ہی نہیں کہ تم سمندر پار ہو۔ ہماری دوستی کو کیا فاصلے مٹا سکتے تھے؟" ان کا ہاتھ تھامے وہ ایک جذب کے عالم میں اپنی دوستی کی شان میں رطب للسان ہوئیں۔ نازش کو اپنی اس دوستی پہ فخر ہوا۔ جسے سالوں کی گرد چھو کر بھی نہ گزری تھی۔

"لیکن غلط فہمیاں تو رشتوں اور دوستیوں کو خاک کر جاتی ہیں۔" وہ کچھ احتیاط سے بولیں۔ عائشہ کے ہاتھ پہ ان کی گرفت مضبوط ہوئی تھی۔

"ہم میں کسی غلط فہمی کی گنجائش کبھی تھی ہی نہیں۔" عائشہ نے ان کے ہاتھ پہ تھپکی دیتے باور کروایا۔ اور انہیں یونہی لیے اوپن ائیر کیفے کے اندر بڑھیں۔

"چلو بیٹھتے ہیں۔"

وہ دونوں ایک دوسرے کے سامنے والی نشستوں پہ براجمان ہوئیں۔ ویٹر قریب آیا تو نازش نے عائشہ کے پسندیدہ کھانے کا آرڈر دیا۔

"مجھے بالکل حیرت نہیں ہوئی۔" عائشہ نے بنا متاثر ہوئے کہا۔ جواباً نازش نے اسے ایک گھوری سے نوازا۔

"نور ٹھیک ہے؟"

اب کہ مل بیٹھنے میں اپنے سے زیادہ اپنوں کا ذکر شامل ہونا تھا۔ یہ تو طے تھا۔

"ایک بہت طویل آزمائش ہے نازش جس کا ایک حصہ میری بیٹی پہ آچکا ہے۔ تم بتاؤ وہ کیسی ہوگی۔" سوال پہ جواب نہیں سوال ملا تھا۔ ایسا سوال جو تکلیف کا مجموعہ تھا۔ ایسا زخم جو دل کے اندر چھپا تھا۔

"تم نے اپنے ہر راز میں مجھے امین رکھا ہے۔ اس بارے میں نہیں بتایا تو سمجھ سکتی ہوں کہ پردہ داری لازم ہے۔" وہ ان دوستوں میں سے نہیں تھی جن سے کچھ پوشیدہ رکھا جائے تو وہ دوستی پہ شک کرنے لگ جاتے ہیں۔ وہ مارجن دینے اور لینے کی قائل تھیں۔

"بات راز کی رہ ہی نہیں گئی۔ اب تو پردے چاک ہونے کا وقت ہے۔" عائشہ کے لہجے میں کچھ تھا۔ کچھ ایسا جو عام انسان کی سمجھ بوجھ سے قطعی پرے تھا۔ کچھ ایسا جو مقابل کو گہرائی میں دھکیل سکتا تھا۔

www.novelsclubb.com

"تم اب پہلے جیسی نہیں رہی۔ اتنی گہری ہو گئی ہو کہ تمہیں تلاش کرنے لگوں تو ڈوب جاوں۔" سورج کی روشنی ان کی پشت پہ تھی۔ وہ غروب آفتاب کا حصہ معلوم ہو رہی تھیں۔ بیک وقت رنجیدہ و پرسکون۔

"ارے تمہیں ڈوبنے دوں گی۔" اچانک اس غروب آفتاب میں تبسم کی شرارت اتری۔ نازش خالی سا مسکرا دیں۔

"مجھے تو بچانے والے اور ہاتھ بھی ہیں عائشہ! ان کو بچانے والا کوئی نہ تھا۔" جس رنج کے عالم میں انہوں نے یہ الفاظ ادا کیے تھے۔ اس رنج کا ایک حصہ بھی نہ تھا جو عائشہ نے برسوں سے اپنے سینے پہ برداشت کیے تھے۔

"کب تک رکو گی؟" انہوں نے موضوع سخن تبدیل کرنے کی خواہش کی۔ مگر مقابل ان کی ہم درد ساتھی تھی جو آنکھیں دیکھ کر ان کے دل کا حال جان جاتی تھیں۔

"تم آج تک وہ بھلا نہیں پائی۔" گلے میں کچھ اٹکا تھا۔ سانس۔۔۔ نہیں۔۔۔ آنسو۔۔ نہیں۔۔۔ درد۔ زخم رس پڑے تھے۔ مگر بات تو یہ تھی کہ زخم بھرے ہی کب تھے۔

"کسی کا قتل بھلا دینا اتنا آسان ہوتا ہے کیا؟" وہ خلا میں دیکھتے مضمحل سی گویا ہوئیں۔ ان کی آنکھوں کے پار وہ سب مناظر گھومنے لگے۔ ان کے کہے وہ تمام الفاظ سماعت میں اترنے لگے۔

"آپ بہت آگے جائیں گی عائشہ!" عائشہ کی حاضر جوابی سے متاثر ہو کر ان کی کی گئی پیشن گوئی۔

"اللہ آپ کو خوش رکھے۔" عائشہ سے تحفہ وصول کرتے لقمان عالم کی دی گئی دعا۔

"میرے بیٹے کو آپ کافی پسند آئی ہیں۔" مسکرا کر کہتے اور اپنے بیٹے کے گرد ہالہ بناتے وہ شفیق باپ۔

"مجھے یقین تھا آپ ضرور ٹاپ کریں گی۔" ان کے گلے میں پہنے میڈل کو دیکھ کر اپنے اندازے کی درستگی پہ پر تبسم استاد۔

www.novelsclubb.com

"مجھے فخر ہے آپ پر"ڈگری تھامے کھڑی عائشہ کو اپنے الفاظ سے سرشار کرتے مینٹور۔

"آپ کے بابا مجھ سے مل کر خوش نہیں تھے۔" تقریب میں دانیال کمال کا ان سے گریز برتنے پہ شکوہ کرتے۔

"ارے آپ کے شوہر تو میرے جاننے والے نکل آئے۔"عائشہ کے حیرت انگیز تاثرات سے محظوظ ہوتے۔

"آپ کی بیٹی آپ کا نام روشن کرے۔"زخرف نور کے سر پہ پیار دیتے۔

www.novelsclubb.com

عائشہ کی آنکھیں بہنے لگی تھیں۔ وہ الفاظ،وہ لب و لہجہ،وہ سب مناظر بھولے ہی کب تھے۔ وہ احساسات آج بھی زندہ وجاوید تھے۔ ان کا مقام و مرتبہ آج بھی قائم تھا۔ نازش کو اس کی غیر موجودگی کا احساس تھا۔ وہ خاموش بیٹھی رہیں۔ مگر جب یہ سلسلہ طویل ہو گیا تو انہوں نے اسے اس مراقبے سے نکالنا چاہا۔

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

"میں خدا کو گواہ بنا کر کہتی ہوں۔ اس سب میں شہروز کا کوئی ہاتھ نہیں تھا۔" ان کے ہاتھ تھام کر وہ پر یقین سی بولی تھیں۔ جانے کیوں بس وہ اس بات کو واضح کرنے کی متمنی تھیں۔

"میں نے تم سے کبھی صفائی مانگی؟" ماضی کے دھندلکوں سے نکلتے انگلی کی پوروں سے آنسو صاف کرتے وہ استفہامیہ ہوئیں۔ نازش کو ان کی اسی بات پہ تو فخر تھا۔ انہوں نے اتنے بڑے حادثے کے باوجود کبھی شہروز پہ کیچڑ نہیں اچھالا تھا۔

"لیکن میں چاہتی ہوں کہ تم اپنے دل سے یہ بات نکال دو کہ شہروز، آدم بھائی یا پروفیسر کے قتل میں شامل ہیں۔" منوانے کی خواہش تھی۔ قبولیت کا عندیہ درکار تھا۔

"میں جانتی ہوں۔" عائشہ نے گویا انہیں زندگی بخش دی۔

"لیکن۔۔۔"

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

"نازش ہم ابھی اس سب کو بعد کے لیے چھوڑتے ہیں۔ قاتل کی منزل وقت کے پیمانے پہ بہت قریب ہے۔ کھانا کھاتے ہیں۔" ویٹر نے لوازمات میز پہ سجائے تو عائشہ نے مسکرا کر موضوع پلٹا۔ نازش کے دل کو یہی قرار بہت تھا کہ وہ ان کے ساتھ تھی اور ان کا شوہر سرخرو ٹھہرا تھا۔

☆☆☆

وہ ابھی گاڑی سے اترے ہی تھے جب کسی نے زوردار مکہ مار کر ان کی گردن چٹخا چھوڑی۔ اچانک اتری افتاد پہ شہروز بخت حواس باختہ ہوئے مگر چند لمحات میں واپس حواسوں میں لوٹ آئے۔ فوج کے کرنل رہ چکے تھے ایسی چھوٹی اور معمولی افتاد ان کے لیے کسی خاطے میں نہ تھی۔ لیکن جواب دینا ان کی سرشت میں شامل تھا۔ جوابی وار کرنے سے قبل انہوں نے مقابل کو دیکھنا چاہا اور دیکھا کیا سامنے

کھڑے شخص کے چہرے پہ غیض و غضب کی لالگی ان کے دل کو تقویت پہنچا گئی۔ ان کے اندر سکون اتر گیا۔

"پرانے پارٹنر سے ملنے کا طریقہ تھوڑا نادر نہیں ہے؟" جوابی کاروائی کا ارادہ ملتوی کرتے وہ محظوظ کن لہجے میں کہتے مقابل کو سلگا گئے۔

"خبیث انسان وہ تم تھے نا۔ تم نے میری بیٹی پہ حملہ کروایا تھا۔" وہ دوبارہ ان پہ جھپٹنے لگے کہ شہروز نے انہیں خود سے دور کیا۔

"تمہاری بیٹی پہ حملہ ہوا ہے کیا؟" انداز یکسر لاعلمی والا تھا۔ مگر اندر ہی اندر وہ ابراہیم کی اس حالت پہ خاصا قرار محسوس کر رہے تھے۔

www.novelsclubb.com

"مجھے بیوقوف مت سمجھو۔ تمہاری رگ رگ سے واقف ہوں۔ لیکن تم نے دوبارہ یہ سب شروع کر کے اپنے لیے مصیبت کھڑی کر لی ہے۔ اب تم دیکھنا وہ سب

دوبارہ رونما ہو گا۔ "شہروز کی اداکاری کو بھاڑ میں جھونکتے انہیں آئندہ حالات سے آگاہ کرتے انہوں نے براہ راست دھمکی دی۔ شہروز ہنس پڑے۔

"پچھلی بار مجھے تمہاری فطرت سے آشنائی نہ تھی۔ لیکن اب میں تمہیں جان چکا ہوں۔ اس بار تم ہارو گے ابراہیم! اور لکھ کر رکھ لو تمہیں وہ ہرائے گا جس پہ تمہیں سب سے زیادہ مان ہے۔ "ان کے انداز و لہجے میں ایسی پختگی تھی کہ ایک پل کو ابراہیم وجدانی گھبرا گئے۔ اگر شہروز کا کہا درست نکلا؟ نہیں۔۔۔ انہیں یہ سب نہیں سوچنا تھا۔ انہیں اپنے حدید پہ پورا یقین تھا۔ وہ ان کو دھوکہ نہیں دے سکتا۔ شہروز شک پیدا کر کے انہیں حدید سے متنفر کرنا چاہتا ہے۔ بس اور کوئی بات نہیں ہے۔ انہوں نے خود کو تسلی دی۔

"میں نے تمہیں پہلے بھی کہا تھا میرے بچوں سے دور رہنا شہروز! ان پہ آنچ آئی تو تم اپنے خاندان سمیت بھگتو گے۔ شروعات تم نے کر دی ہے۔ انجام میں کروں گا۔" انہوں نے انگلی اٹھا کر باور کروایا۔

"کونسے بچے؟" شہروز کے انداز میں ہتک تھی۔

"تمہاری صرف ایک بیٹی ہے ابراہیم! حدید تمہارا خون نہیں ہے۔" ابراہیم کے اندر کا سارا خون نچڑ کر چہرے پہ جھلک آیا۔ انہیں اس کلام سے نفرت تھی جس میں کوئی یہ کہتا کہ حدید ان کی اولاد نہیں ہے۔ شہروز ان کی خاموشی پہ بھی خاموش نہ ہوئے۔

www.novelsclubb.com

"اور انجام کی خوب کہی۔ دیکھتے ہیں اس بار کون مات کھاتا ہے۔" وہ چیلنجنگ انداز سے بولے۔

"تمہیں اب مجھ سے ڈر جانا چاہیے۔" ابراہیم پیچھے ہٹنے والے نہ تھے۔

"ارے کون کمبخت ڈرے تم سے۔ میں تو لطف اٹھاوں گا۔ وہ بھی تمہاری بربادی کا۔ شو ٹائم شروع ہو چکا ہے۔ ٹک ٹک ٹک" آنکھ کا کونا دبا کر وہ انہیں حق دق چھوڑے اندر بڑھ گئے اور ابراہیم وجدانی کا پورا وجود لرز کر رہ گیا۔

☆☆☆

وہ گھر لوٹا تو زید صوفے پہ ٹانگیں پسارے بیٹھا ملا۔ اس کو دیکھا تو لیپ ٹاپ کے کی بورڈ پہ چلتی انگلیوں کو روک کر ایک جانچتی و برہمی سے پر نگاہ اس پہ ڈالی۔ جواباً حدید نے محض اچٹتی نگاہ پہ اکتفا کیا۔ اس سے قبل کہ وہ اس کی نگاہوں سے اوجھل ہوتا زید لیپ ٹاپ کی سکرین کو کچھ نیچے کیے سوالیہ ہوا۔

"کہاں سے آرہے ہو؟" لہجے میں فکر سے زیادہ دھونس تھی۔ حدید کے ابرو اکٹھے ہوئے۔

www.novelsclubb.com

"میری ماں مت بنو۔"بائیں ہاتھ کی انگلی اٹھا کر تنبیہ کرتے اس نے زید کو یہیں روکنا مناسب سمجھا۔

"جیسمین انڈے کا آملیٹ بنا کر لاو میرے لیے۔" جواباً زید حد سے اونچی آواز میں بولا تو حدید کو آنکھیں بند کر کے خود پہ بند باندھنا پڑا۔

"آملیٹ انڈے کا ہی ہوتا ہے۔اور یہاں تمہیں انڈا نہیں ملے گا۔"اس نے باور کروایا۔ وہ جان چکا تھا کہ زید اس کی انڈے سے الرجی کے بارے میں جان چکا ہے اور اس وقت محض اس کو تنگ کرنے کے لیے کہہ رہا ہے۔

www.novelsclubb.com

"کیوں؟ کیوں نہیں ملے گا۔ میرے بچے کو الرجی ہے کیا؟"صوفے سے اٹھ کر اس کے قریب آکر اس کے چہرے کو پاوٹ کی شکل دیتے زید مضحکہ خیز انداز میں بولا۔ کچن سے نکلتی جیسمین باس کی ایسی شکل دیکھ اپنی ہنسی روک نہ پائی۔ اس سے قبل کہ اس کا قہقہہ گونجتا وہ واپس کچن میں بھاگ گئی۔

"شٹ اپ زید"اس کے ہاتھ اپنے چہرے سے ہٹاتے اس نے کچن کی جانب چہرہ موڑا۔

"جیسمین میرے لیے ایسپریسو بنا کر لائیں۔ اور خدارا اس بار مت گرائیے گا۔ کسی کو تنگ کر کے پیسے نہیں کماتا میں۔"جیسمین کو ہدایت دیتے آخر میں وہ زید کو دیکھ کرچبا چبا کر بولا۔ زید نے اسے سنجیدہ نہ لیا۔ بھلا یہ حدید بھی کوئی سر پہ سوار کرنے والی شے تھی؟ ہونہہ

وہ جانے لگا تو زید آہنی دیوار کی مانند اس کے سامنے آکر رگ گیا۔ حدید نے ابرو اچکائے۔

www.novelsclubb.com

"یو ایس بی مل گئی ہے۔"ساری شوخی مفقود تھی۔ بات سنجیدہ تھی۔ حد سے زیادہ تھی۔

"دو"حدید نے دائیں ہاتھ کی مٹھی کھولتے اس کے سامنے کی۔

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

"میں نے ابھی تک اس کا ڈیٹا نہیں دیکھا۔" حدید کی چوڑی اور مضبوط ہتھیلی کو دیکھتے وہ مزید گویا ہوا۔

"تمہیں دیکھ کر کیا کرنا ہے۔" اس نے انگلیوں سے اشارہ کیا کہ یو ایس بی مجھے تھماو۔

"حدید مجھے لگتا ہے منسٹر صاحب اور شہروز بخت دونوں ہی اس سب میں شامل نہیں ہیں۔" اسے اپنی بات مکمل کرنی تھی۔ ہر صورت کرنی تھی۔ وہ اپنا تجزیہ اندر رکھ کر نہیں بیٹھ سکتا تھا۔

www.novelsclubb.com

"یو ایس بی دو مجھے" حدید کو اس کی کسی تمہید اور کسی تجزیے سے کوئی سروکار نہ تھا۔

"وہ اپنی فیملی سے بہت محبت کرتے ہیں۔ اپنی بیوی اور اپنی بیٹی کی قدر کرتے ہیں۔" آنکھوں کے پار ائیر پورٹ والا منظر پوری جزئیات کے ساتھ آن وارد ہوا۔

زید کے تجزیے غلط نہ ہوتے تھے۔ اس کی پرکھ ہمیشہ متعلقہ ہوتی تھی۔ اس کی پیشن گوئیاں درست ثابت ہوتی تھیں۔

"مجھے لیکچر مت دو زید" حدید کے لہجے میں بیزاریت تھی۔

"ایک ایسا انسان جو اپنی فیملی سے اتنی محبت کرتا ہو وہ کسی دوسرے کی فیملی کو ہرٹ نہیں کر سکتا۔" وہ ہار ماننے والا نہ تھا۔

"نہایت احمقانہ پیشن گوئی ہے۔ جانتے ہو ایسے لوگ اپنی فیملی کے لیے ہیرو اور باقیوں کے لیے ولن ہوتے ہیں۔" لہجے میں کاٹ کے ساتھ سفاکیت کا عنصر شامل ہوا لیکن آنکھوں میں آتشزدگی کے ہمراہ ٹوٹی کرچیاں نمودار ہو رہی تھیں۔ زید نے نظرانداز کرتے ایک بار پھر سعی کرنی چاہی۔

"تم جو بھی کہو۔ میرا دل نہیں مان رہا۔"

www.novelsclubb.com

"اپنے دل کو سنبھال کر رکھو زید! ابھی تمہیں کہانی کا کلائمکس بھی دیکھنا ہے۔"

اس کے قریب جھک کر اس کی پینٹ کی جیب کی سائیڈ پاکٹ سے جھانکتی یو ایس بی جھپٹتے وہ اپنے کمرے کی طرف چل دیا۔ زید نے اس کے یوں اچانک یو ایس بی لے کر فرار ہونے پہ بائیں ہاتھ پہ دائیں ہاتھ کا مکہ مارا۔ اسے فلحال یہ ڈیٹا حدید کو نہیں دینا تھا۔ جانے اس نے یہ بیوقوفی کیوں کر دی؟

☆☆☆

گھر لوٹنے سے قبل انہوں نے ریجا کو کال ملائی۔ رابطہ جڑتے ہی ان کی پریشان آواز ریجا کی سماعت میں اتری۔

"کہاں ہو بیٹا؟" لہجے میں باپ کی شفقت کی گہرائی پنہاں تھی۔

"گھر ہی آ رہی ہوں بابا" اس نے گاڑی میں چابی ڈال کر گھماتے ہوئے جواب دیا۔

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

"میں آجاؤں لینے؟" پھر سے ان کا متفکر لہجہ فون کے پار سے لہرایا۔

"فار گاڈ سیک بابا اب میں چھوٹی بچی نہیں ہوں۔" وہ ناراضی سے بولی۔ پتا نہیں بابا اسے ممی ڈیڈی بچوں کی طرح کیوں ٹریٹ کرتے تھے۔ حارث نے اس کے ہر انداز کو بغور جانچا۔

"احتیاط سے آنا" ہدایت تو لازم و ملزوم تھی۔ دشمن کسی بھی وقت حملہ آور ہو سکتا تھا۔

"ٹھیک ہے۔" اس نے خاموشی سے بات مانتے فون کاٹ دیا۔ بھلا اسے کیوں احتیاط کرنی تھی۔ اس کے کونسے دشمن ہاتھوں میں رائفل تھامے کھڑے تھے۔ ایک تو بابا بھی نا۔ ریحا نے سٹئیرنگ گھماتے حارث کو مخاطب کیا۔

"بابا میرے معاملے میں کافی پوزیسو ہیں۔" ایک سرسری سی نگاہ اس پہ ڈالتے اس نے سابقہ مکالمے کی وجہ بیان کی۔ وہ سمجھتے ہوئے سر ہلا گیا۔

www.novelsclubb.com

"جی اندازہ ہو گیا۔"

"آپ اپنے بارے میں کچھ بتائیں۔" اس نے سلسلہ جوڑنے کی کوشش کی۔
یوں خاموشی سے تو وہ پورا راستہ سفر نہیں کر سکتی تھی۔

"آپ کیا جاننے کی خواہش مند ہیں؟" ذو معنیت سے کہے الفاظ پہ ریجا سٹپٹا گئی۔

"میرا مطلب کیا کرتے ہیں؟ اور بابا سے کیوں ملنا تھا۔ کوئی ضروری کام تھا؟"

اس کا انداز تفتیشی ہر گز نہ تھا۔ مگر سب سوالات حارث بختیار کی ذات سے منسوب تھے۔ وہ فاتحانہ مسکرایا۔

"میں حال ہی میں پاکستانی سفیر کے عہدے پہ سرفراز ہوا ہوں۔ انکل سے اسی بارے میں کچھ مشورہ چاہیئے تھا۔" اس نے کم سے کم الفاظ میں بات سمیٹی۔

"او آئی سی"

"آپ کی کیا مصروفیات ہیں؟ اگر آپ بتانا پسند کریں۔" اس نے محتاط ہوتے پوچھا۔ ان لڑکیوں کا کیا بھروسہ کب کس بات پہ خفا ہو جائیں۔ اسے پھونک پھونک کر قدم رکھنا تھا۔

"میں بزنس کی سٹوڈنٹ ہوں۔ فارغ وقت میں کورین ڈرامازدیکھتی ہوں۔ اور اپنے ماما بابا کو تنگ کرتی ہوں۔ بس اتنی سی زندگی اور اتنی سی مصروفیت" اس نے کندھے اچکا کر اپنے تئیں موٹی موٹی تفصیلات بتائیں۔ مگر غلط کیا۔ کسی انجان مرد کو اپنے بارے میں کوئی معلومات نہ دینا ہی بہتر ہوتا ہے۔ مگر بقول ریجا کہ وہ انجان تو نہ رہا تھا۔ حارث نے سمجھتے ہوئے سر ہلا دیا۔

"آپ کے کیا مشغلے ہیں؟" اب کہ ریجا نے تجسس کے زیر اثر پوچھا۔ نئے لوگوں کی زندگی کے بارے میں جانا خاصا پر کشش ہوتا ہے۔ نہیں؟

"شعبہ ہی ایسا ہے کہ ارد گرد کے کاموں کا وقت ہی نہیں ملتا۔ روزانہ کی بنیاد پر خبروں پہ گہری نظر رکھنا، ملکی و غیر ملکی صورتحال کا جائزہ لینا، سیاست وغیرہ وغیرہ۔ لیکن جب کبھی وقت ملے کھانا پکا لیتا ہوں۔ کوکنگ از مائی کمفرٹ" وہ ٹھہر ٹھہر کر بولتا تھا۔ یوں کہ اس کا ہر لفظ یکتا لگتا تھا۔ ریجا کا پہلی بار کسی ایسے انسان سے واسطہ پڑا تھا۔ وہ حد سے زیادہ متاثر ہوئی۔ پھر یونہی گفت و شنید میں راستہ کٹ گیا۔

"لیں گھر آ گیا۔" گاڑی کو روکتے اس نے مسکرا کر کہا۔ حارث بھی اس کے ساتھ مسکرایا۔ وہیں شہروز بخت اس کی گاڑی کا ہارن سنتے ہی باہر چلے آئے۔ مگر ریجا کے ساتھ کسی مرد کو دیکھ ان کے ماتھے پہ ان گنت بل پڑے۔ حارث باہر نکلا تو ان کے ماتھے کی سلوٹیں کچھ ماند پڑیں۔ مگر چہرے پہ سنجیدگی ہنوز قائم رہی۔

"بابا آپ کے مہمان "ریجا نے باپ کے تاثرات دیکھے بغیر فخریہ جتایا۔ گویا مہمان کو لا کر اس نے بڑا عظیم کارنامہ سرانجام دیا تھا۔

"ہیلو انکل "حارث نے بیگ کندھے پہ لٹکائے مصافحے کے لیے ہاتھ آگے بڑھایا۔

"ہائے "شہروز نے ہاتھ ملا کر جواب دیا۔

"ریجا کا بہت شکریہ کہ انہوں نے میری مدد کی ورنہ آج میں بہت خوار ہوتا۔ " حارث نے ریجا کی جانب دیکھتے ممنون و مسرور لہجے میں کہا۔ ریجا مسکرائی۔

شہروز کو زبردستی مسکرانا پڑا۔

www.novelsclubb.com

"اندر چلیں۔ "شہروز نے انہیں گھر کے اندر بڑھنے کا کہا تو وہ دونوں آگے پیچھے اندر آئے۔ آتے ہی ماں کی تلاش میں نگاہیں دوڑاتی ریجا ماں کی عدم موجودگی محسوس کرتے باپ کی جانب مڑی۔

"ماما کہاں ہیں؟"

"وہ عائشہ سے ملنے گئی ہے۔" انہوں نے سرسری سا کہا۔

"واٹ۔ آپ نے مجھے بتایا کیوں نہیں؟ مجھے بھی آنٹی سے ملنا تھا۔" وہ یک لخت ہی نہایت پرجوش ہو گئی تھی۔ ساتھ ہی افسوس کے اجزاء اس کے چہرے پہ جھلکنے لگے تھے۔

"اگلی دفعہ مل لینا۔ وہ یہیں ہیں۔ ابھی آپ کمرے میں جاؤ اور آرام کرو۔" انہوں نے نپے تلے لہجے میں کہتے بیٹی کو یہاں سے ہٹانا چاہا۔ ریجا کا تو معلوم نہیں البتہ حارث کو اس انداز کو پرکھنے میں دقت نہ ہوئی۔ ریجا نے ایک مسکراتی نگاہ حارث پہ ڈال کر اندر کو راہ لی۔ جواباً حارث نے سر کو خم دیا۔ شہروز کی طائرانہ نگاہوں نے بغور جائزہ لیا۔

"چائے لو گے یا کافی؟" ریجا منظر نامے سے ہٹی تو انہوں نے بے تکلفی سے اس کی مرضی پوچھی۔

"جو آپ پلا دیں۔" وہ کچھ تکلف سے گویا ہوا۔ شہروز نے سمجھتے ہوئے سر ہلایا۔

"میں جوس لاتا ہوں۔" وہ کہتے ہوئے کچن کی طرف بڑھے کہ اتنی سردی میں جوس پینے کا سوچ کر ہی حارث کو جھرجھری آئی۔

"کافی مل جائے تو۔۔" اب کہ وہ بول ہی پڑا۔ شہروز اس کے انداز پہ ہنس دیے۔

"برخوردار خواہش کا اظہار کر دینا اچھا ہوتا ہے۔" حارث شرمندہ سا مسکرا دیا۔ شہروز کچن میں چل دیے۔ پیچھے وہ پورے اپارٹمنٹ کا بغور جائزہ لینے لگا۔

نازش داخل ہوئی تو کسی اجنبی کو دیکھ ان کے ابرو اکٹھے ہوئے۔

www.novelsclubb.com

"السلام علیکم! آپ نازش آنٹی ہیں؟" وہ مقابل کی شان میں فوری صوفے سے اٹھ کھڑا ہوا۔ اس کی معلومات کے مطابق تیسرا وجود شہروز بخت کی شریک حیات کا ہی ہو سکتا تھا۔

"وعلیکم السلام! میں نے پہچانا نہیں۔" نازش نے ارد گرد نگاہ دوڑاتے اپنا پرس صوفے کے سائیڈ ٹیبل پہ رکھتے استعجاب بھرا سوال پوچھا۔

"یہ بختیار کا بیٹا ہے حارث۔ میں نے ذکر کیا تھا۔" شہروز بیوی کی آواز سنتے کافی کے دو مگ تھامے کچن سے باہر نکلے اور مقابل کا تعارف کرواتے پر تکلف سے کھڑے حارث کو آنکھوں سے واپس بیٹھنے کا اشارہ کیا۔ وہ بیٹھ گیا تو ایک مگ حارث کو اور دوسرا نازش کو تھمایا۔ حارث نے شکریہ کہہ کر کافی کا مگ پکڑا۔

نازش صوفے پہ بیٹھی تو شہروز اسی صوفے پہ ان سے کچھ فاصلے پہ بیٹھ گئے۔

"تھینک یو شہروز! ویسے اس وقت مجھے کافی کی بالکل طلب نہیں تھی۔" نازش نے مگ واپس دینا چاہا۔ عائشہ کے ساتھ وہ بھرپور کھا پی کر آئیں تھیں۔ انہیں واقعتا اب کسی شے کی طلب نہیں رہ گئی تھی۔

"چکھ لیں۔" شہروز نے اصرار کیا تو انہوں نے کافی کا گھونٹ بھرا اور نئے مہمان کی جانب متوجہ ہوئیں۔

"شہروز نے آپ کی کافی تعریف کی تھی۔ مجھے یقین ہے آپ اس قابل ہونگے۔" ٹانگ پہ ٹانگ رکھے وہ ایک نظر اپنے شوہر پہ ڈالتے مسکرا کر بولیں۔ حارث خجل سا ہوا۔

"انکل کی بڑائی ہے۔" کامپلیمنٹ کے بعد موصول ہونے والا ازلی فرمانبرداری بھرا جواب۔

www.novelsclubb.com

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

"یہاں کوئی مسئلہ تو نہیں ہوا؟" انہوں نے مزید ایک گھونٹ بھرتے پر شفیق انداز میں پوچھا۔ حارث نے ان کے چہرے کو ٹھہر کر دیکھا۔ وہ کہیں سے بھی ریجا کی ماں نہیں لگ رہی تھیں۔ ان کے انداز و اطوار بھی ان کی طرح نفیس سے تھے۔ حارث بختیار متاثر ہوا۔

"نہیں آنٹی مسئلہ تو نہیں ہوا۔ بس ایڈ جسٹ ہونے کی کوشش کر رہا ہوں۔"

حارث نے جواب دینے کے بعد کافی کا گھونٹ بھرا۔ کافی بے حد ذائقہ لیے ہوئے تھی۔ اس کے ابرو ستائش سے اکٹھے ہوئے۔

www.novelsclubb.com

"کافی بہت مزیدار ہے۔" وہ تعریف کیے بنا نہیں رہ سکا۔ جواباً شہروز نے کندھے اچکائے۔

"شہروز بہت اچھی کافی بناتے ہیں۔"نازش توصیفی انداز میں بولیں۔ساتھ ہی ایک گھونٹ مزید بھرا اور کپ میز پہ رکھ دیا۔ جسے شہروز نے فوری اٹھالیا۔وہ اسی مگ سے گھونٹ بھرنے لگے تو حارث زیر لب مسکرا دیا۔

"آپ دونوں ایک ساتھ بہت اچھے لگ رہے ہیں۔"

"آپ بس تعریف ہی کریں گے یا اپنے بارے میں بھی بتائیں گے۔"نازش کی حاضر جوابی پہ وہ پھر خجل سا ہو گیا۔

"بس آنٹی۔۔۔"

بات چیت کا مرحلہ جاری وساری ہو چکا تھا۔شہروز وقتاً فوقتاً جتاتی نگاہیں نازش پہ ڈالتے رہے جس کا مفہوم وہ بخوبی جانتی تھیں۔کہیں نہ کہیں انہیں بھی حارث بختیار پسند آچکا تھا۔لیکن کیا وہ ریجا کو پسند آئے گا؟

ابھی اس سب میں کافی وقت باقی تھا۔ کیوں نہ وقت کی وقت پہ چھوڑ دی جائے۔

☆☆☆

وجدانی فارماسیوٹیکلز میں آج ہلچل کا سماں تھا۔ ابراہیم وجدانی آج دورہ کرنے کے لیے آرہے تھے۔ ایگزیکٹوز اور ورکرز پہ گویا کام کا بوجھ بڑھ گیا۔ پچھلی بار وہ کنزہ کے ہمراہ آئے تھے مگر فارماسیسٹس سے مل کر ہی واپس چلے گئے تھے۔ لیکن اس بار ان کا خصوصی طور پہ مکمل فیکٹری کو دیکھنے کا ارادہ تھا۔ حدید کو وہ پہلے ہی مطلع کر چکے تھے۔ اس نے مصروفیت کا تذکرہ کیا اس لیے وہ تنہا ہی آرہے تھے۔ پینتالیس سال کے لگ بھگ مینیجر اپنے ہمراہ چند قابل ایمپلائز کو لیے ان کے استقبال کے لیے پیش پیش تھے۔

ابراہیم وجدانی کی لینڈ کروزر فیکٹری کے احاطے میں داخل ہوئی تو ایک باوردی ملازم نے ان کی گاڑی کا دروازہ کھولا۔ وہ نرم مسکراہٹ لیے باہر نکلے۔ مینیجر ان

کے قریب بڑھے اور ان کے ساتھ کھڑی ایک خوبصورت لڑکی جو غالباً ان کی اسسٹنٹ تھی اس نے تازہ گلاب کا گلدستہ ان کو پیش کیا۔ ابراہیم نے شائستگی سے گلدستہ تھام کر سر کے خم سے جواب دیا۔ پھر وہاں موجود تمام لوگوں سے ہاتھ ملائے۔ ان سب نے انہیں اپنے اپنے انداز میں خوش آمدید کہا۔ پھر وہ مینیجر سے مخاطب ہوئے۔

"پروڈکشن ڈیپارٹمنٹ سے آغاز کریں؟" ان کا انداز تحکمانہ نہ تھا۔ شاید مینیجر کا ان سے اچھا تعلق تھا۔

www.novelsclubb.com

"شیور سر" وہ ابراہیم کو اپنی معیت میں لیے آگے بڑھے۔ جہاں جہاں سے وہ گزر رہے تھے لوگ انہیں سلام کر رہے تھے۔ چیئرمین ابراہیم وجدانی کی آمد یا تو ان کے لیے رحمت بنتی تھی یا زحمت۔ آج کیا ہونے والا تھا اس سے فلوقت وہ لاعلم ہی تھے۔ ڈیپارٹمنٹ کا دورہ کروانے کے ساتھ ساتھ وہ انہیں اپنے ہاں موجود

قابل لوگوں سے بھی ملوا رہے تھے۔ ابراہیم نہایت پروفیشنل انداز میں سب سے سوالات پوچھ رہے تھے۔ کسی کو حوصلہ افزا تبصرہ مل رہا تھا تو کسی کو نرم سی جھڑک۔ مگر ڈانٹ کچھ یوں تھی کہ مقابل کی عزت نفس مجروح نہ ہو۔ یہی خوبی تھی جس کے باعث ان کے ہاں کام کرنے والے تمام لوگ چپڑاسی سے لے کر اعلیٰ عہدیدار تک سب ان کی عزت کرتے تھے اور ان کی فیکٹری کو ترجیح بھی دیتے تھے۔

پروڈکشن ڈیپارٹمنٹ میں چلتی مشینوں کو جانچتی نگاہوں سے دیکھتے وہ مختلف کام کرنے والوں سے بھی پوچھ گچھ کر رہے تھے۔

پروڈکشن ڈیپارٹمنٹ کے بعد وہ انہیں لیے کوالٹی ڈیپارٹمنٹ میں آئے۔ لیب میں موجود سائنسدانوں سے مختصر بات چیت کرتے انہوں نے ایک طائرانہ نگاہ سارے میں دوڑائی۔

"یہاں ایک بڑی قابل لڑکی ہوا کرتی تھی۔ وہ دکھائی نہیں دے رہی۔" وہ کچھ یاد کرتے ہوئے بولے۔ ان کے ماتھے پہ شکنیں در آئی تھیں۔

"غالبا آپ منشاء کی بات کر رہے ہیں۔" مینجر کو قابل لڑکی کے نام پہ صرف ایک ہی نام حفظ تھا۔

منشاء۔۔۔منشاء درانی

"شاید یہی نام تھا۔" ابراہیم کو نام جانا پہچانا محسوس ہوا سو کہہ گئے۔

"کہاں ہے وہ؟ میں اس ملنا چاہوں گا۔" انہوں نے خواہش ظاہر کی تو وہاں موجود سب لوگ اس غائبانہ لڑکی کے معترف ہوئے۔ جس سے ملنے کی چاہ خود ابراہیم وجدانی نے کی تھی۔

"سر وہ تو یہاں نہیں ہے۔" مینیجر کچھ جزبز ہوا۔

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

"خیریت؟" وہ متفکر سے گویا ہوئے۔

"سننے میں آیا ہے کہ وہ لڑکی اغوا ہو گئی تھی۔ پھر کسی نے اسے دوبارہ نہیں دیکھا۔" مینیجر نے سنسنی پھیلاتے خبر رسائی کی تو وہاں موجود ورکرز نے دم سادھ لیا۔ تو کیا وہ افواہ درست تھی؟

"اس کی فیملی؟" ان کے چہرے پہ حزن جھلکا۔

"ہماری اطلاعات کے مطابق اس کی فیملی میں صرف ایک ماں ہی تھی۔ ان سے بھی کبھی رابطہ نہ ہو سکا۔" مینیجر کی آواز میں افسوس شامل حال تھا۔ ابراہیم کے تاثرات بھی افسردہ ہو گئے۔

"افسوس! وجدانی فارماسیوٹیکلز ایک قابل انسان سے محروم ہو گیا۔" ابراہیم نے نہایت افسوس سے اپنا خسارہ بتایا۔

مینیجر نے افسردہ سی شکل بنائی اور پھر اگلے ہی پل وہ انہیں بقیہ معلومات فراہم کرنے لگا۔ دنیا اور اس کی برق رفتاری۔۔۔نہ دکھ منانے کا وقت نہ سکھ جینے کا لمحہ

"ایچ آر سے ہو کر میں واپس جاؤں گا۔ آج کے لیے فلو قت اتنا ہی کافی ہے۔"وہ تھکے نہیں تھے۔ بس جلد از جلد گھر جانا چاہتے تھے۔

"جیسا آپ کو مناسب لگے سر" وہ انہیں لیے ایچ آر پہنچا۔ ورک پلیس کے ماحول میں خاصی خنکی شامل تھی۔ ہیٹر زکی بدولت متوازن و معتدل گرماہٹ نے سارے میں پرسکون سا ماحول فراہم کیا ہوا تھا۔ ابراہیم نے ہیڈ سے ہاتھ ملایا۔ وہ انہیں ساری تفصیلات سے آگاہ کرنے لگا۔ فیکٹس اینڈ فگرز بتانے کے بعد ہیڈ نے کسی تبصرے کی توقع کی۔ ابراہیم سوچوں کی گہرائی میں غوطہ زن تھے۔ انہوں نے مینجر کے ساتھ نگاہوں کا تبادلہ کیا۔

"اس حساب سے تو ہماری فیکٹری خسارے کے قریب پہنچ چکی ہے۔" وہ بولے تو ان کے لہجے میں بے یقینی شامل تھی۔

"سر مجھے اندیشہ تھا کہ آپ اس بات سے لاعلم ہیں اسی لیے آپ کو آگاہ کیا۔" مینیجر نے طراری دکھاتے حمایت حاصل کرنا چاہی۔ حدید کی بجائے انہیں ابراہیم کے سامنے نمبر بڑھانے تھے۔

"نہیں۔۔۔ لاعلم تو نہیں ہوں۔" وہ ڈگمگائے مگر سنبھل گئے۔ "حدید نے سب پہلوؤں سے آگاہ کیا ہے۔ بس امید تھی کہ یہ پلانٹ ٹھیک جا رہا ہو گا۔" یہ جھوٹ بولتے انہیں خوف آ رہا تھا۔ جھوٹ کا خوف؟ نہیں۔ خسارے کا خوف؟ نہیں۔

حدید کے جھوٹ بولنے کا خوف؟ شاید ہاں۔ حدید کے دھوکے کا خوف؟ ہاں بالکل۔ انہیں حدید کے بدل جانے سے خوف آ رہا تھا۔ ان کے کانوں میں شہروز

کے کہے الفاظ گونجنے لگے تھے۔ ان کا وجود زلزلوں کی زد میں آنے کے درپے تھا۔

"سر آرڈرز ختم ہو رہے ہیں۔ کوئی نئی فیکٹری لانچ ہوئی ہے۔ تمام آرڈرز اسی کے پاس جا رہے ہیں۔ "مینیجر نے مزید ان کے سامنے اچھا بننے کے لیے تمام راز عیاں کرنے کی ٹھان لی۔ ابراہیم ہوش میں ہوتے تو سنتے یا جواب دیتے۔ وہ کسی بھی معاملے کی مزید تفصیلات مانگ کر انہیں یہ نہیں جتا سکتے تھے کہ حدید نے انہیں ہر معاملے سے لاعلم رکھا تھا۔ انہیں حدید کا پردہ رکھنا تھا۔ وہ ان کی اولاد تھا۔

www.novelsclubb.com

مگر کیا وہ واقعی ان کی اولاد تھا؟

اس مقام پہ انہیں اپنا آپ بے حد احمق لگتا تھا۔ شاید شہروز درست کہہ رہا تھا۔ وہ ان کی اولاد نہیں تھا۔

"حدید میرے لیے اولاد سے بڑھ کر ہے۔" انہوں نے خود کو یاد کروایا۔ پھر ماتھے پہ چمکتے پسینے کو ٹشو سے صاف کیا۔

"باقی پھر کبھی سہی۔" زبردستی کی مسکان سجائے انہوں نے حتی الامکان خود کو نارمل دکھایا۔ مینیجر نے مشکوک نگاہوں سے انہیں دیکھا۔

"آج کنزہ کی سالگرہ ہے مجھے وقت سے گھر لوٹنا ہے۔" مزید ان کا شک دور کرتے انہوں نے سادہ مگر پر جوش انداز میں جواب دیتے ان کے سارے شک و شبہات دور کیے۔ مینیجر نے سمجھتے ہوئے سر ہلایا۔ پھر مسکراتے ہوئے انہیں سی آف کرنے آیا۔

www.novelsclubb.com

ان کا سانس گھٹنے لگا تھا لہٰذا وہ فوری آفس سے باہر نکلے۔ فیکٹری کی پر آلودہ فضا میں سانس مزید اکھڑنے لگا تھا۔ وہ فوری گاڑی میں آکر بیٹھے۔

"جلد از جلد باہر نکلو۔"ڈرائیور کو اشارہ کرتے ہوئے وہ نہایت مضطرب سے تھے۔ ان کے رشتے میں شک کی گنجائش نہیں تھی۔اور ہو بھی نہیں سکتی تھی۔انہیں خود کو اس کیفیت سے باہر نکالنا تھا۔فوری طور پر۔اس سے قبل کہ دیر ہو جاتی۔

☆☆☆

گاڑی برلن کی سڑکوں پہ رواں دواں تھی۔ڈرائیور نے گویا شرط لگا رکھی تھی کہ وہ ریس جیت کر ہی دم لے گا۔یا شاید یہ ابراہیم کی ہدایت تھی جس کے باعث گاڑی کی رفتار تیز تھی۔

"ہیٹر بند کرو۔"ماتھے پہ جمع ہوتے پسینے سے تنگ آتے انہوں نے حکم صادر کیا تو ڈرائیور نے مودب ہو کر جی حضوری کی۔

www.novelsclubb.com

ابراہیم فون پہ کچھ بہت ضروری دیکھنے میں مصروف عمل تھے۔ پھر اچانک ان کے دماغ نے ایک عرضی پیش کی۔ اس عرضی پہ قبولیت کی مہر لگاتے انہوں نے فون ملایا۔ کال فوری اٹھالی گئی۔

"کہاں ہو حدید؟" ان کے انداز میں بے چینی بدرجہ اتم موجود تھی۔

"آپ کی طرف ہی آرہا ہوں۔" ان کی بے چینی پہ غور کیے بنا وہ اپنے مخصوص لہجے میں بولا۔ ابراہیم کو اس کی وہ مخصوص آواز سن کر ہی راحت نے اپنی آغوش میں لے لیا۔ وہ ان کا حدید تھا۔ ان کا حدید۔ وہ سکون کا سانس خارج کرتے اپنے اندر پلتا شک بھی اڑا گئے۔

"آتے ہوئے کنزہ کا پسندیدہ کیک لیتے آنا۔" وہ واپس انہی محسوسات میں رہائش پذیر ہو گئے۔ جس میں وہ، ان کی بیٹی اور حدید شامل تھا۔ ایک ہیپی فیملی۔ جس میں کسی تیسرے کی کوئی گنجائش نہیں تھی۔

www.novelsclubb.com

"وہ تو ٹھیک ہے۔ مگر کیا آج کچھ خاص ہے؟" حدید نے پر سوچ سا پوچھا۔ ابراہیم کو اس کے یوں بھولنے پہ ہر دفعہ کی طرح غصے کی بجائے ہنسی نے آن گھیرا۔ وہ اتنی بڑی بزنس ایمپائر کھڑی کرنے والا چند تاریخیں بہت آسانی سے بھول جاتا تھا۔

"آج کنزہ کا برتھ ڈے ہے حدید" انہوں نے کچھ کچھ جتاتا لہجہ اپنایا۔ حدید نے آنکھیں میچتے زبان دانتوں تلے دبائی۔

"اوہ میرے ذہن سے نکل گیا۔" اس نے بنا تردد مان لیا۔ وہ ابراہیم کے سامنے ہر شے کا اقرار کر لیتا تھا۔ وہ ان سے کچھ نہیں چھپاتا تھا۔

"یہ بات کنزہ کو مت بتانا۔" انہوں نے تنبیہی انداز میں آگہی فراہم کی۔

www.novelsclubb.com

"یہ جملہ در حقیقت مجھے آپ کو کہنا چاہئے۔ ورنہ وہ غصہ ہو جائے گی۔ اور آپ جانتے ہیں مجھے لڑکیوں کو منانا نہیں آتا۔" وہ بیچارگی سے بولا تو ابراہیم کے اندر چھائی ساری کلفت دور ہو گئی۔

"جھوٹ" انہوں نے جان بوجھ کر شرارت بھرے لہجے میں کہا۔ اب ان کے اندر کی بے چینی زائل ہو چکی تھی۔

"سچ میں نہیں آتا یار" اس نے لاچاری سے یقین دہانی کروائی۔ اور ایسا ممکن ہی نہیں تھا کہ حدید کچھ کہے اور وہ مانیں نہ۔ اس بار بھی وہ مان گئے۔

www.novelsclubb.com

" گھر پہنچو۔ میں بھی آ رہا ہوں۔" انہوں نے رابطہ کاٹا تو حدید نے ایک نظر خود کو آئینے میں دیکھا۔ اس کے لبوں پہ ایک تلخ مسکراہٹ ابھری۔ آئینے نے اس کا یہ روپ بہت بار دیکھا تھا۔ اب کی بار یہ کوئی نئی بات نہیں تھی۔ اس نے خود پہ پرفیوم چھڑکا۔ کمرہ معطر ہو گیا۔ اور حدید عالم ایک بار پھر آئینے کو دھوکہ دے گیا۔

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

☆☆☆

حدید سے بات کرنے کے بعد ان کے اندر کی خلفشار پاش پاش ہو چکی تھی۔ وہ کسی بد نیت کی بد نیتی میں شامل ہو کر اس حسین رشتے سے متنفر ہو بھی نہیں سکتے تھے۔ ان کا حدید سے رشتہ انمول تھا۔ وہ کنزہ کی طرح عزیز ترین تھا۔

اب کہ انہوں نے گاڑی کے شیشوں سے باہر نگاہ دوڑائی۔ گاڑی شہر کی حدود میں تھی۔ اس سے قبل کہ شاپنگ سینٹر گزرتا انہوں نے فوری حکم نامہ جاری کیا۔

"گاڑی روکو یہاں"

www.novelsclubb.com

ڈرائیور نے یکلخت ہی بریک پہ پاؤں رکھے۔ ٹائر چر چرائے اور گاڑی جھٹکے سے رکی۔

انہیں کنزہ کے لیے کچھ تحائف لینے تھے۔ یوں تو وہ اسے ہر دوسرے دن کچھ نہ کچھ تحفتاً دیتے رہتے تھے۔ مگر آج وہ خاص تحفے کی حقدار تھی۔ وہ گاڑی سے باہر نکلے۔

"ادھر ہی رکو۔ میں کچھ دیر میں واپس آتا ہوں۔ "ڈرائیور کو ہدایت دیتے وہ مال کے اندر بڑھ گئے۔ مختلف سٹورز سے بے شمار اشیاء خریدیں۔ پرفیومز، چاکلیٹس، برینڈڈ جیکٹس، اعلیٰ معیار کے جوتے وغیرہ وغیرہ۔ ان کے دونوں ہاتھ شاپنگ بیگز سے بھر چکے تھے۔ جب انہیں ڈرائیور کو ساتھ نہ لانے پہ کچھ افسوس ہوا۔

وہ واپسی کے لیے مڑے جب سنہری بالوں والی وہ لڑکی کسی کی شبیہہ دکھی۔ انہوں نے آنکھیں چھوٹی کر کے بغور دیکھا۔ وہ لڑکی ٹرالی میں سامان رکھ رہی تھی۔ ہاں وہ وہی تھی جسے حدید نے بچایا تھا۔ وہی جس میں انہیں کسی کا عکس دکھتا تھا۔ وہ بے ساختگی میں اسے دیکھتے کچھ سوچنے لگے۔ وہیں زخرف نے خود پہ کسی کی مسلسل نگاہوں کا ارتکاز محسوس کیا تو خریداری سے نظر ہٹا کر اس جانب دیکھا۔ ابراہیم وجدانی کو دیکھ اسے عجیب سا احساس ہوا۔ ابراہیم نے اسے اپنی جانب متوجہ پا کر

شاپنگ بیگز سے بھرا ہاتھ ہلا کر اسے پہچاننے کا عندیہ دیا تو اس نے بھی زبردستی کی مسکان سجائی اور ٹرالی گھسیٹتے ان کی طرف آ گئی۔

"اب کیسی ہیں آپ؟" اس کے قریب آتے ہی وہ اپنائیت سے گویا ہوئے۔

لفظ 'اب' زخرف نور کو خاصا چبھا لیکن اس نے ظاہر نہیں ہونے دیا۔

"میں؟ میں بالکل ٹھیک۔ بلکہ بہترین کیونکہ بدتر سے نکلنا مجھے بخوبی آتا ہے۔" وہ حد درجہ اعتماد سے بولی۔ وہی اعتماد جو زخرف نور کا خاصا تھا۔ ابراہیم وجدانی متاثر ہوئے بنا نہ رہ سکے۔ یہ لڑکی کافی نڈر ثابت ہوئی تھی۔ اب تک کی تمام ملاقاتوں میں وہ یہ نتیجہ اخذ کر چکے تھے۔

"پچھلی ملاقات میں آپ کچھ ڈری ہوئی تھیں۔" کچھ جاننے کی چاہ تھی یا شاید سننے کی تمنا۔ وہ خود کو باز نہ رکھ سکے۔ زخرف کے چہرے پہ طنزیہ مسکراہٹ جھلکی۔

www.novelsclubb.com

"وہ دراصل اداکاری میرا شوق ہے۔ کس کو کیا دکھانا ہے یہ میں خود طے کرتی ہوں۔" بلا کی پر اعتمادی تھی۔ بلا کا اطمینان تھا۔ ابراہیم خاصا محظوظ ہوئے۔ ایسے لوگ نادر ہوتے ہیں جو خود پہ اس درجہ اعتماد رکھتے ہیں۔ انہیں اس لڑکی کی انفرادیت پہ یقین ہو چلا۔

"واہ یہ تو بہت اچھی بات ہے۔ آپ جیسی بہادر لڑکیاں ہر مشکل سے باہر نکل آتی ہیں۔" انہوں نے تعریف کرنے میں قطعی عار محسوس نہ کی۔ انہیں قابل انسان متاثر کرتے تھے۔ یہ لڑکی بھی قابلیت کا عملی ثبوت تھی۔

www.novelsclubb.com

"یہ غالبا آپ نے اپنی بیٹی کے لیے لیے ہونگے۔" ابراہیم کے ہاتھ میں پکڑے شاپنگ بیگز سے جھلکتے سامان پہ سرسری سی نگاہ ڈالتے اس نے سوال نہیں پوچھا تھا۔ واضح طور پہ کہا تھا۔

"مجھے حیرت نہیں ہوئی۔ آپ کا اندازہ درست ہے۔" وہ فہمائشی انداز میں گویا ہوئے۔ نور کا چہرہ سپاٹ ہو گیا۔

"اپنی بیٹی کو برے لوگوں سے محفوظ رکھئے گا۔" اس نے بلا تردد ایک واضح اشارہ دیا۔ ایک پل کو ابراہیم ڈگمگا گئے۔

"شکریہ۔ میری دعا ہے آپ کے والد بھی آپ کی حفاظت کر سکیں۔" مقابل اس قیامت سے انجان تھا جو اس لمحے زخرف نور کے دل پہ گزری تھی۔ اس کے حلق میں گولا اٹکا۔ ٹرالی پہ اس کی گرفت سخت ہو گئی۔ مگر وہ زخرف نور تھی۔ اسے اداکاری کرنے کے فن سے آشنائی تھی۔ اسے لوگوں کی آنکھوں میں دھول جھونکنا بخوبی آتا تھا۔ اسے مقابل کی کمزوری پہ وار کرنے کا کبھی افسوس نہیں ہوتا تھا۔ اس نے وار کیا۔

www.novelsclubb.com

"باپ حفاظت کرے ضروری تھوڑی نا ہوتا ہے۔ کبھی کبھی آپ کا محافظ آپ کا شوہر بھی ہو سکتا ہے۔"اس کے نرم لہجے میں واضح کاٹ تھی۔ ابراہیم نے لاعلمی سے اس کا چہرہ دیکھا۔

یہ الفاظ اور انداز عام نہ تھا۔ مگر کتنا خاص تھا اس سے وہ لاعلم تھے۔

"مجھے اندازہ نہیں تھا کہ آپ شادی شدہ ہیں۔"اب کہ وہ بولے تو لہجے میں سوال تھا۔ انہیں واقعی حیرت ہوئی تھی۔

"میرے بارے میں آپ کو معلوم ہی کتنا ہے؟"ابرو اچکا کر کہتے اس نے مقابل کو حق دق چھوڑا۔ وہ اس لڑکی کے مکالموں سے پریشان ہو گئے تھے۔ اور ان کے چہرے کے بدلتے زاویے اس بات کا عملی ثبوت تھے۔ زخرف نے ایک اچٹتی سی نگاہ ان پہ ڈالی۔ پھر الوداعی کلمات دہرائے۔

www.novelsclubb.com

"میں چلتی ہوں میری ماما میرا انتظار کر رہی ہیں۔"ہاتھ ہلا کر وہ ان کے منہ پر پلٹ گئی۔ ابراہیم وجدانی اس لڑکی کے اس انداز کا جواز نہ جان سکے۔

☆☆☆

وہ اپنے کمرے کی بالکونی میں کھڑی قدرت کے مناظر کو نہایت دلچسپی سے دیکھنے میں مشغول تھی۔ اسے قدرتی مناظر فیسینیٹ کرتے تھے۔ وہ قدرت کی رنگینیوں میں کھونے والی ایک پر شوق لڑکی تھی۔ ساکت وجامد اور بازوؤں کو اپنے گرد باندھے وہ کسی مورت کی مانند کھڑی تھی۔ ایسی مورت جس نے برہان کمال کو مجسمہ کر دیا تھا۔ اس کے بال ہوا کے دوش پہ اڑ رہے تھے مگر وہ بے نیاز سی کھڑی تھی۔ واللہ برہان کمال کو حق نہ تھا ورنہ وہ اس کے بالوں کو چھو کر خود کو سرشار کر لیتا۔ بمشکل اس سے نگاہیں ہٹاتے اس نے ایک بٹن دبایا۔ اسی لمحے کنزہ کو فضا سے ابھرتی اس عجب سی آواز نے چونکایا۔ وہ آواز آہستہ آہستہ قریب آ

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

رہی تھی جب اچانک سناٹے میں انتشار نے شدت اختیار کی۔ کنزہ کا سکتہ ٹوٹا۔ اس مورت میں گویا جان چھڑ کی گئی۔ ہاتھ بے اختیار بالوں کی طرف اٹھا۔ اس نے بالوں کو سمیٹا۔ ساتھ ہی اپنا رخ آواز کی سمت موڑا۔ آواز کا ذریعہ دیکھ اس کی آنکھیں چھوٹی ہوئیں اور مہ جبین پہ سلوٹیں در آئیں۔

وہ ایک ڈرون تھا جس پہ ایک خوبصورت ربن لگا ہوا تھا۔ اس سے قبل کہ وہ مزید اسے ہوا میں اڑتا دیکھتی اچانک وہ ڈرون اس کے قدموں کے قریب بڑھا۔ وہ گڑبڑا کر پیچھے ہٹی تو ڈرون وہیں ساکت ہو گیا۔ کنزہ نے تھوک نگلا۔ جانے یہ یہاں کیا کر رہا تھا؟

www.novelsclubb.com

"کہیں کوئی جاسوسی یا بمب۔۔۔۔" اس نے بقیہ الفاظ حذف کیے۔

"آہ کنزہ! یہ کیا سوچ رہی ہو۔ یہ سب اسی سائیکالوجیکل تھرلر کتاب پڑھنے کا نتیجہ ہے کہ تم مشکوک ہو رہی ہو۔" اس نے خود کو دلاسہ دینا چاہا۔ ایک تو ضرورت سے

زائد سنسنی خیز کتابیں پڑھ کر انسان اتنا مشکوک ہو جاتا ہے کہ پھر ہر شے میں جانچ پڑتال لازم و ملزوم ہو جاتی ہے۔ برہان اس کی حرکات و سکنات سے محظوظ ہوا۔ کنزہ ہمت کرتے زمین کی جانب جھکی۔

"یا اللہ! پلیز مجھے ابھی مرنا نہیں ہے۔" اس کا دل چاہا کہ وہ بالکونی سے ہٹ جائے بلکہ کمرے سے ہی نکل جائے۔ مگر اسے بہادری دکھانی تھی۔

اس نے جھک کر اس ڈرون کو زمین سے اٹھایا۔ ایک پل کو اس کے ہاتھ کانپے۔

"ہمت کرو کنزہ! تم بہادر ہو۔ اور اس میں ڈرنے والا تو کچھ ہے ہی نہیں۔ یہ ضرور سوسائٹی کے کسی بچے کا ہو گا۔" خود کلامی کے سے انداز میں اپنی حوصلہ افزائی کرتے اس نے آخر ڈرون پہ غور کر ہی لیا۔ وہ سیاہ رنگ کا ایک چھوٹا سا ڈرون تھا جس کے اوپر ایک نیلا ربن بندھا تھا۔ اس نے مزید غور کیا تو ایک خاکی رنگ کا

www.novelsclubb.com

کارڈ دکھائی دیا۔ کنزہ نے نرمی سے اسے ڈرون سے علیحدہ کیا۔ برہان کے چہرے پہ دلکش تبسم ابھرا۔

"دیٹس لائک مائی گرل" اس نے دور سے ہی اسے داد دی۔ وہ لڑکی واقعی داد کی مستحق تھی۔ اس نے برہان کمال کو زیر کیا تھا۔ اور ہنوز اپنے اس کمال سے نا آشنا بھی تھی۔

تیری حیات سے جڑ جاؤں واقعہ بن کر

تیری کتاب میں میرا بھی اقتباس رہے

www.novelsclubb.com

کنزہ نے وہ کارڈ کھولا۔ اس پہ اردو میں کچھ درج تھا۔ اپنی زبان دیکھ اسے الگ ہی مسرت ہوئی۔ اس نے تحریر پڑھنی شروع کی۔

"وہ دن و تاریخ جب اس دنیا کو آپ کے وجود نے اعزاز بخشا اس پہ ڈھیروں سلامتی ہو۔

وہ مقام جہاں آپ نے اپنا پہلا قدم دھڑا اس ارض کی خوش قسمتی کو سلام ہو۔

وہ ہوائیں جنہوں نے آپ کو چھوا ان کی توقیر کو سلام ہو۔

آپ کی آواز جس نفس نے سنی اس نفس کی روح پہ سلامتی ہو۔"

ایسے خوبصورت انداز سے ملنے والی طلسم خیز مبارکباد پہ کنزہ کے لب اپنے آپ تبسم سے کھل اٹھے۔ سامنے والے گھر کی بالائی منزل پہ کھڑے برہان کمال کے دل کو کوئی گداز سا احساس چھو کر گزرا۔ وہ اسی لمحے میں مقید اس اسیری کے ایک سابقہ احساس سے دوچار ماضی کے حسین وقت میں گم ہوا۔

www.novelsclubb.com

وہ لائبریری میں بیٹھی کسی کتاب میں غرق تھی۔ برہان کا دایاں ہاتھ گود میں دھڑا تھا جبکہ بایاں ہاتھ ٹھوڑی تلے رکھے وہ اسے دیکھ دیکھ سانس بھر رہا تھا۔ وہ کتاب کی تلاش میں سرگرداں اپنی نشست چھوڑ کر اٹھی تو وہ برق رفتاری سے اس کی میز

کی طرف بڑھاتا کہ کتاب کا نام دیکھ سکے۔ اردو ادب کی کتاب دیکھ وہ سخت بد مزہ ہوا۔

"اسے رشین لٹریچر پڑھنا چاہیے۔" اس نے خود کلامی کی۔ وہ سامنے ہوتی تو اس کے مشورے پہ اسے ٹھیک ٹھاک سناتی۔ مگر برہان کی قسمت ابھی اچھی تھی کہ وہ دوسرے ریک کی طرف جا چکی تھی۔ برہان کا اب یہاں سے جانا ہی بہتر تھا۔ اس کی میٹنگ تھی اور وہ یہاں بیٹھا اسے تک رہا تھا۔ اردل جان جاتا تو اس کا مذاق بناتا۔ صد شکر وہ کچھ نہیں جانتا تھا۔

www.novelsclubb.com

"خیر ہے۔ میں وہ پڑھ لوں گا جو یہ پڑھتی ہے۔" لائبریری سے باہر نکلتے غالباً اس کی ڈانٹ سے خوفزدہ ہوتے وہ خود ہی اپنے کلام سے پلٹ گیا۔

جس حساب سے وہ لائبریری آتی تھی۔ اسی حساب سے برہان کمال کا وقت مختص ہو چلا تھا۔ وہ اس کے آنے سے قبل اس نشست پہ پہلے سے براجمان ہوتا جہاں سے وہ

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

اس کی نظروں کے سامنے جبکہ وہ بذات خود اس کی نظروں سے اوجھل ہوتا۔ یہ سلسلہ کئی دن تک رونما ہوتا رہا۔ ہر روز کنزہ کے ہاتھ میں اردو کی ہی کوئی کتاب ہوتی تھی۔ کبھی کبھار ساتھ میں انگریزی ادب یا کورس کی کوئی کتاب بھی ہوتی تھی۔ برہان اس کی کتب بینی کا عادی ہو چلا تھا۔ وہ اس کی خاطر اردو ادب پڑھنے لگا تھا۔ کاغذی کتاب کھولے دور بیٹھی اس مجسم کھلی کتاب کو پڑھنے میں مصروف برہان کمال کے لیے یہ وقت بیش قیمت ہوتا تھا۔

وہ کتاب پڑھتی، وہ اسے پڑھتا۔ وہ کتاب ڈھونڈتی، وہ اسے ڈھونڈتا۔ وہ پڑھتے پڑھتے چہرے کے تاثرات بدلتی تو برہان مسحور رہ جاتا۔ وہ اچانک نظریں اٹھاتی تو برہان اسیر ہو جاتا۔ کبھی وہ اچانک اس کے سامنے آجاتی تو برہان کے الفاظ گم گشتہ ہو جاتے۔ وہ اسے پہچان نہیں پائی تھی۔ یہ قرار بے حد پر سکون تھا۔

ایک روز یونہی وہ اٹھ کر کوئی کتاب دیکھنے کے لیے نشست خالی چھوڑ کر گئی تو برہان نے اس کی کتاب پہ "مس اردو ادب" لکھ دیا۔ وہ واپس لوٹی تو یونہی کتاب بند کر کے بیگ میں ڈال لی۔ آہستگی سے چلتے وہ لائبریری سے باہر نکلی تو برہان اس کے پیچھے ہی باہر نکلا۔ وہ اس کا سایہ بن چلا تھا۔ اپنے کاموں کو بھاڑ میں جھونکتے وہ اس کا غلام ہو چلا تھا۔

لیکن وہ اس سے کوسوں دور تھی۔ اس کا اندازہ اسے اس وقت ہوا جب اس نے اسے حدید کے ساتھ دیکھا۔ اس کے دل میں ایک ایسی ان دیکھی رقابت کی آگ سلگی جس نے سب تہس نہس کر دیا۔

وہ پاکستان لوٹا تو ہسپتال میں اس شخص کو دیکھ اس کا دل چاہا کہ پے در پے وار کر کے مقابل کا دل باہر نکال دے۔ مگر وہ اسے اتنی آسانی سے نہیں مار سکتا تھا۔ سونا سے نکاح کے بعد اسے مارنا مزید مشکل ہوتا چلا تھا۔ آج تک وہ شخص اس

www.novelsclubb.com

کے حلق کا کانٹا بنا بیٹھا تھا۔ہارن کی آواز پہ برہان ماضی کے دھند لکوں سے باہر نکلا۔اس نے سامنے دیکھا جہاں کنزہ کے چہرے پہ الوہی روشنی چمکی تھی۔اس ہارن کی آواز کنزہ نہ پہچانتی یہ تو ممکن ہی نہیں تھا۔وہ عجلت میں وہاں سے بھاگی اور وہ کارڈ وہیں زمین بوس ہو گیا۔

مجھ کو پڑھ کر وہ ایسے بھول گیا

جیسے کاغذ پہ اشتہار کوئی

سامنے والے گھر کے بالائی حصے سے ہاتھ میں ریموٹ پکڑے برہان کے چہرے کے تاثرات پل بھر میں سخت ہوئے۔اس نے طیش کے عالم میں ریموٹ زمین پہ دے مارا۔کھڑکی سے نیچے کو جھکتے اس نے مسحور کن تاثر کو غرق کرنے والے شخص کو دیکھنے کی کوشش کی تو گاڑی میں حدید کو بیٹھا دیکھ اس کا پارہ مزید چڑھ گیا۔

www.novelsclubb.com

"تم مرو گے ایک دن۔ میرے ہاتھوں مرو گے۔ بہت بری موت ماروں گا میں تمہیں۔ بہت بری" غیض و غضب کے عالم میں مقابل کو جھلسا دینے والی نگاہوں سے دیکھتے اس نے اپنا ارادہ بتایا یا شاید پیشن گوئی کی۔

اس کے ارادے کی پختگی دیکھ ہواؤں نے دم سادھ لیا۔

☆☆☆

وہ سڑک کے کنارے ٹیکسی کی تلاش میں کھڑی تھی۔ اس کے ساتھ ایک باحجاب لڑکی بھی غالبا کسی سواری کی تلاش میں موجود تھی۔ زخرف نے ایک سرسری نگاہ اس پہ ڈالی۔ اس لڑکی کے ہاتھ میں سوائے فون کے اور کچھ نہ تھا۔ البتہ اس کے دائیں کندھے پہ ایک بیگ لٹک رہا تھا۔ وہ کوئی سٹوڈنٹ معلوم ہو رہی تھی۔

زخرف کے ہاتھ میں شاپنگ بیگ تھا جس میں خریداری والا سامان موجود تھا۔ چہرے پہ سنجیدہ تاثرات تھے۔ ابراہیم وجدانی کا اس سے ایسے بات کرنا اسے کھٹک

www.novelsclubb.com

رہا تھا۔ وہ مزید سوچنا چاہتی تھی مگر اس حجاب والی لڑکی کے فون پہ چلتی آواز نے اسے اپنی جانب راغب کیا۔ آواز یا شاید زبان۔ جانے کونسی کشش تھی کہ اس کے دماغ میں چلتے سارے بھنور یکلخت ہی تھم گئے۔ وہ آواز اس لڑکی کے فون کے سپیکر سے ابھر رہی تھی۔ خود وہ لڑکی اپنے بیگ میں کچھ تلاش کر رہی تھی۔ غالبا ائیر بڈز۔ زخرف نے اسے نظر انداز کرتے رخ واپس سامنے کو موڑا۔

جنید جمشید کی آواز ہنوز اس کی سماعت تک بآسانی پہنچ رہی تھی۔

وفا تم نہ دیکھو گے ہر گز کسی میں، زمانہ وہ ایسا قریب آرہا ہے

حفاظت کرو اپنے ایمان و دیں کی، زمانہ وہ ایسا عجیب آرہا ہے

اس کا دل رک کر دھڑکا۔ وہ بے ساختہ پلٹی۔

"یہ کس کی آواز ہے؟" رد عمل کی مانند سوال بھی برجستگی اختیار کیے تھا۔ لڑکی نے

پرس سے نظریں ہٹا کر سوالیہ کھڑی نور کو دیکھا۔ پھر مسکرائی۔

"جنید جمشید "اس لڑکی کے انداز میں نرمی و محبت تھی۔ نور نے غور کیا وہ لڑکی بہت خوبصورت آواز کی مالک تھی۔ نور نے اس نام کو زیر لب دہرایا۔

شاید اس نے یہ نام سنا تھا یا شاید نہیں۔ وہ نتیجہ اخذ نہ کر سکی۔

"شکریہ "نور نے ہلکی سی مسکان سجائے ممنونیت سے کہا۔

وہ لڑکی اس کے شکریہ کے جواب میں ہلکا سا مسکرادی۔ پھر فون پہ چلتی آواز بند کر دی۔ زخرف نور نے دوبارہ ان الفاظ کو سننے کی تمنا کی۔ اسی وقت ٹیکسی قریب آئی تو وہ لڑکی خود ہی کچھ پیچھے کو ہٹ گئی۔

"آپ نے جانا نہیں؟ "نور استفہامیہ ہوئی۔ وہ لڑکی اس سے پہلے کی یہاں کھڑی تھی۔ اور اصول کے مطابق پہلے آنے والی سواری پہ اسی کا حق تھا۔ اور زخرف کسی کے حق پہ ڈاکہ ڈالنے والوں میں سے نہ تھی۔

www.novelsclubb.com

"آپ مجھے کچھ پریشان لگ رہی ہیں۔ اس لیے آپ اس میں چلی جائیں۔ میں اگلی ٹیکسی کا انتظار کر لوں گی۔" اس لڑکی نے اپنی دلسوز آواز میں وجہ بیان کی۔ زخرف کو سمجھ نہ آیا وہ اس لڑکی کی نرم مزاجی پہ مزید کیا بولتی۔ اس کے الفاظ گویا سلب ہو گئے۔

"لیکن آپ مجھ سے پہلے کا انتظار کر رہی ہیں۔" اس نے آفر رد کرتے اسے یاد کروایا۔

"آپ نیک دل ہیں۔ اس لیے آپ کو فیور ملنی چاہئے۔"

www.novelsclubb.com

"یہ کیسے جانچا آپ نے؟"

"آپ کی جگہ کوئی اور ہوتی تو مجھے حق دلوانے کی بجائے ٹیکسی میں بیٹھ کر یہ جا وہ جا ہوتی۔" اس نے گہرے تجزیے کی بنیاد پہ جواز پیش کیا۔ نور سوچنے پہ مجبور ہو گئی۔

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

"اب جائیے اس سے قبل کہ ہم دونوں ہی محروم رہ جائیں۔" لڑکی نے مسکرا کر کہتے اس کو جانے کا عندیہ دیا تو زخرف نور مضطرب سی ٹیکسی میں بیٹھ گئی۔ اس نے دروازہ بند کرتے گاڑی کا شیشہ نیچے کیا تو وہ لڑکی اس کے شیشے کے قریب جھکی۔

"جنید جمشید میرے پسندیدہ نعت خواں ہیں۔ کوئی ان کے بارے میں پوچھے تو میں اسے فیور ضرور دیتی ہوں۔" وہ لڑکی کہہ کر کھڑکی سے پیچھے ہٹ گئی۔ زخرف گویا ہوش میں لوٹی۔

"آپ کا نام کیا ہے؟" ٹیکسی کے چلنے سے قبل اس نے جلد بازی سے پوچھا۔

ڈرائیور نے گاڑی سٹارٹ کی۔ وہ لڑکی اس کے سوال پہ دھیما سا مسکرا دی۔

"میں امایہ ہوں مس نور" گاڑی چل پڑی۔ وہ لڑکی پیچھے رہ گئی۔ زخرف نور پہ مرگ مفاجات کی کیفیت طاری ہو گئی۔

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

☆☆☆

وہ گھر لوٹی تو اس کے انداز میں تھکاوٹ شامل تھی۔ ذہنی تھکاوٹ۔۔۔ جو انسان کو کہیں کا نہیں چھوڑتی۔ اسے اپنی گردن کی پشت پہ کھینچاو محسوس ہو رہا تھا۔ اس نے خریداری کا سامان کچن میں موجود میز پہ رکھتے سیدھا کمرے کی راہ لی۔ عائشہ اسے کہیں نہیں دکھیں۔ غالباً وہ نماز پڑھ رہی ہونگی۔ کمرے میں آکر وہ بستر پہ ڈھے گئی۔ شفاف چھت پہ نگاہیں گاڑھے وہ کسی نہایت اہم نقطے پہ غور و خوض کرنے لگی۔ کئی منٹ یونہی لیٹے وہ اچانک سے اٹھی۔ اپنے ضروری ڈاکومنٹس میں سے اس کانٹریکٹ کی کاپی نکالی اور بستر پہ بیٹھتے اسے پڑھنے لگی۔ ہر نقطے کو پڑھتے ہوئے وہ کنپٹی سہلاتی رہی۔ پھر سارے ڈاکومنٹس واپس اس کی جگہ پہ رکھتے اٹھ کھڑی ہوئی۔ فون تھامے وہ کمرے میں چکر لگاتی رہی۔ ہر فون کال اور ہر چکر کے ساتھ اس کے اندر کا اضطراب کم ہوتا گیا۔

خود کو کچھ سنبھالتے اس نے کچن کا رخ کیا۔ اسے بھوک نہیں تھی۔ اور اس کا فلحال کچھ کھانے کا ارادہ بھی نہیں تھا۔ وہ کسی اور مقصد سے یہاں آئی تھی۔ اس نے فون کو سہارا دیتے ویڈیو آن کی۔ شیف ترکیب کو بے حد آسان طریقے سے بتا رہا تھا۔ اس نے لب کاٹتے اور اثبات میں سر ہلاتے ساری ریسپی ملاحظہ کی۔ پھر سنہری بالوں کو جوڑے کی شکل دی۔ ایک طرف کیلی پہ لٹکا ایپرن اتار کر پہنا۔ سارے لوازمات شیلف پہ رکھے۔ اور شروع ہو گئی۔ کھٹ پٹ کی آوازیں سنتے عائشہ کچن میں آئی تو اسے کھانے کی چیزوں کے ساتھ دنگل کرتا دیکھ پریشان ہو گئیں۔

"یہ کیا کر رہی ہو؟" شیلف پہ بکھرے میدے اور انڈے کے چھلکے دیکھ انہیں کچھ حد تک سمجھ تو آ ہی گئی تھی۔ مگر وہ اپنی بیٹی کی زبانی سننا چاہتی تھیں۔

"بیکنگ" نور جو کافی حد تک اس نئے مشغلے میں ڈوبی ہوئی تھی اس نے پر جوش سا جواب دیا۔ عائشہ نے اس کے چہرے پہ لگے میدے کو ہاتھ سے صاف کیا۔

"کیوں؟" سر پہ لپیٹے دوپٹے کی تہہ برابر کرتے انہوں نے ابرو اچکائے پوچھا۔

"Because Baking Heals You".

وہ ہاتھ ہلا کر ایک سر سے بولی۔ عائشہ اسے یوں پرسکون دیکھ راحت سے مانوس ہوئیں۔

"ہیلنگ؟ مگر کس چیز سے؟" شیلف پہ پھیلا بکھیرا سمیٹتے انہوں نے مقابل کے اندر پنپتی سوچوں تک رسائی حاصل کرنے کی خواہش کی۔ وہ جان چکی تھیں کہ نور اب ان سے باتیں چھپانی لگی ہے۔

"دنیا میں سو بکھیرے ہوتے ہیں۔" مدعے کی بات کو پس منظر میں دھکیلے اس نے عام سی بات کی۔

"دنیا کی کس کو پرواہ ہے۔ اپنی بات کرو۔" ٹھہر کر اس کی سیاہ آنکھوں میں دیکھتے انہوں نے ایک پل کو نور کو ساکت وصامت کر چھوڑا۔ مگر وہ فوری سنبھل گئی۔

"میں بھی تو اسی دنیا میں رہتی ہوں۔" اس نے بات ٹالنی چاہی۔

"دنیا میں دنیا کی بن کر رہو گی تو بار بار ہیلنگ کی ضرورت پڑے گی۔" کپڑے کا ٹکڑا لیے شیلف کو اس کی اصل حالت میں لاتے انہوں نے گھمبیر لہجے میں کہا تو زخرف نے تھم کر ماں کو دیکھا۔

"کیا مطلب؟" اس کے ماتھے پہ بنا سلوٹوں کا جال اس کی نافہمی کا ثبوت تھا۔ عائشہ نے اس کی پیشانی پہ بنی سلوٹوں کو ہاتھ سے سیدھا کیا۔ پھر کچھ پڑھ کر پھونکا۔

زخرف نے رخ موڑ لیا اور واپس اپنے کام میں مشغول ہو گئی۔ ماں کو عادت تھی اس کے صبر کا امتحان لینے کی۔ ماں اپنے وقت پہ ہی جواب دیتی تھیں۔ وہ بار بار سوال نہیں کرتی تھی۔ سارے لوازمات کو ایک بڑے باول میں منتقل کرتے اس نے ایک بار نظر ثانی کی۔ پھر سب ٹھیک ہونے کا جائزہ لیتے اس کے چہرے پہ فاتحانہ سی مسکراہٹ چمکی۔ عائشہ نے اس کی چمکتی آنکھیں دیکھ ابدیت کی دعا

مانگی۔ پھر اس سوال کا جواب دیا جو اس نے کچھ منٹ پہلے پوچھا تھا۔

"مطلب صاف ہے۔ دنیا کا نہیں دنیا بنانے والے کا بن کر رہنا چاہئے۔"

کیک کے لوازمات کو سانچے میں منتقل کرتے اس کے ہاتھ تھم گئے۔ عائشہ نے اس کے ہاتھ سے باول لیتے اس کے کونوں اور پیندے پہ چپکے بیٹر کو اچھے سے سانچے میں نکالا۔

"رزق کی جتنی قدر ہو سکے کیا کرو۔" انہوں نے تاکید کی۔

"میں نکالنے ہی والی تھی۔" وہ اپنی صفائی میں بولی۔ لیکن عائشہ اسے نہیں سن رہی تھیں۔

"انسان بھی اس میٹھے گاڑھے مائع کی طرح ہوتا ہے۔ جس شکل میں ڈھلنا چاہے اس سانچے میں خود کو فٹ کر لیتا ہے۔ ہے نا؟" وہ کسی استاد کی مانند گویا ہوتے جواب طلب ہوئیں۔

www.novelsclubb.com

نور نے سر کو جنبش دی گویا اتفاق کیا ہوا۔

"سانچا چننے کا اختیار اللہ نے دے دیا ہوا ہے۔ اب یہ انسان پہ ہے کہ وہ خود کے لیے کس شکل کا انتخاب کرتا ہے۔" ایک نظر اٹھا کر اس کی اڑی رنگت دیکھنے کے بعد انہوں نے زیرِ لب کوئی دعا کی۔ پھر سانچا اٹھا کر اس کے ہاتھ میں تھمایا۔

"بسم اللہ پڑھ کر اوون میں رکھنا۔ اللہ کا نام جس چیز میں شامل ہو جائے وہ خیر پا جاتی ہے۔" اس کے بالوں پہ بوسہ دیتے وہ کچن سے باہر نکل گئیں۔ زخرف نور کسی گہرے مراقبے میں داخل ہو گئی۔

www.novelsclubb.com

☆☆☆

حارث الوداع کہتے رخصت لے کر گیا تو نازش اٹھ کر کمرے میں چلی آئیں۔ وہ ان کے پیچھے ہی اندر داخل ہوئے۔ نازش ان پہ ایک نظر ڈال کر الماری سے آرام دہ کپڑے نکالنے لگیں۔

" کیسی رہی ملاقات ؟"ڈریسنگ کے پاس کھڑے ہوتے انہوں نے مقابل کی حرکات و سکنات ملاحظہ کرتے محتاط رہتے ہوئے پوچھا۔

" کیسی ہو سکتی تھی ؟"ان کی طرف پلٹ کر انہوں نے برجستگی سے سوال پوچھا۔

شہروز نے ان کے انداز پہ لب کچلے۔

"آپ کے چہرے پہ پھیلا سکون اس کی واضح نشاندہی ہے کہ آپ ان چند گھنٹوں میں زندگی جی آئی ہیں۔"ان کے صبیح چہرے سے پھوٹتی روشنی دیکھ انہوں نے اپنا تجزیہ بیان کیا تو نازش مسکرا دیں۔ پھر ان کے قریب بڑھیں۔ ان کے ہاتھ تھامے۔ اپنا چہرہ اٹھایا۔ ان کی آنکھوں میں جھانکا۔ پھر محبت سے انہیں پکارا۔

"شہروز"

"ہمہ تن گوش"بیوی کی محبت بھری پکار کے جواب میں شوہر کا سر تسلیم خم تھا۔

www.novelsclubb.com

"سب ٹھیک ہو جائے گا۔" ان کے ہاتھوں پہ دباؤ ڈالتے انہوں نے تسلی آمیز لہجے سے کہا۔ شہروز نے لب کاٹے۔

"کیسے؟" ان کے انداز میں تجسس نہیں بے بسی تھی۔

"وہ آپ کو بے گناہ تصور کرتی ہے۔" تشفی کروانے کی سعی کی۔

"یہ انہوں نے خود کہا؟" چونک کر پوچھا۔ نازش نے سر ہلایا۔ شہروز کی نگاہوں میں زخمی سا تاثر ابھرا۔ گلے میں گولا اٹکا۔ نازش نے ان کی کیفیت بھانپتے اپنے ہاتھ ان کے ہاتھوں سے نکالتے اپنی ہتھیلیوں سے ان کے چہرے کے گرد ہالہ بنایا۔ انہوں نے کرچی کرچی آنکھوں سے نازش کو دیکھا۔ آنکھوں کے پار دھند سی چھا رہی تھی۔ اس دھند نے اچانک ہی سارے کو اپنی حراست میں لے لیا۔

www.novelsclubb.com

پی ایم اے کے اس کمرے میں آو تو چار دیواری میں گہرا سکوت پنہاں تھا۔ اتنا کہ سوئی گرنے کی بھی آواز آتی۔ خیر سے وہ کمرہ آدم محمود کا تھا۔ ان کی رہائش گاہ

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

میں سکون تو شدت سے بسیرا کیے ہوتا تھا۔ آدم محمود سربراہی کرسی پہ بیٹھے کسی کتاب پہ جھکے ہوئے تھے۔ انہوں نے سر اٹھا کر اپنے سامنے والی کرسی پہ براجمان شہروز پہ سرسری سی نگاہ ڈالی جو کیس کی عمیق گہرائی میں مستغرق تھے۔ اچانک ہی ان کے چہرے پہ فاتحانہ سی مسکراہٹ چمکی۔ انہوں نے کیس حل کر لیا تھا۔ اور یہ سب آدم محمود کی کاوش و ہدایت کے باعث ہی ممکن ہو سکا تھا۔ انہوں نے چہرہ اٹھا کر سربراہی کرسی پہ بیٹھے باوردی شخص کو محبت و عزت سے دیکھا۔

"پتا ہے آدم تم میرے دوست نہ ہوتے تو کیا ہوتے؟" وہ کسی احساس کے زیر اثر بولے تو آدم کتاب بند کرتے یکسوئی سے ان کی طرف متوجہ ہوئے۔

"میرے آفس میں ہو۔ آپ کہو۔" انداز تحکمانہ نہیں تھا۔ مگر مقابل کو تپا دینے والا ضرور تھا۔ شہروز نے دانت پیسے۔

"اوہ بھول گیا تھا۔ میجر آدم محمود آپ اگر میرے دوست نہ ہوتے تو کیا ہوتے؟" انہوں نے اس بار زبردستی کا احترام نبھاتے چبا چبا کر پوچھا۔ آدم زیر لب مسکرا دیے۔

"کیا؟" پر تجسس انداز۔

"بوجھو تو جانیں۔" وہ بھی اکڑ گئے۔ جیسے کو تیسا۔ عزت راس ہی نہیں آتی۔

"مجھے یہ پہیلیاں بالکل نہیں پسند۔" وہ اکتا کر بولے۔ انہیں ان بچگانہ چیزوں سے کوفت ہوتی تھی۔

"اچھا بس ایک تکا لگا دو بلکہ دیں۔" وہ انگشت شہادت اٹھاتے ایک کا اشارہ کرتے اور 'دیں' پہ خصوصی دباؤ ڈالتے ہوئے بولے۔

"میرے اندازے غلط بھی ہو سکتے ہیں۔" انہوں نے کندھے اچکا کر جواز بتایا۔

شہروز نے ابرو اچکائے۔

آدم محمود کے اندازے غلط کیسے ہو سکتے تھے؟

"پھر اپنے اندازے کے برعکس جواب دے دینا کیا معلوم ٹھیک ہو جائے۔"

انہوں نے تجویز پیش کی جو آدم کو پسند آئی۔

"دشمن" وہ بھی جھٹ پٹ بول اٹھے۔

"مردہ بولے کفن پھاڑے۔" شہروز ٹھیک ٹھاک بدمزہ ہوئے۔ وہ کرسی سے اٹھ کھڑے ہوئے۔ پھر اپنی سٹک اٹھائی ساتھ وہ کاغذات جن کو وہ کچھ دیر قبل تک گھور رہے تھے۔

www.novelsclubb.com

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

"اچھا اب تو بتا دو۔" ان کو برہمی سے اٹھتا دیکھ وہ سابقہ شرارت پس پشت ڈالتے بے چارگی سے بولے۔

"میں نہیں بتا رہا تم نہیں بلکہ آپ نے میرا دل توڑ دیا۔" وہ ٹھیک ٹھاک ناراض ہو چکے تھے۔

"بتا دو شہروز۔ تجسس نہ ڈالو۔" اب کہ انہوں نے اس کی ناراضی کے پیش نظر اور اپنی فطرت سے خائف ہو کر التجائیہ پوچھا۔ مگر شہروز نے بھی نہ بتانے کی قسم اٹھا لی۔

www.novelsclubb.com

"قیامت کو بھی نہ بتاؤں۔" وہ منہ بسورے کمرے سے نکل دیے۔ آدم محمود ان کے بچپنے پہ مسکرا کر رہ گئے۔ کمرے کا منظر پس منظر میں اترا تو نازش کے لمس نے انہیں حال میں لا کر کھڑا کیا۔

"آدم صرف سینئر اور دوست ہی نہیں بھائی تھا میرا۔" ان کے لہجے میں کرب تھا۔ ماضی کے گزرے دنوں کی باز گشت ان کے کانوں کو گھیرے ہوئے تھی۔

"پھر آپ نے عائشہ کو بھابھی کہنا کیوں چھوڑ دیا۔" نازش کے اتنے برجستہ سوال پہ وہ شرمندہ ہو گئے۔ گردن جھک گئی۔

"کیونکہ انہوں نے مجھے بھائی نہیں قاتل سمجھا۔" انداز میں خفگی کے ساتھ شکستگی در آئی تھی۔

"وہ غلط فہمی تھی جسے آپ نے دور کرنا مناسب نہیں سمجھا۔" نازش نے ان چہرے کے گرد سے اپنی ہتھیلیاں ہٹاتے گلہ کیا۔

"کوئی آپ سے یہ کہے کہ آپ نے اپنے بھائی کا قتل کروایا ہے تو آپ کیا کریں گی؟" وہ پوچھ نہیں رہے تھے۔ اپنی حالت زار بتا رہے تھے۔ نازش کے دل تک درد اترا۔

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

"آپ جانتے ہیں کہ وہ آپ کو آدم بھائی کے قتل کی نہیں پروفیسر لقمان کے قتل کی وجہ قرار دیتی تھی۔ "انہوں نے درستگی کرنی چاہی۔

"لیکن میں ان کی ں نظر میں قاتل تو بن گیا تھا۔ "ان کی خفگی دور ہو کے نہیں دے رہی تھی۔

"وہ تو خود کو بھی پروفیسر لقمان کا قاتل کہتی ہے۔ آپ اپنا شکوہ کیوں کرتے ہیں؟" اذیت و بے بسی سے چور لہجے میں کہتے ان کی آنکھوں کے پار کئی سال پرانا منظر لہرایا۔

www.novelsclubb.com

رات کے تاریک پہر جب چاند کی مدھم چاندنی میں بھی اندھیرا موجود تھا۔ جب ستاروں کی چمک بھی اندھیرے کو کم نہ کر پا رہی تھی۔ وہی اندھیرا۔۔۔ جو روشنی کو مات دے دیتا ہے اور وہی اندھیرا جو روشنی سے مات کھا جاتا ہے۔ اندھیرے اور روشنی کے اس چکر میں گھومتے ہوئے وقت کے اس لمحہ اس کمرے میں

موجود نفوس میں سے ایک دوسرے کی بڑبڑاہٹ سن کر تیزی سے اٹھا۔ وہ وجود سوتے ہوئے بھی کرب کی انتہا پہ تھا۔ وہ کرب جو سوتے ہوئے بھی انسان کو تکلیف دیتا ہے۔ ماتھے پہ پسینے کی بوندیں چمک رہی تھیں۔ سانس دھونکنی کی مانند چل رہا تھا۔ کمرے کے سنسان ماحول میں ان سانسوں کی بے ہنگم آواز نے عجیب وحشت سی برپا کر رکھی تھی۔

"رکو۔۔۔ مت جاو۔"

عائشہ تیز تیز سانس لیتے ہوئے بس یہی الفاظ دہراتی جا رہی تھی۔

www.novelsclubb.com

"مجھے معاف کر دو۔۔۔۔ سنو رک جاو۔۔ نہیں جانا۔ پلیز۔۔۔"

وہ خواب میں منت کر رہی تھی۔ نازش نے اذیت سے اسے دیکھتے ہوئے اس کو جھنجھوڑا۔ مگر وہ ہوش میں کہاں تھی۔ وہ تو اس دنیا میں تھی جہاں اس کو پچھتاوے کے جال نے گھیرا ہوا تھا۔ نازش نے اس کی حالت کے پیش نظر اسے

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

مزید جھنجھوڑا جس پہ عائشہ نے آہستگی سے آنکھیں وا کیں۔ ان آنکھوں کے کھلتے ہی ان میں واضح بے چینی نظر آئی۔ نگاہیں خوبصورت سیلنگ پہ موجود نقش و نگار پہ مرکوز ہوئیں۔ ایک لمحے کو اسے کچھ سمجھ میں نہ آیا اور دوسرے ہی لمحے ہوش کی دنیا میں واپس آتے وہ تیزی سے اٹھی۔ نازش نے اس کو تھامنے کی کوشش کی مگر وہ اس کے سنبھالنے میں نہ آئی۔ بیڈ پہ موجود تکیوں کو زمین پہ پھینکتے، مخملی بیڈ شیٹ کو نوچتے، ڈریسنگ پہ موجود سامان کو زمین بوس کرتے وہ اس سب سے خود کو نکالنے کی کوشش کر رہی تھی۔

www.novelsclubb.com

"صبر کرو۔"

نازش صرف یہی کہہ پائی۔

"صبر۔۔۔۔"

وہ قہقہہ لگا کر ہنسی۔

"کسی کو قتل کرنے کے بعد قاتل کو صبر آجاتا ہے؟"

وہ پوچھ رہی تھی۔ وہ قاتل ہی تو تھی۔۔۔ اور ایک قاتل کا مقتول جب خواب میں بھی پیچھا نہ چھوڑے تو وہ قاتل کیسے سکون سے سو سکتا ہے؟

"وہ سب تمہاری وجہ سے نہیں ہوا۔"

دلاسہ دینے کو ایک بار پھر نازش نے اس کو دیکھتے ہوئے دہرایا۔ حالانکہ جانتی تھی کہ یہ الفاظ کسی طور مرہم ثابت نہیں ہو سکتے۔

"میں۔۔۔ میں ہوں وجہ۔ سب میری وجہ سے ہوا ہے۔ وہ میری وجہ سے۔۔۔"

اس سے اگلے الفاظ بولنے سے قبل ہی اس کی ٹانگیں شل ہوئیں اور وہ بے جان سی زمین پہ گرتی چلی گئی۔ پلکوں پہ ٹھہرے آنسوؤں نے اس کے شفاف چہرے کو بھگونا شروع کیا۔ ان شفاف قطروں کی نمی اس کے اندر کی تکلیف کو نکالنے سے

قاصر تھی۔ کئی گزری راتوں کی مانند یہ رات بھی اس کے لیے تاریک ثابت ہونے والی تھی۔

نازش جانتی تھی کہ یہ صرف پچھتاوا نہیں ہے۔

یہ محبت ہے یا شاید محبت کی انتہا

اور یہ محبت اب اسے پوری عمر سکون سے نہیں رہنے دے گی۔

"نازش" شہروز نے انہیں کندھے سے تھام کر ہلایا تو وہ گم صم سی ان کی طرف دیکھنے لگیں۔

"لقمان کا ایک بیٹا ہے۔ کیا آپ اس کو جانتی ہیں؟" وہ کچھ جاننے کے خواہش مند تھے۔

"میں گڑھے مردے نہیں اکھاڑنا چاہتی۔" ان کے جواب کو وہ سمجھ نہ پائے۔

www.novelsclubb.com

"مگر وہ تو چاہتا ہے۔"

"تو اسے اکھاڑنے دیں۔ وہ حق بجانب ہے۔" وہ واپس الماری کی طرف مڑ گئیں۔ عائشہ کی تکلیف اس کے اندر کا سکون نچوڑ چکی تھی۔

"اچھا یہ بتائیں حارث کیسا لگا؟" شہروز نے ان کی حالت جانچتے موضوع تبدیل کیا۔

"اچھا لڑکا ہے۔" انہوں نے حتی الامکان اپنے اندر کی بے چینی مخفی رکھتے سرسری سا جواب دیا۔

"بس اچھا؟"

"کیا ہم حارث پہ بعد میں بات کریں؟" انہیں فوری ان کی نظروں سے دور جانا تھا۔ ماضی کے منظر نے دوبارہ لوٹتے ان کے دل پہ کاری ضرب لگائی تھی۔ بہت سے زخم تازہ ہو گئے تھے۔ وہ رونا چاہتی تھیں۔ اور شہروز کے سامنے رو کر انہیں مزید

تکلیف نہیں پہنچا سکتی تھیں۔ بعض اوقات ہوتا ہے نا ایسا کہ ہم کسی اپنے کو کرب سے بچانے کے لیے اپنے کرب اپنے تک ہی محدود رکھ لیتے ہیں۔ وہ بھی ایسا ہی کر رہی تھیں۔

"ضرور۔ آپ فریش ہو جائیں۔ میں ریجا کے پاس جا رہا ہوں۔" ان کو تنہائی فراہم کرتے وہ کمرے سے باہر نکل گئے۔ نازش نے اپنی آنکھوں میں امڈتے آنسوؤں کو بہنے دیا۔

☆☆☆

www.novelsclubb.com

دروازے پہ دستک ہوئی تو ریجا نے لیپ ٹاپ سے نگاہیں ہٹائے بنا اجازت دی۔ شہروز اندر داخل ہوئے تو وہ باپ کو دیکھ کر مسکائی۔

"آئیے بابا"

"کیا کر رہی تھی؟"بستر پہ بے ترتیب پڑے نوٹس،ڈائریز،ائیر پوڈز،پین اور لیپ ٹاپ دیکھ ان کو سمجھ تو آ ہی چکی تھی کہ بیٹی نے آج پڑھنے کی کوشش کی ہے۔

"پریزنٹیشن ہے میری پرسوں۔بس اسی کی تیاری"انہوں نے سمجھتے ہوئے سر ہلا دیا۔پھر اس کے بیڈ کے دائیں طرف موجود ون سیٹر صوفے پہ بیٹھ گئے۔

"حارث سے کہاں ملیں آپ؟"

"یونیورسٹی میں"اس نے عام سے لہجے میں کہا۔کنٹین والی ملاقات وہ صفائی سے حذف کر چکی تھی۔شہروز کے ماتھے پہ بل پڑے۔وہ ریجا کی یونیورسٹی کیا کر رہا تھا؟

"کیا وہ آپ کو جانتا تھا؟"انہوں نے کچھ سوچتے ہوئے استفسار کیا۔

"نہیں"

"پھر وہ آپ کے ساتھ کیسے آیا؟"ان کے اندر شکوک پلنے لگے۔

"وہ دراصل ان کی گاڑی خراب تھی تو مجھے پاکستانی خیال کرتے انہوں نے مدد مانگی۔ اسی دوران انہیں فون کال آئی جس میں انہوں نے آپ کا نام لیا۔ پھر میں نے ان سے پوچھ لیا کہ کیا وہ آپ کو جانتا ہے۔"

"پھر؟"مزید جاننے کی خواہش کا اظہار کیا تو ریجا کے چہرے پہ کمال فخر اتر آیا۔

"انہوں نے آپ کی بے شمار تعریف کی۔ قسم سے سن کر مزہ آ گیا۔"وہ پر جوش سی بولی۔ شہروز اپنی بیٹی کے جھلے پن پہ گہرا سانس بھر کر رہ گئے۔

"تو آپ اس وجہ سے انہیں ساتھ لے کر آئیں کہ اس نے میری تعریف کی۔"

انہیں یقین کرنے میں دقت ہو رہی تھی۔

www.novelsclubb.com

"آف کورس بابا وہ آپ کو جانتے تھے۔ "اس نے فخریہ فرضی کالر جھٹکے۔ گویا ابھی بابا اسے میڈل سے نوازیں گے۔

"کوئی بھی آ کر آپ سے یہ کہے گا کہ وہ آپ کی ماما یا بابا کو جانتا ہے تو آپ اس کے ساتھ چلی جائیں گیں۔ "شہروز کے لہجے میں واضح تنبیہ محسوس کرتے اس کی ساری بہت دیر سے ہوا۔ وہ زبان دانتوں تلے دبا شوخی ہوا ہوئی۔ اسے اپنی غلطی کا اندازہ گئی۔ پھر ایک آنکھ بند کرتے صفائی پیش کرنی چاہی۔

"بابا میں اس کے ساتھ نہیں گئی تھی۔ وہ میرے ساتھ آیا تھا۔ "غلطی معلوم ہو جانے کے بعد کی صفائی یونہی چوروں کی طرح دی جاتی ہے جیسے ریجا دے رہی تھی۔

"ایک ہی بات ہے۔ "وہ بنا متاثر ہوئے بولے۔ وہ کچھ شرمندہ سی ہو کر سر جھکا گئی۔

"کیا آپ بھول گئیں میں نے آپ کو منع کیا تھا کہ کسی بھی غیر مرد کے ساتھ کہیں نہیں آنا جانا۔" وہ یاددہانی کروانا نہیں بھولے۔ ان کے انداز میں برہمی جھلک رہی تھی۔

"لیکن اس نے کہا تھا کہ وہ آپ سے ملنے ہی آرہا تھا۔"

اس بار آواز نا پختگی اختیار کر گئی۔

"ریحا" شہروز نے ٹوکا۔

"آئی ایم سوری بابا" وہ سر جھکا کر نادم ہوئی۔

"میں نے آپ کو لیٹ ڈاؤن کرنے کے لیے نہیں کہا۔ سر اٹھائیں۔" باپ کے کہنے پہ اس نے جھکا سر اٹھایا۔ شہروز نے بات جاری رکھی۔

"بس ایک ریمائنڈر دیا ہے۔ تاکہ آپ کو میری ہدایات نئے سرے سے یاد آ جائیں۔" ریحا نے مثبت انداز میں سر ہلایا۔ وہ صوفے سے اٹھ کر اس کے قریب

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

آئے۔

"کوئی لاکھ اچھا ہو۔ چاہے وہ آپ کے پورے خاندان سے آشنا ہو لیکن ایک غیر مرد ہو تو وہ آپ کے لیے محافظ کبھی نہیں ہو سکتا۔" یونہی کھڑے کھڑے بیٹی کو ساتھ لگاتے انہوں نے ناصحانہ انداز اپنایا تو اس نے سر ہلا کر سمجھنے کا عندیہ دیا۔

"آئندہ یہ غلطی نہیں ہو گی۔" وہ اچھی بیٹی تھی۔ باپ کے تحفظات کو خود کے لیے غنیمت سمجھتی تھی۔

"دیٹس لائک مائی پراوڈ ڈاٹر" اس کے بالوں پہ بوسہ دیتے وہ فخریہ گویا ہوئے۔ ان کی بیٹی ان کا مان رکھ لیا کرتی تھی۔

www.novelsclubb.com

"ماما ڈانٹیں گیں۔" اسے نئی پریشانی نے گھیرا تو وہ روہانسی ہو گئی۔

"ماما کو کون بتائے گا آپ کی غلطی کا؟" شہروز نے دائیں آنکھ کا کونا دباتے شرارت سے بھرے لہجے میں کہا تو ریحا کی باچھیں کھل گئی۔

"آئی لو یو بابا" تیزی سے بستر سے اٹھ کر باپ کے سینے سے لگتے اس نے جذباتی ہو کر کہا تو انہوں نے اس کی پیٹھ پہ چپت لگائی۔

"مکھن سے کام نہیں چلے گا۔ اپنی بیٹی کے ہاتھ سے بنی کافی چاہئے مجھے"

"دو منٹ میں لائی۔" وہ لیپ ٹاپ پہ ایک بھی نگاہ غلط ڈالے بغیر کمرے سے باہر بھاگی تو کرنل صاحب اپنی بیٹی کی تیزی دیکھ ہنس دیے۔

☆☆☆

اس نے مائیکرو ویو سے کیک باہر نکالا اور ٹوتھ پک سے اس کا پکنا جانچا۔ کامیابی کی صورت چہرے پہ فاتحانہ مسکراہٹ ابھری۔ اس نے اک ادا سے سنہری بال جھٹکے۔ گول ابھرے کیک کو سانچے سے باہر نکالتے اس نے ناک کے قریب کرتے اس کی خوشبو خود میں اتاری۔

"کیا مزیدار خوشبو ہے۔"زبان کو لبوں پہ پھیرتے اس نے للچائی نگاہوں سے خوب گولائی میں بیک ہوئے کیک کو دیکھا۔اپنے ہاتھ کی بنی شے کو کھانے کا لطف ہی الگ ہوتا ہے۔اسے تو ہاتھ میں لے کر ہی عجیب سرور آرہا تھا۔عائشہ خوشبو سونگھتے کچن میں آئیں تو اس کے ہاتھ میں کیک دیکھ اس کے قریب بڑھیں۔

"واہ دیکھنے میں تو بہت مزے کا لگ رہا ہے۔"انہوں نے دل سے تعریف کی۔

"ہو گا بھی۔آخر میں نے بنایا ہے۔"نادیدہ کالر جھٹکے اس کے لہجے میں تمکنت ابھری۔عائشہ اس کے انداز پہ مسکرائیں۔زخرف نور شاذونادر ہی کچھ پکاتی تھی اور جب پکاتی تھی تو دل وجان سے اس میں غرق ہو جاتی تھی۔پھر اپنی پکی چیز دیکھ دیکھ کتنی دیر فخر کرتی رہتی تھی۔

"سب سے پہلے آپ ٹرائی کریں۔"زخرف نے شیلف پہ موجود چھری اٹھا کر ان کو پکڑاتے پلیٹ میں رکھا کیک ان کے سامنے کیا۔انہوں نے چھری سے ایک

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

چھوٹا سا ٹکڑا کاٹا اور اسے منہ میں ڈالا۔ نرم و گرم ٹکڑے سے کافی کا ذائقہ منہ میں گھلا تو وہ ششدر سی اسے دیکھنے لگیں۔

"یہ تو کافی کیک ہے نور" ان کے انداز میں حیرت و بے یقینی تھی۔

"مجھے پتا ہے ماما" اس نے عام سے لہجے میں کہا۔

"مگر تم تو کافی۔۔۔"

"پلیز آپ بھی حدید کی طرح یہ مت پوچھنا کہ۔۔۔ کا۔۔ کاف۔فی۔۔۔" وہ تیزی سے بولتے بولتے اچانک تھمی۔اسے اپنے بولے گئے الفاظ کا احساس ہوا تو اس کے چہرے پہ تاریک سایہ لہرایا۔عائشہ نے اس کے چہرے پہ تغیر زدہ تاثرات دیکھ مصنوعی نظر انداز کرتے ایک اور ٹکڑا منہ میں ڈالا۔

"اس میں ابھی گنجائش باقی ہے۔" نور کو لگا وہ اس رشتے کی بابت بولی ہیں۔

"کس میں؟" شل ہوتے دماغ سے پوچھا۔

"کیک میں" عائشہ کے جواب نے اسے سابقہ کیفیت سے باہر نکالا۔ وہ زیادہ سوچ رہی تھی۔ اس نے گہرا سانس بھرا۔ پھر کیک والی پلیٹ لیے میز کی طرف آئی۔

"لائیں میں بھی چکھوں۔" ماں کے ہاتھ سے چھری لی۔ ایک چھوٹا سا ٹکڑا کاٹ کر پہلے اسے ہر زاویے سے گھورا۔ دیکھنے میں بھی کچا پن محسوس ہو رہا تھا۔ مگر اسے تسلی کرنی تھی۔ اس نے وہ ٹکڑا منہ میں ڈالا اور آہستہ آہستہ چبایا۔ واضح کچا پن محسوس کرتے اس کی پیشانی پہ بل پڑے۔

www.novelsclubb.com

"لیکن یہ کیسے ہو سکتا ہے۔ میں نے ہو بہو یوٹیوب والی ریسپی سے بنایا تھا۔" اس کے چہرے پہ تعجب کے ساتھ مایوسی در آئی۔ اتنی محنت بیکار گئی تھی۔ اگر اتنا وقت وہ کسی ٹک ٹاک ویڈیو کو ریکارڈ کرنے میں لگاتی تو یقیناً لاکھوں لوگ اس سے مستفید ہوتے۔ ہک ہاہ!

"جو چیز دکھائی جائے وہ سو فیصد درست ہو یہ بھی تو ضروری نہیں ہوتا۔" گہرے سمندر کی آخری تہہ سے نکلی آواز نے زخرف نور کو ماں کے تاثرات جانچنے پہ اکسایا۔

"لیکن جو لاعلم ہوں وہ کیا کرے؟" سوال تھا یا جواب وہ خود بھی طے نہ کر پائی۔

"اسے چاہئے کہ مستند ذرائع سے معلومات لے۔" سادگی سے کہتے انہوں نے کیک کا مزید ایک ٹکڑا کاٹا۔

"اگر مجھ سے پوچھ لیتی تو میں کہتی کہ تم اس میں بیکنگ پاؤڈر اور بیکنگ سوڈا کی مقدار میں کمی کر گئی ہو۔" وہ ٹکڑا منہ میں ڈالتے انہوں نے اسے اصل مسئلہ بتایا تو وہ روہانسی ہو گئی۔

"اب کیا ہو گا؟" کہنے کو صرف ایک معمولی سی کمی سے اس کی ساری محنت اور تمام اجزاء ضائع ہو چکے تھے۔

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

"یہ تو تم سوچو۔ اس فیصلے کا اختیار تمہارے پاس ہے۔"

وہ اس کے کاندھے پہ تھپکی دیتے چلی گئیں اور نور سر پکڑے بیٹھ گئی۔ اس نے نظر اٹھا کر کیک کو دیکھا۔ اس کا دل چاہا اس ویڈیو کے کمنٹ سیکشن میں جا کر کھری کھری سنائے یا اپنے سوشل میڈیا کا اثرورسوخ استعمال کر کے اسے کوسے۔ مگر پھر اپنی عزت کا خیال آ گیا۔

"فینز کیا کہیں گے مجھے کیک تک بنانا نہیں آتا۔" ہر طرح سے سوچتے وہ بالآخر اس نتیجے پہ پہنچی کہ وہ بس خاموشی سے اس کیک کو گھورے گی۔ اور وہ کچھ کرنا بھی نہیں چاہتی تھی۔

اس نے دوبارہ وہ ویڈیو کھولی اور اس کے نیچے تمام کمنٹس پڑھنے لگی۔ زیادہ تر لوگوں کو اس ریسپی نے فائدہ دیا تھا۔ مگر ضروری تھوڑی نا ہوتا ہے کہ جو چیز دوسروں کے لیے مفید ثابت ہو وہ آپ کے اپنے لیے بھی کارگر ہو۔

www.novelsclubb.com

جب وہ مثبت کمنٹس پڑھ کر بے زار ہو گئی تو کیک کو وہیں میز پہ رکھے بیزار سی اپنے کمرے میں چلی آئی۔

☆☆☆

وہ اندر آیا تو کنزہ کو اپنا منتظر پایا۔ گہرے سبز رنگ کی ہائی نیک پہ سیاہ کوٹ پہنے اور سیاہ جینز کے نیچے آکسفورڈ بوٹ پہنے وہ کس قدر ہینڈسم دکھ رہا تھا۔ کنزہ کی ستائشی نگاہوں نے بخوبی اس کی وضاحت کر دی تھی۔ اس کے ہاتھ میں پھولوں کا گلدستہ اور کیک کا ڈبہ دیکھ کنزہ نے بیک وقت حیرت و مسرت سے اسے دیکھا۔

"ہیپی برتھ ڈیٹ کنزہ وجدانی" سر کو خم دیتے جس انداز میں حدید نے اسے وش کیا کنزہ ابراہیم کے چہرے کی رونق میں اسی رفتار سے اضافہ ہوا۔ اس کے ہاتھوں سے پھولوں کا گلدستہ تھام کر ان کی خوشبو کو خود میں اتارتے وہ معطر ہوئی۔ اس نے حدید پہ نگاہ محبت ڈالی۔ پھر مان سے گویا ہوئی۔

"میرا کیک" اس کے ہاتھ میں پکڑے کیک کو لینے کے لیے ہاتھ بڑھاتے وہ مسرت و انبساط کا عملی پیکر دیکھی۔

"یہ لو تمہارا کیک" حدید نے کیک اس کے ہاتھ میں تھمایا۔

"تمہیں یاد تھا۔" مشکوک نگاہوں سے دیکھتے پوچھا۔

"اممم۔۔۔" وہ گڑبڑایا۔ پھر ہاتھ سر کی پشت تک لے کر جاتے گردن مسلی۔ کنزہ نے اس کی حرکات و سکنات سے ہی جواب اخذ کر لیا۔

"حدید" خشمگیں نگاہوں سے گھورتے ہوئے اس نے کچن میں قدم رکھا۔ وہ خجل سا ہو کر اس کے پیچھے آیا۔

"سالگرہ پہ ایسے سوال نہیں پوچھتے۔" وہ دامن بچا رہا تھا۔

جانے یہ لڑکیاں سالگرہ کو اتنا سنجیدہ کیوں لے لیتی ہیں؟

www.novelsclubb.com

"سالگرہ یاد بھی رکھتے ہیں۔" آنکھیں چھوٹی کرتے اس نے ڈپٹنے والے انداز سے کہتے کیک کو فریج میں رکھا اور اس کی طرف مڑی۔

"کنزہ۔۔۔"وہ کچھ کہنے کی تگ ودو کر رہا تھا۔کچھ ایسا جو مقابل کو اس کے خاص دن پہ مسرت سے خالی نہ کرتا۔ مگر اس سے جھوٹ کہنا مشکل تھا۔وہ لڑکی اس کے ہر جھوٹ کو پکڑ لیتی تھی۔

" تمہیں یاد ہوتا تو صبح ہی وش کر دیتے۔"سینے پہ ہاتھ باندھ کر خفگی سے کہتے اس نے حدید کی چوری پکڑی تو اس نے چہرے پہ ہاتھ پھیرا۔ کنزہ نے اس کے ہونٹ کے کنارے پہ موجود زخم کو دیکھا تو وہ شخص اپنی مکمل شبیہہ سمیت اس کی آنکھوں کے پار اتر آیا۔اس نے جھر جھری لی۔

"دوبارہ نظر آئے تو حدید کے حصے کا بدلہ میں لوں گی۔"

دل ہی دل میں اس نے برہان کمال کو دھمکی دی۔ اس کے سامنے دیتی تو با خدا وہ اپنا چہرہ اس کے قریب کر کے کہتا" تمہارا ہوں۔ جو جی میں آئے کرو۔ "مگر آہ! برہان کمال کی ایسی قسمت کہاں تھی۔

"کیا ہے بھئی تمہارے تو گلے شکوے ہی ختم نہیں ہو رہے۔ میں ڈیڈ کے پاس جا رہا ہوں۔ "وہ مزید اس کی خائف نظروں سے پرے ہونے کی خاطر بولا۔ کنزہ چونک کر کسی خیال سے باہر نکلی۔

"بابا گھر پہ نہیں ہیں۔ "بال کان کے پیچھے اڑستے اس نے عام سے لہجے میں جواب دیا۔ پھر کچن سے باہر نکلی۔ حدید نے پیچھے سے ہی سوال داغا۔

"ویسے ایک راز کی بات پوچھوں؟"

"ہوں"

"ڈیڈ نے وش کر دیا؟"

"وہ تمہاری طرح مجھے فراموش نہیں کرتے۔"ایک مصنوعی کٹیلی نظر اس پہ ڈالتے اس نے جس طرح باور کروایا حدید کو اپنے سوال پہ جی بھر کر غصہ آیا۔

"یا خدا! کنزہ جان چھوڑ دیا کرو ایک چیز کی۔"وہ حقیقتاً اس شکوے شکایتوں سے اکتا چکا تھا۔

" گفٹ کہاں ہے میرا؟" کنزہ نے ہتھیلی پھیلائے نئی فرمائش ظاہر کی تو حدید نے زور سے آنکھیں میچیں۔ آہ۔۔۔ گفٹ بھی تو دینا ہوتا ہے۔ وہ یہ کیسے بھول گیا۔

"اب مجھ سے گفٹ لو گی؟"وہ اسے ٹالنے کی نیت سے گویا ہوا۔

"ہاں کیونکہ تحفے دینا اور لینا اچھی بات ہوتی ہے۔" وہ کہہ نہ سکی کہ تحفے دینے اور لینے سے محبت بڑھتی ہے۔

"مجھے نہیں معلوم لڑکیوں کو کیا اچھا لگتا ہے۔ آج شام میرے ساتھ جا کر لے لینا۔" وہ اسے مزید ناراض نہیں کر سکتا تھا۔

"اب مکر مت جانا۔" لہجے میں واضح تنبیہ تھی۔

"پرامس" اس نے وعدہ کر لیا۔

"بیٹھو میں تمہارے لیے ایسپریسو لاتی ہوں۔" اسے صوفے پہ بیٹھنے کا اشارہ کرتے وہ کچن کی جانب بڑھنے لگی تو حدید نے روک دیا۔

"برتھ ڈے ہے تمہارا۔ کام کرتی اچھی لگو گی۔"

"اپنوں کے لیے کام کرنے میں زماں و مکاں تھوڑی نا دیکھتے ہیں۔"

"اتنی گہری گہری باتیں چھوڑو۔ یہاں بیٹھو اور ایک سوال کا جواب دو۔" وہ اس کے ساتھ والے صوفے پہ نشست سنبھال گئی۔

"پوچھو" دائیں ہاتھ کی مٹھی بنائے ٹھوڑی تلے رکھے اس نے فرصت سے کہا۔

"ٹیکنیکلی اور لاجیکلی تو ہم برتھ ڈیٹ مناتے ہیں۔ پھر برتھ ڈے کیوں کہتے ہیں۔"

وہ سوال پوچھتے ہوئے خاصا محظوظ ہوا۔ وہ زید سے بھی یہ سوال پوچھ چکا تھا۔ اور جواب اس نے اپنی طرح الٹ ہی دیا تھا۔

"کیونکہ ہمارا دل کرتا ہے اور دل تو بچہ ہے نا۔" زید کے جواب پہ تو وہ سخت بدمزہ ہوا تھا۔ لیکن شاید کنزہ کچھ بہتر جواب دے دیتی۔

"یہ کیسا سوال ہے۔" ٹھوڑی تلے موجود ہاتھ کو ہوا میں سوالیہ لہراتے اس نے ہونق پن سے پوچھا۔

www.novelsclubb.com

"لاجک تو ہے۔" مراد وجدانی کی آمد اچانک ہوئی تھی۔

"پولیس آفیسر ہونے کا ثبوت دینا لازمی ہوتا ہے کیا؟" حدید نے ان کی ریڈ مارنے والی آمد کے پیش نظر آنکھیں سکوڑ کر کہا تو مراد نے کندھے اچکا دیے۔

کنزہ چچا کی آمد پہ خوشی سے اٹھ کھڑی ہوئی۔

"ہیپی برتھ ڈے میری نازک گڑیا" کنزہ کے گرد بازو پھیلائے اس کے ماتھے پہ بوسہ دیتے انہوں نے محبت سے مبارکباد دی۔

" گڑیا تو ٹھیک ہے پر نازک تو نہ کہیں۔" ہونٹ باہر کو نکالے اس نے معصوم سا شکوہ کیا۔

"جو حکم ملکہ عالیہ" انہوں نے سر تسلیم خم کرتے کہا تو کنزہ جھینپ گئی۔

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

"آنٹی کے حصے کا لقب مجھے تو نہ دیں۔" اتنی برجستگی سے کہے جانے والے الفاظ پہ ایک پل کو مراد بھی ساکت ہو گئے۔

"کیا میں غلط وقت پہ آ گیا ہوں۔" افان کی آمد بھی اپنے باپ کی طرح دھما کے دار ہی تھی۔ مراد نے آنکھیں زور سے میچیں۔ کنزہ کو فوری ہی فکر نے آن گھیرا۔ کہیں افان نے اس کا آخری جملہ تو نہیں سن لیا۔ او خدایا پلیز نہیں۔ وہ افان کی جانب مڑی۔ چہرے پہ اس کی وہی معصومیت سے لبریز مسکراہٹ عیاں تھی۔

"آپ لوگ جانتے ہیں اتنے سالوں سے مجھے سب سے پہلے وش کرنے کا ریکارڈ آج تک افان کے حصے میں ہے۔" ماحول میں پیدا ہوتے سرد پن کو اس کی آواز نے فوراسے پہلے گرماہٹ میں تبدیل کر دیا۔ حدید نے کندھے اچکائے۔ افان خوشی سے سرشار ایک صوفے پہ جا کر بیٹھ گیا۔

" گفٹ پسند آیا؟" سب صوفوں پہ براجمان ہوئے تو افان نے نگاہیں ادھر ادھر سے محفوظ رکھتے صرف کنزہ کو مخاطب کیا۔

" بہت سے بھی زیادہ" اس نے پسندیدگی کا عندیہ دیا تو افان کے چہرے پہ خوشی پھیلی۔ مراد نے کن اکھیوں سے بیٹے کو دیکھا۔ اتنے پاس ہونے کے باوجود وہ کتنا دور جا کھڑا ہوا تھا۔ مراد وجدانی کو اپنی ساری ڈگریاں ردی کا ڈھیر لگنے لگی تھیں۔ وہ آہستہ آہستہ اپنے بیٹے کو کھو رہے تھے یا شاید کھو چکے تھے۔ ندامت و بے بسی سے افان کو دیکھتے وہ ایک ہارے ہوئے باپ دکھ رہے تھے۔ حدید کی نظروں سے کچھ بھی مخفی تو نہ تھا۔ مگر وہ کسی کے ذاتی معاملے میں مداخلت کرنے کا قائل نہیں تھا۔ لہٰذا خاموشی سے بیٹھا رہا۔ ملازمہ نے سب کو سرو کیا۔ چار لوگوں کی موجودگی میں بھی ماسوائے کنزہ کسی کی آواز نہ آرہی تھی۔ وہ جس کو مخاطب کرتی وہ یک لفظی یا دو لفظی جواب دے دیتا اور پھر خاموشی چھا جاتی۔

www.novelsclubb.com

ماحول میں چھایا سرد پن کنزہ کی بھرپور کوشش کے باوجود ختم ہو کے نہیں دے رہا تھا۔

☆☆☆

ابراہیم کی آمد پہ سب نے مل کر کیک کاٹا۔ چند مخلص رشتوں کی موجودگی میں اس نے زندگی کی ایک اور بہار دیکھ لی تھی۔

"ہم صبح ایک کیک کاٹیں گے۔ صرف تم اور میں" کیک کی پلیٹ میز پہ رکھتے افان نے کنزہ کے کان کے پاس سرگوشی کی تو اس نے سمجھتے ہوئے سر ہلا دیا۔

وہ کافی دیر سے افان کا غیر آرام دہ ہونا محسوس کر رہی تھی۔ غالباً وہ اسی لیے کہہ رہا تھا۔

www.novelsclubb.com

"میں مزید نہیں رک سکتا۔ مجھے امید ہے تم مجھے سمجھ سکتی ہو۔" کنزہ نے آنکھوں سے مثبت اشارہ کیا جس پہ وہ مشکور ہوا۔ کنزہ اسے چھوڑنے گیٹ تک آئی جو ڈنر کیے بغیر ہی پلٹ رہا تھا۔

"افان" اس نے جاتے ہوئے افان کو رکنے پہ مجبور کیا۔ افان نے کم فہمی سے اسے دیکھا۔

"میری خاطر ایک بار۔۔۔ بس ایک بار چچا کو صفائی دینے کا موقع دے دو۔" وہ التجائیہ ہوئی۔ اور افان مراد، کنزہ ابراہیم سے التجا کروانے سے قبل ڈوب نہ مرتا۔ اس نے فوری ہاں میں سر ہلا دیا۔ البتہ الفاظ کہنے کی ہمت اس میں مفقود تھی۔

کنزہ کے لیے یہی بہت تھا کہ کم از کم وہ مان گیا ہے۔

"تھینک یو۔۔۔ تھینک یو سو مچ" اس نے شدت جذبات سے شکریہ کہتے اپنے ممنون ہونے کا عندیہ دیا۔ افان اس کی نرم دلی پہ ہنس پڑا۔ پھر اسے الوداع کہہ گیا۔ اور

کنزہ جانتی تھی کہ وہ باپ کی موجودگی سے خائف جلدی سے یہاں سے رخصت ہوا ہے۔ ورنہ اسے حدید کی چنداں پروا نہیں تھی۔ وہ واپس آئی تو ابراہیم اور مراد دونوں ہی غائب تھے۔ البتہ حدید فون پہ مصروف تھا۔

"باقی سب کہاں ہیں؟" اس نے حدید سے پوچھا تو اس نے ابراہیم کے کمرے کی طرف اشارہ کر دیا۔ کنزہ نے سمجھتے ہوئے سر ہلایا۔ پھر اسے فون پہ مصروف دیکھ خود کچن میں چلی گئی۔ وہ واپس آئی تو اس کے ہاتھ میں دو مگ تھے۔ ایک مگ خود تھامے اس نے دوسرا مگ حدید کے حوالے کیا جو اس نے شکریہ کہتے وصول کیا۔ چند ہلکی پھلکی باتوں کے بعد وہ ابراہیم کو مطلع کیے اسے لیے گھر سے باہر نکلا۔ کنزہ کو تحفہ دلانا ابھی باقی تھا۔

☆☆☆

ابراہیم کے کمرے میں آو تو ایک غائبانہ پچھتاوا فضا میں گھلتا محسوس ہو رہا تھا۔ پچھتاوا جو انسان کو بے سکونی کی ایسی کیفیت کی ہمیشگی دیتا ہے جو مرتے دم تک سکون نہیں لینے دیتی۔ تیز بلب کی روشنی کے باوجود ان کے چہروں پہ تاریک سایے لہرا رہے تھے۔ وہ دونوں بھائی آمنے سامنے بیٹھے تھے۔ ایک کے چہرے پہ گہری سوچ کی پرچھائیاں تھیں تو دوسرے کے تاثرات میں حزن و ملال شامل تھا۔

"تم نے اسے خود سے بدظن کر لیا ہے۔" وہ قدرے افسوس سے بولے تو مراد نے ندامت و شرمندگی سے سر جھکا لیا۔

"لیکن میں نے ہمیشہ اس کی تربیت پہ توجہ دی ہے۔" وہ بولے تو لہجہ ناپختگی اختیار کیے ہوئے تھا۔ ابراہیم نے گہرا سانس بھرا۔

"اپنے بچے کا موازنہ دوسرے بچے سے کر کے آپ اپنی اولاد کو خود سے متنفر کر

www.novelsclubb.com

لیتے ہیں۔ اپنے بچوں کا کسی سے موازنہ نہیں کرتے۔ آپ کا بیٹا یا بیٹی فلاں نہیں کر رہی جو دوسرے کا بیٹا یا بیٹی کر رہی ہے۔ اس کا کیا یہ مطلب ہوا کہ آپ ان کی شخصیت کو فراموش کیسے ان کی ذات مسخ کر دیں؟" وہ حق گوئی کا پرچار کرنے پہ آئے تو مراد نے خود کو زیر زمین محسوس کیا۔ مگر اندر کسی شے نے انہیں تنگ کیا۔ غالبا دماغ نے فوری اقرار جرم کی اجازت نہ دی۔

"میں اس کے مقابل کسی کو نہیں لایا بھائی" وہ شاید خود کو دلاسہ دے رہے تھے۔ مگر غلط کر رہے تھے۔

"تم لائے ہو۔ شروع سے لاتے آ رہے ہو۔" ابراہیم نے جتا کر کہا تو وہ سر جھکا گئے۔ ندامت، احساس شرمندگی، احساس گناہ سب ایک ساتھ وارد ہوا۔ وہ جانتے تھے انہوں نے ہمیشہ افان کا حدید سے مقابلہ کیا تھا۔ انہوں نے ہمیشہ اپنے بیٹے کو دوسرے کی صلاحیت سے جانچا تھا۔ ان کا پیمانہ غلط رہا تھا۔ انہوں نے اپنے

ہاتھوں سے اپنی اولاد کو کھو دیا تھا۔

"میں اسے اونچی پرواز دینا چاہتا تھا۔" وہ بولے تو لہجہ شکست خوردہ تھا۔ ان کا طریقہ غلط ہو سکتا تھا مگر نیت نہیں۔

"مگر تم نے اس کے پروں پہ گوند لگا دی۔ اب وہ پر زمین پہ چپک گئے ہیں تو تم چاہتے ہو کہ وہ اڑان بھرے۔" وہ استہزایہ گویا ہوئے تو مراد کو اپنے خسارے سے آشنائی ہوئی۔ وہ خود قصوروار تھے۔ اولاد کو جو بھروسہ والدین سے چاہئے ہوتا ہے وہ افان کو وہ بھروسہ دینے میں ناکام ٹھہرے تھے۔

www.novelsclubb.com ☆☆☆

وہ بے دھیانی سے سڑک کے کنارے پیدل چلنے والی جگہ پہ دھیمے اور سست قدموں سے چل رہی تھی جب اس کی نظر سامنے موجود ہوٹل کی طرف اٹھی۔

جانے کونسی کشش تھی کہ وہ انہی قدموں سے اس ہوٹل کے اندرونی احاطے میں داخل ہو گئی۔ اچانک دماغ جاگا تو خود کو یہاں پا کر اس کے حواس جھنجھلا گئے۔

"یہ میں کہاں چلی آئی ہوں۔"

اپنی غائب دماغی پہ کڑھ کر پونی ٹیل میں مقید بالوں کو زور سے دبوچا تو سر کے اوپر کس کے بندھے بال قدرے ڈھیلے ہو گئے۔ تیز قدموں سے باہر کو نکلتے راستے پہ چلتے وہ کسی وجود سے بہت زور سے ٹکرائی۔ سر کو تھام کر لڑکھڑاہٹ پہ قابو پائے اس نے مقابل کو دیکھنا چاہا کہ اس مردانہ آواز پہ منشاء درانی کے مختل حواس جم سے گئے۔

"منشاء یہ تم ہو؟" اس کے سامنے افان مراد مجسم کھڑا تھا۔ اور منشاء درانی کے حواس سلامت تھے حیرت تھی۔ اس نے جلد بازی سے اس کے دائیں طرف سے ہو کر گزرنا چاہا جب وہ دوبارہ اس کے سامنے آ گیا۔

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

"منشاء درانی یہ تم ہی ہو نا؟" افان کا انداز پر تپاک تھا یا پر تفتیش۔ وہ اندازہ نہیں کر پائی۔

"Sorry I can't understand your language"

وہ مکمل لاعلمی کا اظہار کرتے انگریزی میں بولی تو افان کچھ محتاط ہوا۔ ایسا تو ممکن ہی نہیں تھا کہ منشاء درانی کو اردو سمجھ میں نہ آتی۔ اسے یقینا پہچاننے میں غلط فہمی ہوئی ہے۔

"Sorry Actually your face resembles with someone whom I know".

اس نے ہاتھ کھڑے کرتے صفائی پیش کی۔ البتہ افان کی گہری نگاہیں اس لڑکی کے چہرے اور تاثرات کو بغور جانچ رہی تھیں۔ اتنی مماثلت کیسے اور کیونکر ممکن ہو سکتی تھی۔

www.novelsclubb.com

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

"Oh I can understand. It's okay"

وہ شائستگی سے مسکراتے بے نیازی ظاہر کرتے باہر کو نکلی۔ افان نے اس کی پشت دیکھی۔ پھر کندھے اچکا کر اندر بڑھ گیا۔

کھلی فضا میں ہوتے ہوئے بھی منشاء کو آکسیجن کی کمی محسوس ہوئی۔ اس نے سینے پہ دباؤ ڈالا مگر سانس تھا کہ آکر نہیں دے رہا تھا۔ کتنی ہی بار سانس لینے کی کوشش کی تو بالآخر سانس بحال ہو گیا۔ اسے احساس ہوا کہ وہ آج بھی اسی مقام پہ کھڑی ہے جس کا ادراک اسے کئی ماہ قبل ہوا تھا۔

"ہمت کرو منشاء! تم وہ سب بھول چکی ہو۔" کس سے جھوٹ بول رہی تھی وہ۔ کس کو دھوکہ دے رہی تھی وہ۔ کیا انسان خود سے اور اپنے جذبات سے فرار حاصل کر سکتا ہے؟

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

☆☆☆

یہ وسیع و عریض رقبے پہ پھیلا وجدانی فارماسیوٹیکلز کا پروڈکشن ڈیپارٹمنٹ تھا۔ اس سے پہلے تک اس کا محض پاکستان کی ہی ایک انڈسٹری کا تجربہ تھا۔ وہاں بھی بس چند ماہ کا۔ اسی لیے یہاں کا پروڈکشن ڈیپارٹمنٹ دیکھ وہ خاصا چونکی ہوئی تھی۔ دوائیوں کی اتنی کثیر کھیپ دیکھ وہ حقیقتاً متاثر ہوئی تھی۔ آلات کو چھو کر گہری جانچتی نگاہوں سے دیکھتے وہ گویا کوئی نئی تھیوری لکھ ڈالنے والی تھی۔ ابھی اسے یہاں آئے چند دن ہی گزرے تھے۔ لیب سے نکل کر فلور پہ کام کرتے ورکرز کا جائزہ لینے کی نیت سے وہ باہر آئی تھی جب آن کی آن میں اسے ایک شخص مشینوں اور کنٹینرز کے درمیان گھسے فون پہ بات کرتا دکھائی دیا۔ اس کی پیشانی پہ خاصے بل واضح ہوئے۔ اس کے اندر کی ممتا یک دم ہی جاگی اور وہ آگے دیکھ نہ پیچھے اس شخص کے قریب بڑھ گئی۔ پھر اپنی آواز کو خاصا بلند کرتے شور

میں کھڑے اس شخص کو پکارا۔ مگر مقابل کو شاید اس کی آواز پہنچ نہیں پا رہی تھی۔ اس بار منشاء نے حلق تک پھاڑنے سے بھی گریز نہ کیا۔

"او ہیلو بات سنو میری" گلا پھاڑ کر ہاتھ سے اشارے کرتے اس نے بالآخر مقابل کی توجہ پا ہی لی۔ افان نے کم فہمی سے اسے دیکھا۔

"بیوقوف انسان! تمہیں ذرا اندازہ نہیں کہ یہاں کھڑے ہونا کتنا خطرناک ہے۔" وہ بانگ دہل مقابل کو لتاڑنے لگی تو افان نے بھونچکا اس کی طرف دیکھا۔ پھر ارد گرد نگاہیں دوڑائیں۔ غالباً وہ کسی اور سے مخاطب تھی۔ مگر ارد گرد صرف مشینیں دیکھ اسے خود بھی عجیب محسوس ہوا۔ فون پہ بات کرتے ہوئے وہ جانے یہاں کیسے پہنچ گیا تھا۔

www.novelsclubb.com

"باہر نکلو۔ اب کس مراقبے میں چلے گئے ہو۔" اس سے قبل کہ وہ خود باہر نکلتا مقابل کے پھاڑ کھانے والے انداز نے اسے واقعتاً زچ کر دیا۔ وہ مشینری سے دور آیا تو منشاء اسکے سر پہ آدھمکی۔

"تمہارا دماغ خراب ہے یا گھر سے کچھ نشہ آور کھا کر نکلے تھے۔ دکھائی نہیں دے رہا کیمیکلز سے بھرے کنٹینرز میں جا کر کھڑے ہو۔ اور مزے دیکھو لارڈ صاحب کے ہنس ہنس کر گپیں ہانک رہے ہیں۔ ساتھ کھڑے شخص کی آواز تک سنتی نہیں ہے اتنے شور میں اور ان جناب نے جانے کونسی آن لائن کلاسز دینے کی ٹھانی ہوئی ہے۔" وہ بولنے پہ آئی تو ایسا شروع ہوئی کہ افان مراد کو لگا وہ خاموش نہیں ہو گی۔ ہاتھ نچا نچا کر کہتے وہ جانے خود کہاں کی منسٹر لگی تھی۔ افان ہونق پن سے اسے دیکھتا رہا۔ اس سے قبل کہ وہ مقابل کی زبان روکتا منشاء پھر نان سٹاپ پٹری پہ چڑھ چکی تھی۔ اس نے دور کھڑے ورکر کو ہاتھ کے اشارے سے قریب آنے کو

www.novelsclubb.com

کہا۔ وہ جو افان کی در گت بنے دیکھ پریشان حال کھڑا تھا۔ منشاء کی پکار پر سچ میں ہڑ بڑا گیا۔

"تم ادھر آو۔ سنائی نہیں دے رہا۔ "بار عب جھڑک پہ ور کر مرتا کیا نہ کرتا کے مصداق ان کے قریب آیا۔ افان کی آنکھوں میں واضح ناپسندیدگی اور اکتاہٹ دیکھ اس نے آنکھیں میچیں۔

"اس کو لے کر جاو اور اس کے منہ پہ ٹھنڈے پانی کے چھینٹے مارو۔ "اب کہ منشاء نے حد پار کر دی تھی۔ افان نے غصے سے جبڑے بھینچے۔

www.novelsclubb.com

"میم یہ۔۔۔ "ور کر ہکلایا۔

"عجیب پاگل پن ہے بھئی۔ سینئر کچھ کہہ رہی ہے بات مانو۔ "اس نے تفخر بھرے انداز میں کہتے اپنے سینئر ہونے کا رعب جھاڑا تو افان دانت پیس کر رہ گیا۔ ور کر نے افان کو منہ کھولتا دیکھ صفائی دینی چاہی۔

"افان صاحب یہ نئی ہیں۔"دونوں بازو آگے کو باندھے وہ مودب سے انداز میں بولا تو منشاء کو کچھ غلط ہونے کا احساس ہوا۔

"لگ رہا ہے۔"چبا کر کہتے اس نے اندر کا اشتعال دبایا۔

"کون ہے یہ ؟"منشاء کو کچھ گڑبڑ محسوس ہوئی تو آخر اس نے مکمل گفتگو میں پہلی کام کی بات پوچھی۔

"مجھ سے براہ راست پوچھ لیں۔"افان نے طنزیہ کہا تو منشاء کی انا جاگ گئی اور ٹھیک ٹھاک حاوی بھی ہو گئی۔

www.novelsclubb.com

"ہاں تو میں ڈرتی ہوں۔بولو۔" کمر پہ ہاتھ رکھے وہ مقابل کو مکہ دے مارنے کی حد تک تیار کھڑی تھی۔افان نے اس کے جارحانہ تیور دیکھے۔یہ لڑکی بے حد بد مزاج،بد تمیز،بد سلوک،اکھڑ اور گھمنڈی تھی۔افان پہ منشاء کا پہلا تاثر بہت خراب تھا۔

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

"مس کی ذرا ٹریننگ کروائیں۔ انہیں اس کی اشد ضرورت ہے۔" خاصے سخت لہجے میں کہہ کر وہ اس پہ ایک نگاہ غلط ڈالے بغیر چلا گیا اور منشاء ہونق بنی اسے جاتا دیکھتی رہ گئی۔

"میم یہ ابراہیم صاحب کے بھتیجے ہیں۔" اب ورکر نے اسے صدمہ دینے کی ٹھانی۔

"کون ابراہیم ہاں؟" وہ ہتھے سے اکھڑ گئی۔ اس افان نامی شخص کی ہمت کیسے ہوئی اسے یہ کہنے کی کہ اس کی ٹریننگ کروائے۔ وہ اپنی اعلی تعلیم اور قابلیت کی بنیاد پہ یہاں آئی تھی۔ کسی کے باپ کی سفارش کی بدولت نہیں۔

www.novelsclubb.com

"ابراہیم وجدانی۔۔۔ وجدانی فارماسیوٹیکلز کے چئیرمین" ورکر نے دھماکہ کرتے وہاں سے جانے میں عافیت جانی۔ البتہ منشاء کے سامنے سارا ڈیپارٹمنٹ گھوم گیا۔ اس نے ایک مشین کا سہارا لیا۔ پھر ہاتھ پہ حرارت محسوس کرتے فوری پیچھے ہٹی۔

"دھت تیری کی۔ بیوقوف انسان اتنی مشکل سے یہاں نوکری ملی تھی۔ وہ بھی گنوا دی۔ اتنے مشورہ دینے کی عادت کیوں ہے تمہیں؟ یا اللہ! ماں کو کیا جواب دوں گی۔" مسلسل بجتے ہارن کی آواز پہ وہ تخیل سے باہر نکلی۔ معذرت کرتے وہ کنارے بنے فٹ پاتھ پہ چلنے لگی۔

"کاش میں کبھی وجدانی فارماسیوٹیکلز نہ جاتی۔ کاش!" اس نے خود سے شکوہ کیا۔ مگر ہونی کو کون ٹال سکتا تھا؟ قسمت میں غم لکھے ہوں تو انسان کیسے خود کو محفوظ رکھے۔

www.novelsclubb.com

☆☆☆

کنزہ اس کی گاڑی میں آ کر بیٹھی تو اس نے انجن آن کیا اور گاڑی سڑک پہ ڈال دی۔ رات نے شہر کو اپنی سیاہی کی چادر اوڑھا رکھی تھی مگر یہ اندھیرا محض پردہ نہیں تھا۔ اس کے نیچے روشنیوں کا ایک نیا جہان آباد تھا۔ فلک بوس عمارتیں،

جگمگاتے ستاروں کی مانند چمک رہی تھیں جیسے زمین نے آسمان سے زیادہ چمک پیدا کر دی ہو۔ چوڑی سڑکوں پر گاڑیوں کی قطاریں تیز روشنی کے تیروں کی طرح دوڑتی دکھائی دے رہی تھیں۔ سگنل پر رکنے اور چلنے والی گاڑیوں کی سرخ و سبز روشنیاں کسی غیبی ساز کی مانند جھلملا رہی تھیں۔

بل بورڈز پر بدلتی ہوئی برقی تصاویر رنگ بکھیرتے ہوئے ایسا تاثر دے رہی تھیں گویا ہر تصویر جتا رہی ہو کہ وقت ٹھہرا نہیں بلکہ سب کچھ آگے بڑھ رہا ہے۔

ریستورانوں اور کیفے کی شیشے کی دیواروں سے جھانکتی زندگیاں نیون لائٹس کی روشنی میں ایک الگ ہی داستان سنا رہی تھیں۔ ہوا میں شور کی گونج تھی۔ لیکن یہ شور بے ترتیب نہیں تھا۔ یہ ترقی کا شور تھا۔ یہ ایک ترقی یافتہ ملک کا شہر تھا۔ یہ شہر رات کو بھی دن کی طرح روشن رہتا تھا۔ اور یوں محسوس ہوتا تھا جیسے وقت یہاں تھکتا ہی نہیں۔

یہ ایک ایسی دنیا تھی جو آگے بڑھنے کے خمار میں مگن تھی۔ جہاں رات بھی خواب

نہیں دیکھتی بلکہ جاگ کر خوابوں کو حقیقت میں ڈھالتی تھی۔ پورا راستہ ان میں یونیورسٹی کے سلسلے میں ہی باہمی گفت وشنید ہوتی رہی۔ وہ اپنی ڈگری کے حوالے سے کچھ تحفظات بیان کر رہی تھی جس کو حدید بغور سنے اسے ناصحانہ انداز میں مشورے دے رہا تھا۔ شاپنگ مال کے قریب پہنچ کر حدید نے گاڑی روکی تو کنزہ نے بات کرنا چھوڑ سامنے دیکھا۔

"یہاں سے تو کچھ نہیں لوں گی۔" اس نے کورا انکار کیا تو حدید کے انداز میں لاعلمی جھلکی۔

"پھر؟"

"اترو گاڑی سے" وہ کچھ جوش سے بولی۔

"کیا؟"

"اترو فورا" اسے اشارہ کرتے وہ خود گاڑی کا دروازہ کھول کر باہر نکلی۔ حدید اسے کم فہمی سے دیکھتے باہر نکلا۔ پھر ابرو اچکائے۔

"اس طرف جا کر بیٹھو۔" خود ڈرائیونگ سیٹ کی طرف بڑھتے اسے تاکیدی انداز میں کہا تو وہ اس بچگانہ پن پہ اکتا گیا۔

" کنزہ کیا کر رہی ہو؟" اس نے ٹوکنا چاہا۔

"چپ کر کے بیٹھ جاو حدید" اسے کندھوں سے تھام کر دوسری جانب دھکیلتے وہ دروازہ کھول کر ڈرائیونگ سیٹ پہ بیٹھی تو حدید نے دوسری جانب قدم دھکیلے۔ وہ کنزہ کے برابر والی سیٹ پہ بیٹھا اور سیٹ بیلٹ لگائی۔

مارکیٹ تک آئی سنہرے بالوں والی لڑکی نے ان کی نوک جھوک ملاحظہ کی۔ اس کے تاثرات مکمل سپاٹ تھے۔ مگر سینے میں دھڑکتا وہ ٹکڑا جس میں بہتے خون کی گردش حیات وقضا کا فیصلہ کرتی تھی وہ سست پڑ گیا تھا۔ اس نے قدم

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

اٹھانے چاہے مگر جسم منجمند ہو گیا۔ نگاہ ہٹائی چاہی مگر آنکھوں نے حکم عدولی کر دی۔ خالی نگاہوں سے اس منظر کو دیکھتی زخرف نور کی سیاہ آنکھوں کا اگلے ہی پل حدید عالم کی گھور کالی سیاہ نگاہوں سے تصادم ہوا۔ یہ جتنا اچانک تھا اتنا ہی دل شکن۔ ایک جانب سیاہ آنکھوں میں بے یقینی اتری اور دوسری جانب سیاہ آنکھیں وضاحت کی متمنی دکھیں۔ چند پل حائل ہوتے تھے جب کنزہ نے اس کا بازو جھنجھوڑتے اسے اپنی جانب متوجہ کیا۔ سکتہ ٹوٹا۔ مان ختم شد!

کنزہ کو دیکھ ہاں میں سر ہلاتے جب اس نے دوبارہ نگاہیں اٹھائیں تو بے سروساماں ہی نظر واپس لوٹ آئی۔

"میں نے ہمارے لیے 'ڈارک میٹر' کی دو ٹکٹس لی ہیں۔ ہم وہیں جا رہے ہیں۔" وہ پر مسرت سی بتا رہی تھی۔ حدید کا دماغ یہاں موجود ہوتا تو وہ کچھ سننے کا اہل ہوتا۔ اس کا دل تو دماغ کو یکسر فراموش کیے اپنے خسارے کو جانچنے میں اتنا

مصروف عمل تھا کہ کنزہ ابراہیم بولتی چلی گئی اور حدید عالم اسی لمحے میں مقید

خاموش بیٹھا رہا۔

☆☆☆

کنزہ نے گاڑی پارک کی اور حدید کو چلنے کا اشارہ کیا۔ وہ ہنوز اسی طرح بیٹھا رہا تو

کنزہ نے اسے کندھے سے ہلایا۔

"کہاں غائب ہو؟"

"کہیں نہیں"

"تمہیں گم کرنے والی اشیاء اس عمارت کے اندر ہیں۔ اٹھو چلو فورا ورنہ ٹکٹس پہ لکھا

وقت گزر جائے گا۔" وہ کنزہ کی ہدایت پہ باہر نکلا تو سامنے سرمئی رنگ کی دیوار پہ

بڑے انگریزی حروف میں سیاہ رنگ سے لکھے الفاظ واضح نظر آئے۔

"DARK MATTER"

ڈارک میٹر گویا روشنی اور تاریکی کا ایک مجسمہ تھا۔ ایک ایسا آرٹ سٹوڈیو جو آنکھوں سے زیادہ روح پر اثر انداز ہوتا تھا۔ جیسے ہی وہ دونوں اس کے دروازے سے اندر داخل ہوئے تو یوں محسوس ہوا جیسے دنیا کے شور شرابے سے نکل کر کسی کائناتی خلا میں داخل ہو گئے ہوں۔ چند لمحات کا اثر تھا حدید کی یادداشت سے ہر شے محو ہو گئی۔ وہ دونوں سحر زدہ سے ارد گرد دیکھنے لگے۔

یہاں روشنی صرف روشنی نہیں تھی بلکہ رنگوں کی زبان بولنے والی طلسماتی کرن تھی۔ کبھی یہ روشنی باریک دھاگوں کی مانند فضا میں تن جاتی کبھی نقرئی لہروں کی شکل میں پھیل جاتی اور کبھی کسی نامعلوم وجود کی سانس کی مانند مدھم اور تیز ہو جاتی۔ تاریکی اس پورے کھیل کی بنیاد تھی جو ہر روشنی کو اور زیادہ نمایاں کر رہی تھی۔ غالباً اسی بنیاد پہ اس کا نام "ڈارک میٹر" تھا۔ ایسی آرٹ دیکھ ان کے ذہن سے ہر شے محو ہو چکی تھی۔

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

وہ ہال کے اندر داخل ہوئے جہاں نصب شیشے، دھندلے آئینے اور آواز کی مدھم باز گشت، مل کر ایک ایسا ماحول تخلیق کر رہے تھے کہ دیکھنے والا خود کو کسی آرٹ ورک کا حصہ محسوس کرنے لگتا۔ وہ دونوں بھی سحر زدہ سے اس میں غرق ہو چکے تھے۔ یہ محض دیکھنے کا تجربہ نہیں بلکہ وجودی سفر تھا جہاں ہر زاویہ، ہر کرن اور ہر سائے کے ساتھ نیا مفہوم جنم لیتا دکھائی دے رہا تھا۔

ڈارک میٹر کا کمال یہ تھا کہ یہاں فن پارہ جامد نہیں رہتا بلکہ وقت کے ساتھ سانس لیتا تھا۔ آپ کے قدموں کے ساتھ بدلتا تھا اور ہر ناظر کے اندر الگ الگ احساسات جگاتا تھا۔ وہ ابھی فن پاروں کی طلسماتی کرنوں سے دامن بچا بھی نہ پائے تھے کہ ورکرز نے انہیں وقت مکمل ہونے کا عندیہ دے دیا۔ کنزہ نے سمجھتے ہوئے سر ہلایا پھر حدید کا ہاتھ دبایا تو وہ کسی گہرائی سے باہر نکلا۔

"چلیں؟ وقت پورا ہو گیا ہے۔" حدید نے ہاں میں سر ہلایا تو وہ باہر چلے آئے۔

" کیسا لگا؟" پارکنگ میں پہنچ کر کنزہ نے اس کے تاثرات جانچتے ہوئے استفسار کیا۔ حالانکہ اس کا چہرہ واضح پسندیدگی کی داستان سنا رہا تھا۔

"سحر زدہ" وہ برجستگی سے بولا۔

"مطلب پسند آ گیا۔" کنزہ خوشی سے لبریز بولی۔

"بالکل" چابی اس کے ہاتھ سے لیتے حدید نے اسے پیسنجر سیٹ پہ بیٹھنے کا اشارہ کیا۔

"صد شکر ٹکٹس برباد نہیں ہوئیں۔" گاڑی میں بیٹھتے وہ گہرا سانس خارج کرتے ہوئے گویا ہوئی تو حدید بے ساختہ ہی مسکرا اٹھا۔ ٹکٹس کے ضیاع کی بات تو وہ یوں کر رہی تھی جیسے پائی پائی جوڑ کر خریدی ہوں۔

"مگر یہ تو میری طرف کا تحفہ نہیں ہوا۔" ڈارک میٹر کی حدود سے باہر نکلتے وہ کنزہ کو دیکھتے سوالیہ ہوا۔

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

"کیسے نہیں ہوا؟ان ٹکٹس کے پیسے تم میرے اکاونٹ میں بھیجو گے۔" کنزہ نے جس انداز میں کہا حدید نفی میں سر ہلا کر رہ گیا۔

"کہاں سے لاتی ہو اتنا دماغ؟"وہ اس کی سبک روی پہ واقعتاً عش عش کر اٹھا تھا۔

اس عمارت کی سیاہی نے گویا اس کی ساری پریشانی کو خود میں جذب کر لیا تھا۔اب وہ خاصا ہلکا پھلکا محسوس کر رہا تھا۔کنزہ نے اسے ایک گھوری سے نوازا تو وہ مسکرا کر ڈرائیو کرنے لگا۔

☆☆☆

www.novelsclubb.com

وہ گھر واپسی کے لیے سفر طے کر رہے تھے جب گاڑی ایک تیز آواز کے ساتھ اچانک ہی جھٹکے سے رکی۔

"کیا ہوا؟" گہری ہوتی سیاہ رات کی تاریکی محسوس کرتے کنزہ نے پریشانی سے پوچھا۔

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

"شاید ٹائر برسٹ ہو گیا ہے۔"وہ پر سوچ تاثرات سجائے بولا اور فوراً ہی گاڑی سے باہر نکلا۔ وہ باہر نکلنے لگی تو حدید نے منع کر دیا۔

"میں دیکھتا ہوں۔ تم باہر مت نکلنا۔"اس کے لہجے میں واضح تنبیہ تھی۔

"یہ پاکستان نہیں جرمنی ہے حدید"وہ اس کی بات کو سنجیدہ لیے بغیر دروازہ کھولنے کے قریب تھی کہ حدید نے اس کی طرف کے دروازے پہ ہاتھ رکھ کر اس کی کوشش ناکام بنائی۔

"لیکن تم پھر بھی اندر ہی بیٹھو گی۔"وہ کھڑکی کے پاس جھکے اٹل لہجے میں بولا تو کنزہ نے سر ہلا دیا۔ وہ اس کی طرف کا دروازہ چھوڑے ٹائر دیکھنے لگا کہ وہ اس کے بار بار روکنے کے باوجود پھر ڈھٹائی سے اس کے ساتھ آن کھڑی ہوئی۔ حدید نے کن اکھیوں سے اس ضدی لڑکی کو دیکھا۔ جس پہ وہ کندھے اچکا گئی۔ حدید نے نفی

میں سر ہلاتے ٹائر پہ بھاری بوٹ والا پیر مارا۔ پھر وہ نیچے جھکا۔ کنزہ بھی فون کی لائٹ چلائے کمر جھکائے معائنہ کرنے میں مگن ہوئی۔

"میں کمپنی پہ کیس فائل کروں گا۔" حدید کا پارہ چڑھنے لگا۔

"ہیں؟ کونسی کمپنی؟" بغیر سر پیر کے اس جملے پہ وہ ہونق بنی مستفسر ہوئی۔

"ٹائر بنانے والی اس ناکارہ کمپنی پہ۔ نئی گاڑی کا ٹائر بھی یوں برسٹ ہوتا ہے؟"

" تصحیح کرو حدید تمہاری گاڑی دو سال پرانی ہے۔" کنزہ کے انگ انگ سے شرارت پھوٹ رہی تھی اور حدید کا پارہ مسلسل تواتر سے چڑھتا جا رہا تھا۔ وہ واپس سیدھا کھڑا ہوا پھر نادیبی نگاہوں سے کنزہ کو گھورا۔

"یہ مذاق کا وقت ہے؟"

"مذاق کا بھی وقت ہوتا ہے کیا؟" وہ ہنوز شرارتی لے میں تھی گویا یہاں پکنک منانے آئی ہو۔

"میں ڈیڈ کو کال کرتا ہوں۔ وہ ڈرائیور بھیجیں اور تمہیں لے کر جائیں۔" وہ تاریکی میں اس کے ہمراہ رکنے کا بالکل بھی ارادہ نہیں رکھتا تھا۔

"میں تمہارے ساتھ آئی تھی اور تمہارے ساتھ ہی جاؤں گی۔" اس نے سینے پہ بازو باندھتے حرف آخر کی مانند کہا جب تیز آواز کے ساتھ اچانک ایک گاڑی ان کے پاس آ کر رکی۔ ایک پل کو کنزہ گڑبڑائی۔ سینے پہ بندھے ہاتھ خود بخود ہی ڈھلک گئے۔ ایک سفید بی ایم ڈبلیو ان کے بے حد قریب آ کر رکی تھی۔ ڈرائیونگ سیٹ والی سائیڈ کا شیشہ نیچے ہوا اور جس انسان کا وجود دکھا کنزہ بے ساختہ حدید کے قریب ہوتے اس کی اوٹ میں ہوئی۔

www.novelsclubb.com

"مدد چاہیئے ؟" برہان کے انداز میں شوخی محسوس کرتے کنزہ نے حدید کو دیکھا جو اس سے لاپرواہ مقابل کو ہی گھور رہا تھا۔ ڈرائیونگ سیٹ پہ بیٹھے برہان کو دیکھ حدید کا حلق کڑوا ہوا تھا۔ لیکن اس سے ہوتے جب نگاہیں ساتھ والی سیٹ پہ موجود اپنی بیوی پہ گئیں تو اسے برہان کے ہمراہ دیکھتے اس نے ضبط سے مٹھیاں بھینچیں۔ سیاہ آنکھوں نے مقابل کی سیاہ آنکھوں سے رابطہ جوڑنے میں چند اں دیر نہ لگائی۔ وہ اس کی طرف ہی دیکھ رہی تھی۔ حدید نے اس کی آنکھوں سے کلام کیا۔ وہ یوں تھی جیسے اس اچانک افتاد پہ حیران و ششدر تھی۔ یوں جیسے وہ بھی اس کی کنزہ کے ہمراہ موجودگی محسوس ہوتے خائف تھی۔

"حدید" کنزہ نے کسی خوف کے تحت حدید کے بازو پہ گرفت بنائی تو جہاں برہان کا خون کھولا وہیں زخرف نے لب بھینچے۔ سنہری بالوں والی لڑکی کی سیاہ آنکھوں نے جو منظر دیکھا اس کے بعد اس نے سلسلہ کلام بے دردی سے توڑ دیا۔

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

"ارے یہ تو تم ہو حدید" وہ اچانک ہی دروازہ کھولتے باہر نکلا۔ پہچاننے کی اداکاری تو یوں کی تھی گویا کسی اجنبی کی مدد کو گاڑی روکی تھی۔ حالانکہ چاندنی گواہ تھی کہ برہان کمال کی تیز لگام گاڑی کو کنزہ کی پرچھائی نے روکا تھا۔ حدید نے کنزہ کا ہاتھ ہٹانا چاہا مگر وہ مضبوطی سے اسے تھامے ہوئے تھی۔ برہان نے اپنے اندر اٹھتے اشتعال کو نکالنے کا بہانہ تراشا۔

"سونا پہچانا اسے ؟" بے تکلفی سے کہتے اس نے گاڑی میں بیٹھی نور سے یوں پوچھا گویا کوئی دور پار کا شخص تھا جسے پہچاننا مشکل تھا۔ حدید نے اس کی حرکت پہ جبڑے بھینچے۔ برہان نے سوال دہرایا تو زخرف نے سہولت سے نفی میں سر ہلا دیا۔ پھر وہ رخ موڑے سامنے دیکھنے لگی۔ گویا وہ واقعتاً اجنبی ہو۔ حدید کا خود پہ ضبط کرنا مشکل ہو گیا۔

"یاد ہے پاکستان میں یہ ہمارے گھر آئے تھے۔" برہان کا بدلہ ابھی پورا نہیں ہوا تھا۔

"مجھے یاد نہیں۔" ان کی طرف سے رخ موڑے ہی اس نے دوبارہ بے رخی سے جواب دیا۔ حدید کی نگاہوں میں زخمی سا تاثر ابھرا۔

کنزہ نے بغور اس لڑکی کو دیکھا۔ رات کی تاریکی میں بھی اس کے سنہری بال اس کے چہرے کے گرد روشنی کا ہالہ بنائے ہوئے تھے۔ وہ لڑکی پینٹ شرٹ میں ملبوس تھی۔ کنزہ اسے پہچانتی تھی۔ وہ اس سے دوبار مل چکی تھی۔ ایک بار دریائے سپری پہ، دوسری مرتبہ صوفیا کے ہمراہ شوٹنگ سائٹ پہ۔ وہ اس لڑکی سے پوچھنا چاہتی تھی کہ اس کا نام تو کچھ اور تھا۔ زیادہ نہ سہی مگر وہ اس کا نام تو اچھے سے جانتی تھی۔ یا کیا وہ غلط فہمی کا شکار ہو رہی ہے؟ اس کا دماغ چکرانے لگا۔ وہیں

حدید کے چہرے پہ کئی رنگ آ کر گئے۔ برہان درست تھا۔ زخرف نے حدید سے زیادہ برہان پہ بھروسہ کیا تھا۔

"کوئی مسئلہ نہیں۔ ویسے بھی یہ یاد رکھنے والی بات نہیں تھی۔" برہان نے ایک نرم نگاہ سونا پہ ڈالتے کندھے اچکا کر کہا۔ حدید کی کنپٹی کی رگیں پھڑکنے لگیں۔ وہ کتنے دھڑلے سے کہہ رہا تھا کہ ان کا نکاح یاد رکھنے والی بات نہ تھا اور وہ کتنے سہل انداز میں اس کی بات کی تائید کرتی جا رہی تھی۔ کنزہ نے حدید کو دیکھا جس نے کب سے اپنی زبان سے ایک حرف نہ نکالا تھا۔ یہ وہ حدید نہیں تھا جسے کنزہ جانتی تھی۔ وہ ہوتا تو اب تک برہان کا جبڑہ توڑ دیتا۔ مگر یہ تو کوئی بزدل سا انسان معلوم ہو رہا تھا جو ساکت کھڑا اپنی ذات کی نفی برداشت کر رہا تھا۔

"محترمہ آپ ان کا ہاتھ چھوڑ سکتی ہیں۔ یقین جانیں میں بالکل بھی خوفناک نہیں ہوں۔ کیوں سونا؟" مذاق میں کنزہ سے مخاطب ہوتے اس نے آخر میں نور کو

گفتگو میں شامل کیا تو بے ساختگی میں نور کا چہرہ مڑا اور حدید کے بازو پہ ہنوز کنزہ کا ہاتھ دیکھ اس کے گلے میں گلٹی ابھری۔ اس کی آنکھوں میں التجا پنپنے لگی مگر اس نے کمال ضبط سے بے رخی اپنائے رکھی۔ وہیں اس کی بے رخی محسوس کرتے حدید نے غیر محسوس انداز میں کنزہ کا ہاتھ اپنے بازو سے ہٹایا۔ جہاں برہان کے چہرے پہ سکون اترا وہیں کنزہ نے بے یقینی سے اسے دیکھا۔ پھر اس کی نظر برہان پہ گئی جو محظوظ ہوتی نگاہوں سے اسے ہی دیکھ رہا تھا۔ کنزہ کے اندر اشتعال اٹھا۔

"مسٹر جو بھی آپ کا نام ہے۔ ہم اپنی مدد خود کرنا جانتے ہیں۔ اور ہمیں آپ کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔"

www.novelsclubb.com

"میں تو بس۔۔۔"

"میں نے کہا اپنی راہ جائیے۔" وہ اس سے کہہ نہ سکا اس کی ہر راہ کنزہ ابراہیم تک ہی جاتی تھی۔

"ایک خاتون کا یوں سڑک پہ کھڑے ہونا مناسب نہیں ہوتا۔۔۔" وہ توجیہہ پیش کرنے کا خواہاں تھا۔ مگر مقابل کو اس کا کوئی جواز قابل قبول نہ تھا۔

"یہ آپ کہہ رہے ہیں؟ حیرت ہے۔ ویسے آپ کے ساتھ بھی ایک فی میل بیٹھی ہے۔ اس کی حفاظت کو یقینی بنائیے۔ اور دوسروں کی زندگیوں میں مداخلت سے پرہیز کریں۔" انگلی اٹھا کر شعلے اگلتے وہ مقابل کی عزت افزائی میں بالکل بھی پیچھے نہیں رہی۔ یہ اس زخم کا بدلہ تھا جو مقابل نے حدید کو دیا تھا۔ حدید تو حدید، زخرف بھی اس نرم دل لڑکی کی زبان سے یوں سخت الفاظ سن متحیر ہوئے۔ برہان اس کے احترام میں خاموش کھڑا رہا۔ البتہ زیر لب مسکراہٹ دباتے وہ بمشکل خود کو قہقہہ لگانے سے روک رہا تھا۔

ہلا کر ہونٹ جب بھی ہولے ہولے

گفتگو کو ساز کرتی ہو، اچھا لگتا ہے

"برہان کمال میں نہیں کہتا۔ ان کی زبان کے جوہر صرف تیرے لیے ہیں۔"

خود کلامی کرتے وہ مقابل کی تیز زبان کو ساز کی مانند سن رہا تھا۔ زخرف کو کنزہ کا برہان کو یوں جھڑ کنا بالکل پسند نہ آیا۔ ایک تو برہان نے ان کو مدد پیش کی بجا کہ وہ اس کی شکر گزار ہوتی۔ وہ تو الٹا چور کو توال کو ڈانٹے کا عملی نمونہ بنی ہوئی تھی۔

"برہان واپس آو۔ ماما میرا انتظار کر رہی ہیں۔" اس بار نور نے مداخلت کی تو کنزہ کی چلتی زبان تھمی۔ برہان ایک نظر کنزہ پہ ڈالے گاڑی میں بیٹھ گیا۔

"گاڑی میں جا کر بیٹھو۔" حدید نے اپنی ہدایت دہرائی تو اس بار کنزہ خاموشی سے اس کی بات مان گئی۔ پھر سڑک کنارے موجود درختوں نے سفید بی ایم ڈبلیو کو فراٹے بھرتے دور جاتے دیکھا۔

☆☆☆

وہ خاموشی سے ڈرائیو کر رہا تھا جب نور نے غصے سے اسے دیکھا۔

"یہ سب کیا تھا برہان" وہ خفگی کے بھی کسی اونچے مقام پہ کھڑی تھی۔ برہان نے ایک نظر اس کی طرف ڈالی۔ اس کے چہرے پہ اشتعال پنپتا دکھائی دے رہا تھا۔

"میں دیکھنا چاہتا تھا کہ کیا واقعی تم اس شخص سے طلاق لینے میں دلچسپی رکھتی ہو۔" وہ عامیانہ انداز میں بولا۔

"تو کیا دیکھا؟" نور کے اندر سنسنی پھیل گئی۔

"یہی کہ تم ابھی تک ڈگمگا رہی ہو۔" ایک طائرانہ نظر اس کے وجود پہ ڈالتے اس نے نور کا اعتماد متزلزل کیا۔

www.novelsclubb.com

"اپنی نظر کا علاج کرواو۔ تمہیں سراب دکھنے لگے ہیں۔" اس نے برہان کا اندازہ رد کیا۔ البتہ ہاتھوں کی انگلیاں اضطرابی انداز میں ایک دوسرے میں پیوست ہوئی تھیں۔

"ایسی بات ہے تو چلو کل کورٹ۔ کل ہی طلاق لو اس سے۔" برہان نے ایک جھٹکے سے گاڑی روک کر جس تیزی سے کہا نور حواس باختہ سی ہو گئی۔

"ہر چیز کو کرنے کا ایک وقت ہوتا ہے۔" زبان سے الفاظ کی ادائیگی بہت سست روی سے ہوئی تھی۔ برہان طنزیہ ہنسا۔

"او نہوں سونا! تم وقت سے نہیں خود سے ڈر رہی ہو۔" انگشت شہادت اٹھا کر اس کی جانب اشارہ کیے اسے باور کروایا تو وہ گڑبڑائی۔ برہان نے واپس گاڑی سٹارٹ کرتے تیزی سے سڑک پہ دوڑائی۔

www.novelsclubb.com

"میں کیوں ڈروں گی خود سے؟" وہ برہان سے نہیں خود سے سوالیہ تھی۔ برہان نے سڑک سے نگاہیں ہٹا کر اس کو دیکھا جس کے چہرے کی رنگت زرد پڑنے لگی تھی۔

"اس پہ بھروسہ نہیں کرنا سونا! وہ اعتبار کے قابل نہیں ہے۔" برہان نے تاک کر وار کیا۔ وہ کئی ساعتیں خلا میں گھورتی رہی۔ وہ اس سے پوچھنا چاہتی تھی کہ وہ کیسے

کہہ سکتا تھا کہ وہ یقین کے قابل نہیں ہے۔ مگر اندر اتنا طلاطم برپا تھا کہ اس کو دبانے کی کوشش میں الفاظ خود بخود زبان پہ ہی دم توڑ گئے۔ بقیہ سارا راستہ عمیق خاموشی کی نذر ہو گیا۔

برہان نے اس کے ہوٹل کے باہر گاڑی روکی۔ وہ کچھ بھی کہے بغیر اپنا بیگ تھامے باہر نکلی تو برہان گاڑی مقفل کرتے اس کے پیچھے آیا۔

"تم کیوں آ رہے ہو؟" وہ اس کے پیچھے آنے پہ سوالیہ ہوئی۔

"تم شاید بھول رہی ہو۔ میں پھوپھو سے ملنے کے لیے آیا ہوں۔" برہان کو اس کے سوال پہ اعتراض ہوا مگر اس نے بنا بحث جواز پیش کر دیا۔

"واپس جاؤ برہان کیونکہ فلحال مجھے تمہاری شکل تک نہیں دیکھنی۔" وہ بگڑے تاثرات سے بولی۔ برہان کی رگیں پھڑ کیں مگر اس نے خود پہ ضبط کیا۔

"لیکن۔۔۔"اسے واقعتاً عائشہ سے ملنا تھا۔

"واپس جاو برہان"اس نے ہاتھ کے اشارے سے اسے حکم صادر کیا تو برہان نے آنکھیں بند کر کے کھولیں۔اس لڑکی کی بد تمیزیاں حدود پار کرتی جا رہی تھیں۔ لیکن برہان کو ابھی اسے بد ظن نہیں کرنا تھا۔جب تک وہ حدید کو برباد نہ کر دیتا وہ زخرف نور کو اپنی مٹھی میں رکھنا چاہتا تھا۔اس نے زخرف کی پشت کو دیکھا۔ پھر پیٹھ پہ وار کیا۔

"وہ تمہیں تکلیف دے رہا ہے سونا۔وہ آگے بھی یہی کرے گا۔اس سے نجات حاصل کر لو۔"یہ کہہ کر وہ رکا نہیں۔اور زخرف نور کا وجود گہری سیاہیوں میں ڈوب گیا۔

☆☆☆

www.novelsclubb.com

آشیانہ کمال میں بڑے ڈائننگ ٹیبل کی سربراہی کرسی پہ بیٹھے دانیال کمال سنجیدگی کا پیکر معلوم ہو رہے تھے۔ان کے دائیں جانب کی کرسی پہ ہمایوں کمال بیٹھے ہوئے تھے۔مائدہ ملازمین کو ہدایات دیتیں کھانا رکھوا رہی تھیں۔

"ہاں یہ بھی رکھو۔میں نے خاص طور پہ بابا کے لیے بنایا ہے۔آج عرصے بعد تو وہ ہمارے ساتھ بیٹھ کر لنچ کر رہے ہیں۔"ان کے الفاظ نہیں طنز میں نشتر تیر تھے۔البتہ لہجہ شائستگی کا منہ بولتا ثبوت تھا۔دانیال کمال کے ساتھ ساتھ دائیں جانب کی کرسی پہ بیٹھے ہمایوں کمال کو بھی ان کے طنز کی بخوبی سمجھ آئی مگر وہ دونوں خاموش رہے۔

"شکریہ بہو"دانیال کمال اعلی ظرفی کا مظاہرہ کرتے ممنون ہوئے۔

www.novelsclubb.com

"ارے شکریہ کیسا آپ کا ہی تو گھر ہے۔" دانیال کمال کے بائیں جانب کی نشست سنبھالتے انہوں نے میٹھا سا طنز کیا تو اب ہی بار ماحول میں چھائی کثافت جانچتے ہمایوں نے موضوع تبدیل کیا۔

"مائدہ!"

"جی" وہ لہجے میں محبت کی چاشنی سموئے بولیں تو دانیال نفی میں سر ہلا کر رہ گئے۔

"مجھے سرو کردو۔"

"کیوں نہیں" چہرے پہ مسکراہٹ سجائے وہ ان کے لیے پلیٹ تیار کرنے لگیں۔

"برہان سے رابطے میں ہو؟" دانیال کمال نے پلیٹ میں کڑاہی گوشت نکالتے عام سے انداز میں استفسار کیا۔

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

"نہیں میری بات نہیں ہوئی۔ شاید وہ مصروف ہے۔"

"یقینا مصروف ہو گا۔" انہوں نے اس غائبانہ وجود کی حمایت کی۔

"ایک بات پوچھوں بابا؟" پلیٹ ہمایوں کمال کی طرف کھسکاتے وہ اجازت طلب لہجے میں دانیال کمال کی جانب رخ موڑ گئیں۔

"پوچھو بہو" لقمہ منہ میں ڈالنے سے قبل انہوں نے بات جاری رکھنے کا عندیہ دیا۔

"برہان پاکستان میں رہ کر سیاست نہیں کر سکتا؟" ماں کی ممتا پھر حاوی ہونے لگی۔

دانیال کمال لقمہ چباتے رہے۔ پھر حلق سے نوالہ نیچے اتارتے گویا ہوئے۔

"تم اسے قید کرنے کی متمنی ہو؟"

"میں اس کے لیے فکر مند ہوں۔ پہلے ہی میرا بیٹا سالوں پردیس کاٹ کر آیا ہے۔ وہ بھی ایک ناکردہ جرم کی سزا کے طور پہ۔" ماحول میں کثافت چھانے لگی۔ ایک عجیب سا سرد پن اترنے لگا۔

" تصحیح کرو بہو۔ وہ اپنی مرضی سے ملک چھوڑ کر گیا تھا۔ اور اپنی مرضی سے ہی غائب بھی ہوا تھا۔" دانیال کمال نے بہو کو حقائق ماننے پہ اکسایا۔ ہمایوں پہلو بدل کر رہ گئے۔

"لیکن وجہ۔۔۔"

www.novelsclubb.com

"مائدہ تم بتا رہی تھی کہ مسز وقار نے تمہیں اپنی بیٹی کی سالگرہ پہ مدعو کیا ہے۔ تیاری ہو گئی؟" اس سے قبل کہ بدمزگی پیدا ہوتی ہمایوں کمال نے اس موضوع سے جان چھڑوائی۔

"کس چیز کی تیاری؟ آخر کو وہ آپ کے ہی جاننے والے ہیں۔ مجھے ان میں خاصی دلچسپی نہیں ہے۔" نخوت سے کہتے انہوں نے چاول کا چمچ منہ میں ڈالا۔

"جن کا خاندان سیاست میں ہو ان کی عورتوں کو ان چیزوں میں دلچسپی ہونی چاہئے۔" دانیال کمال نے انہیں ان سرگرمیوں میں حصہ لینے کا مشورہ دیا۔

"کوشش کروں گی۔" کندھے اچکا کر کہتے وہ خاموشی سے کھانا کھانے لگیں۔

کچھ دیر سناٹا قائم رہا۔ البتہ چمچ، کانٹوں کی آواز ہنوز برقرار تھی۔ پھر دانیال کمال نے ماحول کی خاموشی کا پردہ چاک کیا۔

www.novelsclubb.com

"تم سے میں نے ایک کام کہا تھا ہمایوں" نیپکن سے لب پونچھتے انہوں نے فرصت سے ہمایوں کو دیکھ سوال داغا۔ ہمایوں ان کے سوال پہ کچھ چڑ سے گئے۔

"بابا آپ کو کیوں لگتا ہے کہ وہ حادثہ نہیں سازش تھی۔" وہ اکتاہٹ سے بولے۔

البتہ مائدہ کے لیے یہ اطلاع تازہ تھی۔

"کیونکہ وہ میری بیٹی ہے۔" ان کا لہجہ پختہ تھا۔

"اور میں آپ کا بیٹا ہوں۔ اگر آج تک مجھ پہ کسی نے حملہ نہیں کروایا تو عائشہ کیوں اس کی زد میں آئے گی۔" وہ انہیں قائل کرنے کے متمنی تھے۔ جانے کیوں لیکن بس وہ انہیں ان معاملات سے دور رکھنا چاہتے تھے۔

"کیونکہ یہ دنیا کا دستور ہے۔ وہ کمزوروں پہ وار کرتے ہیں۔"

"آپ عائشہ کو کمزور کہہ رہے ہیں؟" وہ اچنبھے سے گویا ہوئے۔ مسٹر دانیال کمال کی نظر میں تو عائشہ ان کی بہادر اولاد تھی۔

www.novelsclubb.com

"میں دشمن کو بزدل کہہ رہا ہوں۔" وہ اپنی بات سے پلٹے بغیر پھر اپنی بیٹی کو مضبوط کہہ گئے۔ ہمایوں کے دل کو کچھ ہوا۔ وہ منظر نامے پہ نہ ہوتے ہوئے بھی ہمیشہ بازی لے جاتی تھی۔

"آپ کی صلح ہو گئی عائشہ سے ؟"مائدہ نے اس گفتگو میں پہلی بار مداخلت کی۔

"باپ بیٹی کا رشتہ جھگڑے اور صلح جیسے تنازعات سے ماورا ہوتا ہے۔"ان کا لہجہ باور کرواتا تھا۔مائدہ پہلو بدل کر رہ گئی۔

"اتنے انتظامات کا شکریہ بہو۔لیکن گھر کے باسیوں کے لیے اتنے تکلفات کرنے کی ضرورت نہیں ہوتی۔"وہ کہہ کر رکے نہیں۔مائدہ نے ایک جتاتی نظر ہمایوں پہ ڈالی۔ان کی نظروں میں کچھ تھا۔کچھ چبھتا ہوا۔ہمایوں کے دل میں چبھن اتری۔

www.novelsclubb.com

ہمایوں کمال آج بھی دوسرے نمبر پہ ہی تھے۔

☆☆☆

حدید نے بادل ناخواستہ ڈگی سے سٹپنی نکال کر ٹائر تبدیل کیا۔جانے پہلے اس کا دماغ اس حل کی جانب نشاندہی کیوں نہ کر پایا تھا۔کنزہ سینے پہ ہاتھ باندھے سب

ملاحظہ کرتی رہی۔ وقتاً فوقتاً وہ ارد گرد نگاہ دوڑا لیتی ورنہ اس کی نگاہوں کا حصار حدید تک ہی محدود تھا۔ کئی سوالات تھے جو ذہن میں ابلنے لگے تھے۔ وہ سوچوں کی یلغار سے عاجز آ چکی تھی۔ حدید نے ہاتھ جھاڑتے اسے متوجہ کیا تو وہ خیالوں سے باہر نکلتے واپس گاڑی میں بیٹھ گئی۔ حدید نے گاڑی سٹارٹ کرتے گھر کی راہ لی۔

دونوں کے درمیان گہری خاموشی چھائی ہوئی تھی۔ کنزہ نے اپنے اندر کی سوچوں کو باہر نکالنے کا راستہ مہیا کیا۔ ورنہ اس کا سر درد سے پھٹ پڑتا۔

"اس نے کہا وہ تمہیں جانتا ہے۔ اور وہ لڑکی بھی۔" کنزہ نے اس کی وضاحت نہیں کی۔ اسے ضرورت بھی نہیں تھی۔ وہ جانتی تھی، وہ جانتا ہے۔

"ہاں جانتے ہیں۔" چہرے پہ گہری سنجیدگی طاری تھی۔ سپاٹ انداز میں بولتے اس نے سڑک سے نگاہیں نہیں ہٹائیں۔

"کیا تم اس لڑکی کو اس وقت بھی جانتے تھے جب دریائے سپری پہ ہمارا اس سے سامنا ہوا تھا۔" کنزہ نے اندیشے کی نفی ہونے کی دعا کی۔

"ہاں جانتا تھا۔" دل کو دھکا لگا۔ حدید نے اس سے جھوٹ بولا تھا۔ کیوں؟

"بابا نے بتایا تھا تم نے اس لڑکی کو حادثے سے بھی بچایا تھا۔" کنزہ کی آواز میں الجھن و درد بیک وقت موجود تھے۔ حدید نے پرواہ نہ کی۔

"ہاں بچایا تھا۔" وہ تردید کرنے کی خواہش نہیں رکھتا تھا۔

"وہ لڑکی کون ہے حدید؟" آواز دھیمی تھی۔ سوال اہم تھا۔ پسندیدہ جواب کی طلب تھی۔ سانس تھمی تھی۔

لیکن اسی پل گاڑی ایک جھٹکے سے رکی۔ کنزہ نے ڈیش بورڈ پہ ہاتھ جماتے خود کو سنبھالا اور کھڑکی سے باہر دیکھا۔ گھر آچکا تھا۔ سفر تمام ہوا تھا۔

"گھر جاو۔ مجھے واپس جانا ہے۔" حدید کے انداز میں کچھ عجیب سا نمودار ہوا تھا۔ وہ اجنبیت دکھا رہا تھا یا کچھ چھپا رہا تھا کنزہ اندازہ نہ لگا پائی۔ اس کے سینے میں درد کی لہر اٹھی۔ اس نے بنا کچھ کہے دروازہ کھولا۔ پھر اپنا رخ حدید کی جانب موڑا۔

"کیا وہ لڑکی اہم ہے؟" خوفزدہ آواز میں لڑکھڑاہٹ نمایاں تھی۔

"اس کا ایک نام ہے کنزہ۔ بار بار لڑکی کہنا بند کرو۔" حدید نے اس کی آنکھوں میں دیکھ کر اپنے الفاظ پہ زور دے کر کہا۔ پھر نظر ہٹا گیا۔ کنزہ کی آنکھوں میں زخمی سا تاثر ابھرا۔ وہ تھکے ہارے انداز میں گاڑی سے باہر نکلی۔ گارڈ نے دروازہ وا کیا تو وہ اندر بڑھ گئی۔ حدید اس کے گم ہو جانے تک وہیں موجود رہا۔ پھر ایکسلیریٹر پہ پاؤں دبایا۔ اس کی گاڑی تیز رفتاری سے سڑک پہ دوڑنے لگی۔

☆☆☆

برہان واپس لوٹا تو اس کے چہرے پہ کثیر تابنا کی چھائی ہوئی تھی۔ وہ کمرے میں گیا تو دھڑ سے دروازہ بند کر گیا۔ چیزوں کو ادھر سے ادھر پٹختے وہ اندرونی اضطراب سے نجات حاصل کرنے کا خواہش مند تھا۔

"تم حدید تم بنو گے میرا اگلا شکار۔" سفاکیت کا یہ روپ وحشت ناک تھا۔

"تمہیں آسان موت نہیں دوں گا۔" جبڑے سختی سے بھینچے اس نے اپنے چہرے پہ ہاتھ پھیرا۔

"تمہاری بیوی کے ساتھ میں وہ کروں گا کہ تم تڑپ تڑپ کر مرو گے۔" وہ غائبانہ دھمکیاں دینے لگا۔ اسے حدید سے نفرت ہو رہی تھی۔ بے انتہا ہو رہی تھی۔ وہ کمرے میں چکر کاٹتے ہر شے تہس نہس کرنے کے درپے تھا۔ دفعتاً وہ آئینے کے سامنے آیا۔ پھر ڈریسنگ پہ جھکتے اپنا عکس دیکھا۔ آنکھوں میں سرخی اتری ہوئی

www.novelsclubb.com

تھی۔ چہرے پہ خون جھلک رہا تھا۔ برہان کمال کا وہ پرسکون چہرہ کہیں فنا ہو چکا تھا۔

"وہ (کنزہ) میری ہے۔ اس کی آنکھوں میں تمہارا عکس مٹانے کے لیے میں ہر چیز فنا کر دوں گا۔" ہر لفظ پہ زور دے کر اس نے خود سے عہد باندھا۔ وہ ہر اس شخص کو تباہ کر دے گا جو اس کے اور کنزہ کے درمیان آئے گا۔ پھر چاہے وہ کنزہ کا یہ سو کالڈ کزن ہو یا اس کا باپ۔ اس نے اپنے بالوں پہ ہاتھ پھیرتے خود پہ کچھ قابو پایا۔ اس کا فون بج بج کر ہلکان ہو چکا تھا۔ مسلسل بجتے فون پہ اس نے کالر آئی ڈی دیکھی۔ دادا کا نام دیکھ کر اس نے گہرا سانس بھرا۔ اپنی آواز کو شائستہ بنایا۔ پھر کال اٹھائی۔

"سلام داداجان" لہجے میں عزت اتر آئی۔ مصنوعی یا قدرتی اندازہ لگانا مشکل تھا۔ مقابل کچھ پوچھا گیا۔

www.novelsclubb.com

"ہاں کل میری سفیروں سے ملاقات ہے۔" وہ پروفیشنل انداز میں محو گفتگو ہوا۔ مقابل نے کچھ نصیحتیں کیں جن کو بغور سنتے اس نے مثبت جواب دیا۔

"میں دیکھ لوں گا۔" وہ پر یقین تھا۔ مقابل نے نواسی کا تذکرہ چھیڑا تو برہان کو بھڑاس نکالنے کا موقع مل گیا۔

"سونا اس کے ساتھ خوش نہیں ہے۔" اس نے غلط بیانی کرتے انہیں مزید متنفر کرنا چاہا۔ یہ بات وہ کیسے فراموش کر گیا کہ دانیال کمال کے لیے حدید عالم کی ذات مشکوک تھی۔

www.novelsclubb.com

"وہ کسی مقصد کے تحت سونا سے جڑا ہے۔ میں جلد ہی پتا لگا لوں گا۔" تیز نشانے پہ لگنے کی صورت مزید بد گمانی پیدا کی۔ دانیال کمال کے ماتھے پہ بے شمار سلوٹیں نمودار ہوئیں۔ اسے حدید عالم سے کوئی اچھی امید تو پہلے بھی نہیں تھی۔ اب تو برہان

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

نے بھی ان کے شکوک پہ یقین کی مہر ثبت کر دی تھی۔ انہیں برہان کو حقیقت بتا دینی چاہئے تھی۔

"وہ اپنے باپ کا بدلہ لینے آیا ہے۔" ایک جملہ۔۔۔ یہ ایک جملہ برہان کمال کو مزید شہہ دینے والا تھا۔

"کیا مطلب؟" یہ تو کچھ نیا تھا۔ کچھ ایسا جو برہان کمال کی شیطانیت سے مخفی رہ گیا تھا۔

"اس کا باپ تمہاری پھوپھو سے شادی کا خواہش مند تھا۔ لیکن میں نے۔۔۔" فون کٹ گیا۔ وہ جو اگلے الفاظ کے تجسس سے چور تھا بند ہوئے فون کو دیکھتے غصے سے اسے زمین پہ دے مارا۔

www.novelsclubb.com

"ڈیم اٹ "اس نے میز پہ زوردار ٹھوکر ماری۔ اسی وقت کمرے کا دروازہ دھڑ سے کھلا۔ اردل یوسفزئی نیند کے خمار سے بند ہوتی آنکھوں میں خفگی سموئے اندر آیا۔

" کب سے تمہارے کمرے سے تابڑ توڑ حملوں کی آوازیں میری نیند میں مخل ہوتے آرام میں دقت پیدا کر رہی ہیں۔ سکون سے سو نہیں سکتے ؟"اسے شدید تپ چڑھی ہوئی تھی۔ جاہل انسان نے اتنی مزے کی نیند خراب کر چھوڑی تھی۔

"ہاں نہیں سو سکتا۔ سو کام ہوتے ہیں مجھے۔ تمہاری طرح فارغ نہیں ہوں۔"

www.novelsclubb.com

برہان الٹا اسی پہ چڑھ دوڑا۔ اردل نے اپنے سر پہ دو بار ہاتھ مارتے خود کو بیدار کیا۔ پھر فرصت سے صوفے پہ جا کر بیٹھ گیا۔

"مثلاً؟" ٹھوڑی تلے ہتھیلی جماتے اس نے طنزیہ پوچھا۔ برہان نے اسے نادیبی نگاہوں سے گھورا۔

"سیاست" چبا کر کہتے وہ بیڈ پہ بیٹھ کر پیروں سے چیلسی بوٹ اور موزے اتارنے لگا۔

"اونہوں۔۔۔سیاست بھی کوئی کام ہے۔" اردل نے اعتراض کیا۔

"میرے لیے ہے۔" جوتے اتار کر پھینکتے اس نے سپاٹ انداز میں کہا۔

"آہاں۔۔۔" اردل نے سمجھتے ہوئے سر ہلایا۔ پھر اس کی تپی صورت دیکھی۔ اس کی حس لطافت پھڑکی۔

"میں بتاؤں تم سیاست میں کیوں آئے ہو۔" وہ سنسنی پیدا کرتے بولا تو ایک پل کو برہان کے شرٹ کے بٹن کھولتے ہاتھ تھمے۔

"بکو"

"تمہیں طاقت کا نشہ لگ چکا ہے برہان کمال! اور جانتے ہو طاقت کا نشہ سب سے بھیانک اور خطرناک ہوتا ہے۔" وہ ناصح بنا نصیحت کر رہا تھا۔ جیسے مقابل کو نصیحت

سے کوئی سر و کار ہو۔

"اچھا۔۔۔اور کہیں تم نے اس کا کوئی علاج نکالنے کی کوشش تو نہیں کی۔"

برہان نے اس کی طرف رخ موڑتے رازداری سے پوچھا۔

"تم پہ ہر کوشش بے سود ہے۔ کمبخت ڈھیٹ واقع ہوئے ہو تم" اردل نے لہجے میں کڑواہٹ لیے کہا تو برہان کے لب اوہ کی طرح سکڑے۔

"مجھ پہ گہری تحقیق کر رکھی ہے تم نے۔ کہو تو پی ایچ ڈی کی اعزازی سند سے نواز دوں؟" سلیپرز پہن کر وارڈروب کی طرف بڑھتے اس نے چوٹ کی۔

"تم سے کوئی بعید بھی نہیں۔" وہ صوفے کی پشت سے ٹیک لگا کر بولا۔ اسی لمحے دروازے پہ دستک ہوئی تو برہان کے اشارے پہ اردل نے اٹھ کر دروازہ کھولا۔

منشاء کو یوں ایستادہ پا کر اسے خاصی حیرت ہوئی۔ وہ رات کے اس پہر برہان کے کمرے کے باہر کیوں کھڑی تھی۔

"امید کے مطابق تم یہاں ہو۔ "منشاء کے الفاظ نے اسے جھٹکا ہی تو دے دیا تھا۔

وہ اسے تلاش کرتی یہاں آئی تھی۔ خوب کہنے اس کی بہادری کے۔

"تمہاری امیدوں پہ پورا اترنے لگا ہوں کیا؟ہائے میری خوش بختی"وہ معنی

خیزی سے بولا لیکن منشاء کو فلحال اس کے کسی قسم کے لہجے سے کوئی سر و کار نہ تھا۔

"تمہارے پاس آئسکریم ہو گی؟"اس کے اگلے سوال پہ اسے اصل معاملہ سمجھ میں

آیا۔ایک تو منشاء اور اس کی آئسکریم کی بے ڈھنگ کریونگ!

"آئسکریم؟ تم رات کے اس پہر آئسکریم لینے آئی ہو؟"اردل کے پیچھے نمودار

www.novelsclubb.com

ہوتے برہان نے اچنبھے سے دریافت کیا تو منشاء نے لب کاٹے اسے دیکھا۔اردل

کو برہان کا یہ رویہ قطعی پسند نہ آیا۔

"تمہیں کیا مسئلہ ہے وہ جس وقت چاہے کھا سکتی ہے۔چلو میں تمہیں دے دیتا

ہوں۔ میرے روم فریج میں ایک ڈبہ موجود ہے۔"برہان کو کوستے اس نے

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

منشاء کی طرفداری کی تو برہان کے لب معنی خیز مسکراہٹ میں ڈھلے۔ اوہ تو یہ معاملہ تھا۔

"لڑکی خود جا کر لے لو۔ اور تم۔۔۔ تم واپس بیٹھو۔" مصنوعی سخت لہجے میں کہتے اس نے اردل کو پرکھنا چاہا۔

"میں اپنے کمرے میں جا رہا ہوں۔" اردل نے چبا چبا کر کہا۔ پھر وہ براہ راست منشاء سے مخاطب ہوا۔ جو مسلسل لب کاٹتے کسی اضطرابی کیفیت کے زیر اثر تھی۔

"چلو منشاء میں تمہیں آئسکریم دیتا ہوں۔" اردل نے خشمگیں نگاہوں سے برہان کو گھورتے چبا چبا کر کہا تو برہان کے چہرے پہ کمینگی سی مسکراہٹ جھلکی۔ منشاء نے موقع سے غائب ہونے میں ہی عافیت جانی۔ وہ اردل کے کمرے کی طرف بڑھی۔ اردل اس کے پیچھے جانے لگا تو برہان نے بنا موقع دیے ایسا جملہ ادا کیا کہ اردل سٹپٹا گیا۔

"کب سے پسند کرتے ہو اسے؟" برہان کے انداز میں حتمی پن نمایاں تھا۔

"ک۔۔۔کسے؟" اس کی ہکلاہٹ راز افشاں کرنے کو کافی تھی۔

"اوکم آن ایسے مت شو کرواو جیسے کوئی ریاضی کا پیچیدہ سوال حل کرنے کو کہہ دیا ہے۔" برہان کا موڈ کافی بہتر ہو چکا تھا۔ داداجان نے اسے ایک نیا سر پکڑا دیا تھا۔ مسئلہ سمجھو حل تھا۔

"میں اسے پسند نہیں کرتا۔" اردل نے سیدھے سے جواب دے دیا۔

"پھر؟ محبت ہو گئی ہے؟" برہان نے اس کے تاثرات پرکھتے اگلا سوال داغا تو اردل کے چہرے پہ ایک پل کو مسکراہٹ ابھری۔ یہ مسکراہٹ ہر بناوٹ سے پاک تھی۔ مگر بے حد قلیل مدت کے لیے تھی۔

"بس اچھی لگتی ہے۔" اس نے انکار نہیں کیا۔ کر بھی دیتا تو بھی برہان پہچان جاتا۔

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

"بس؟" شک سے لبریز لہجے پہ اردل نے اسے گھوری سے نوازا۔

"ہاں بس"

"یقین نہیں کیا میں نے۔" واش روم کی طرف بڑھتے اس نے شرارت سے کہا تو وہ اس کے انداز پہ جل بھن گیا۔

"تم سے یقین کرنے کی منت بھی نہیں کی میں نے۔" دروازہ ٹھک سے بند کرتے وہ برہان کو باقاعدہ قہقہہ لگانے پہ مجبور کر گیا۔

☆☆☆

کنزہ کمرے میں آئی تو اس کا چہرہ ہر قسم کی خوشی و مسرت سے مبرا ہو چکا تھا۔ اس نے تمام پچھلے مناظر کو دماغ میں لاتے آنکھوں کی سکرین پہ دہرانا شروع کیا۔ جس روز دریائے سپری پہ ان کا سامنا اس لڑکی سے ہوا تھا۔ اس روز بابا نے حدید سے پوچھا تھا کہ اس کو پہچانا تو وہ انکار کیوں کر گیا تھا۔ پھر جب اس سے سامنا

ہوا اس وقت بھی اس نے یوں ظاہر کروایا جیسے وہ دونوں ایک دوسرے سے لاعلم ہوں۔ جب وہ لڑکی پانی میں کودی تو حدید نے ہی کیوں اپنی جیکٹ اتار کر اس کو دی۔ پھر اس لڑکی کے پاس اس نے ویسا ہی مفلر کیسے دیکھ لیا۔ آج اس لڑکی نے اسے پہچانا نہیں جبکہ حدید کا کہنا ہے کہ وہ دونوں اسے جانتے ہیں۔ کڑی سے کڑی ملتی جا رہی تھی۔ گنجلک سوچیں دماغ سے نکل کر دل پہ وار کرنے کو تیار تھیں۔

"تم مجھ سے کوئی بہت اہم اور بڑی بات چھپا رہے ہو حدید!" کروشیے کے سویٹر کو اتار کر ہینگ کرتے وہ خود سے محو کلام تھی۔ پھر اچانک کسی خیال نے دستک دی۔ اسے اس لڑکی کا سوشل میڈیا دیکھنا چاہیے۔ شاید کچھ مل جائے۔ وہ کیا ڈھونڈنا چاہ رہی تھی وہ خود اس سے لاعلم تھی۔ بس اسے اس لڑکی کا نام جاننا تھا۔ وہ لڑکی جس کے بارے میں حدید نے کہا تھا کہ اس کا ایک نام ہے۔ الماری کا دروازہ کھلا

چھوڑے ہی وہ بستر پہ پڑے اپنے بیگ کی طرف آئی۔ پھر فون باہر نکالا۔ رات کا وقت تھا۔ وقت مناسب نہ تھا۔ مگر جذبات کہاں یہ دن رات کی قید دیکھتے ہیں۔

اس نے مضطرب سی ہو کر لب کاٹتے صوفیا کو کال ملائی۔

"معذرت صوفیا کہ اتنی رات کو کال کر رہی ہوں۔ مگر کیا تم مجھے اس سیلیبریٹی کا پورا نام بتا سکتی ہو۔" عجلت بھرے انداز میں کہتے کنزہ کے اندر بھونچال سا اترا ہوا تھا۔

"کون ہے؟" مقابل غالبا ابھی نیند کے زیر اثر تھی۔

www.novelsclubb.com

"کنزہ۔۔۔ کنزہ بات کر رہی ہوں۔"

"ہاں کیا کہہ رہی تھی۔" وہ جمائی روکتے بولی۔

"مجھے اس لڑکی کا نام بتانا۔"

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

"کونسی لڑکی؟"کم فہمی سے پوچھا۔ اصل بات تو اس کے نیند کے خمار نے ہی دماغ تک جانے سے روک دی تھی۔

"وہ جس نے دریا میں کود کر۔۔۔" کنزہ مزید بولتی اس سے قبل ہی صوفیا کے دماغ کی بتی جلی۔

"اواچھا اس کا۔ میں تمہیں میسج پہ بتاتی ہوں۔ مجھے اس کا نام صحیح سے بولنا نہیں آتا۔ بلکہ میں تم سے اس کا سوشل میڈیا اکاونٹ شئیر کر دیتی ہوں۔"وہ اچھی دوست کی طرح فوری مدد کو تیار تھی۔ کنزہ نے شکریہ ادا کرتے فون کاٹا۔ چند لمحات بعد ہی صوفیا کے نمبر سے ایک پروفائل لنک شئیر ہوا تھا۔ کنزہ کی رات اس لڑکی کا نام جاننے میں گزرنے والی تھی۔ وہ لڑکی جو حدید کے لیے محض ایک لڑکی نہ تھی۔ وہ لڑکی جس سے حدید کا رشتہ بے حد خاص تھا۔

بالکونی کے فرش پہ گرا وہ ڈرون اور کارڈ اپنی قسمت پہ ماتم کناں تھا۔

www.novelsclubb.com

☆☆☆

وہ سامان سے لوٹ پوٹ سوٹ کیس اٹھائے باہر نکلنے کے قریب تھا جب حدید آنا فانا اندر داخل ہوا۔ زید کے پاس سے گزرتے اسے احساس ہوا کہ وہ کہیں جا رہا تھا۔

"کدھر؟" انداز تفتیشی نہیں تفکر آمیز تھا۔

"جہاں بھی جاوں۔ تمہیں جاننے کی ضرورت نہیں ہے۔" زید اکھڑ لہجے میں بولا۔

حدید کے سر میں پہلے ہی ہتھوڑے بج رہے تھے۔ وہ اس سے سر نہیں پیٹ سکتا تھا۔ لہٰذا خاموشی سے کمرے میں جانا ہی مناسب جانا۔ کنپٹی سہلاتے اس سے قبل کہ وہ زید کی نگاہوں سے اوجھل ہوتا اس کے سوال پہ ایک پل کو رکا۔

"کس خوفناک مرکز سے ہو کر آ رہے ہو؟" سوٹ کیس کو وہیں چھوڑے وہ حدید کے قریب پہنچا۔ اس کے چہرے پہ ایسے تاثرات صرف سخت پریشانی کی صورت ہی ہوتے تھے۔ زید نائک اپنے دوست کے ہر تاثر کو جانتا تھا۔

"حدید"اسے خاموش کھڑا دیکھ اس نے حدید کو کندھے سے ہلا کر متوجہ کیا۔ لہجے میں ڈھیروں فکر اتر آئی تھی۔ حدید اس کے روبرو ہوا۔

"زخرف محفوظ نہیں ہے۔" لہجے میں پریشانی تھی۔ اور حد سے سوا تھی۔

"کس سے؟"اس نے کم فہمی سے استفسار کیا۔ ابرو اکٹھے ہو گئے تھے۔

"برہان سے" برہان کا ٹریک ریکارڈ اس کے اندر وسوسے پیدا کرنے کے لیے کافی تھا۔

"تم انہیں حقیقت نہیں بتاؤ گے؟"زید نے کچھ سوچ کر پوچھا۔

"وہ شخص جو دھوکے سے اس کی زندگی میں شامل ہوا۔ جس نے ہر بات میں اس سے غلط بیانی کی۔ وہ کیا بتائے؟اور وہ کیوں یقین کرے گی میرا؟"بات میں سچائی تھی۔ گہرائی تھی۔ زید متفکر ہوا۔

"میں بات کروں؟" اس نے جواب طلب نگاہوں سے دیکھتے مدد کی آفر پیش کی۔

"تم میرے دوست ہو۔ وہ مجھ سے جڑے کسی شخص پہ اعتبار نہیں کرے گی۔" وہ بولا تو لہجہ بے بسی لیے تھا۔ اسے اب صحیح پتا لگ رہا تھا کہ زخرف نور دھو کہ دینے والوں سے کس قدر خائف ہوتی ہے۔ خاص طور پہ ان سے جن پہ ابھی اس نے مکمل اعتبار ہی نہ کیا ہو۔

"میں ان کو گارڈ کر سکتا ہوں۔" زید نے کسی امید کے پیش نظر لجاجت سے کہا۔

"لیکن تمہاری زندگی۔۔۔" وہ ہچکچایا۔

www.novelsclubb.com

"میری زندگی تم ہو حدید! تم۔ آئی بات دماغ میں؟" اس کی کنپٹی پہ دستک دیتے اسے ٹوکتے وہ جس پختگی سے بولا حدید کچھ بولنے کے قابل ہی کہاں رہا۔ زید کے الفاظ، حروف کا مجموعہ نہیں ہمت کا کلام تھا۔ حدید نے اس درجہ الفت پہ آہستگی سے اس کا گال تھپتھپایا۔ زید دھیما سا مسکرا دیا۔

"فریش ہو جاو۔ میں تمہارے لیے کچھ کھانے کو لاتا ہوں۔" اس کے بال بکھیر کر وہ ہدایت دیتے کچن کی طرف بڑھنے لگا کہ حدید کی پر تکلف آواز ابھری۔

"جیسمین لے آئے گی۔"

"رات کے دس بجے جیسمین نہیں اس کا بھوت لا کر دے گا تمہیں کھانا۔ میرے ساتھ یہ زیادہ تکلف نہ برتا کرو۔ قسم سے زہر لگتے ہو۔" زید کے انداز میں واضح چڑ چڑا پن دیکھ حدید نے ہاتھ کھڑے کر دیے۔ ورنہ کوئی بعید نہیں تھا وہ پاس والی میز پہ پڑا امپورٹڈ واس اس کے سر میں دے مارتا۔ ہاتھ کھل گیا تھا اب اس ناہنجار کا۔ حدید کو احتیاط کی اشد ضرورت تھی۔

"بیگ لے کر کہاں جا رہے تھے ؟" اچانک بیگ پہ نظر پڑی تو وہ پوچھے بنا نہیں رہ سکا۔

www.novelsclubb.com

"اس میں کچھ سامان ہے۔ جو کسی تک پہنچانا تھا۔ وہی دینے جا رہا تھا۔" زید عام سے لہجے میں کہتے مڑا لیکن دماغ میں کچھ روشن ہوتے فوراً واپس پلٹا۔

"ایک منٹ ایک منٹ۔۔۔ تمہیں کیا لگا میں تمہیں سکون سے اکیلا رہنے دوں گا۔" اندازہ لگاتے ہوئے اس کے دماغ نے بڑی ہی پھرتی دکھائی تھی۔

"امید تو نہیں ہے۔" وہ کندھے اچکا کر جس بے بسی سے بولا ایک پل کو زید نے اسے سخت گھوری سے نوازا۔ فضول انسان محبت راس ہی نہیں اس کو۔۔۔ ہونہہ

"ہونی بھی نہیں چاہئے۔ جب تک میری بھابھی یا تمہاری بھابھی کی آمد نہیں ہو جاتی ہم ایک دوسرے کا سہارا بن کر بیچلر لائف گزاریں گے۔" وہ کچن میں جانے کی بجائے مستقبل کی پلاننگ کرنے لگا۔ حدید کے پاس اس کو سننے کے سوا کوئی چارہ نہ تھا۔ کمبخت جان دیتا تھا اس پہ۔ حدید کے لیے اس کی جان، اپنی جان سے زیادہ قیمتی تھی۔

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

"پر میں تو بیچلر نہیں ہوں۔ "مقابل کو تپانا۔۔۔ سنگل ہونے کا یقین دلانا۔۔۔ایسا موقع میسر آتا تو حدید کبھی نہ چوکتا۔

"سنانا ضروری تھا کیا۔ یہ بات دل گردے پہ لگ گئی ہے کہ دوست شادی شدہ ہے اور میں کنوارہ "اس کا ازلی افسوس ایک پل میں جانے کیسے اتر آیا تھا۔ حدید اس کی اوورایکٹنگ پہ بس سر ہلا کر رہ گیا۔

"کوئی پسند ہے تو بتادو۔ میں خود رشتہ لے کر جاؤں گا۔ "اس نے کھلے دل سے آفر کی۔

"ابے میٹریلزم ہے آج کل۔ مجھے بھی امیر لڑکی ہی چاہئے۔ "نواب صاحب تو ملکہ برطانیہ کی آس لگائے بیٹھے تھے۔

"میرے کلائنٹس کیسے رہیں گے؟ کہتے ہو تو ان میں سے کسی سے تمہارے رشتے کی بات کروں۔ " آفر تگڑی تھی۔ مگر زید نے منظور نہ ہونے دی۔

"رہنے دو۔ صرف امیر لڑکی نہیں چاہئے۔" اصل بات تو اب ہونے والی تھی۔

"پھر؟" حدید نے ابرو اچکائے سوالیہ نگاہوں سے اسے دیکھا۔

"کوئی رومانوی کہانی بھی چلنی چاہیے۔ ایسے کیا منہ اٹھا کر شادی کر لوں۔ کوئی دھماکہ شماکہ تو ہو۔ کوئی پھڈا جیسے پاکستانی شادیوں میں ہوتا ہے۔" وہ پاکستان کی "پھڈا شادیوں" سے خاصا متاثر تھا۔ حدید منہ کھولے اسے دیکھنے لگا۔ سامنے کھڑی مخلوق کم از کم عاقل کہلانے کے قابل نہ تھی۔

"عجیب منطق ہے۔" زید کی بات ہضم نہ ہوتے بدہضمی کر رہی تھی۔

www.novelsclubb.com

"میں خود بھی تو عجیب ہی ہوں۔ سچ بتانا عجائب خانے میں رکھنے کی شے ہوں نا میں؟" وہ برجستگی سے یوں بولا گویا حدید نے اسے نوبل ایوارڈ کے لیے نامزد کیا ہو۔ اور وہ کہہ رہا ہو کہ ہاں بتاؤ ذرا ہے کوئی مجھ سے زیادہ اس کا حقدار۔

"یہ لو میرے جڑے ہاتھ۔ کچن جانے کی بجائے جس کا سامان دے کر آنا ہے دے آو۔ میں صرف سونا چاہتا ہوں۔ "

"ہاں تو جا کر سو جاو۔ منت تو ایسے کر رہے ہو جیسے میں تمہارا بیڈ اٹھا کر بھاگ رہا ہوں۔ ہونہہ "بڑبڑاہٹ کرتے وہ سوٹ کیس اٹھاتے باہر نکل گیا۔ حدید نے تنہائی میسر آنے پہ سکھ کا سانس بھرا۔

☆☆☆

اس سے تو کہہ دیا تھا کہ وہ سونا چاہتا تھا مگر سونا؟ کیا وہ واقعی نیند لینے کے قابل رہا تھا۔ اضطرابی انداز میں چکر لگاتے وہ کمرے کو بیسیوں دفعہ پار کر چکا تھا۔ پھر ایک فیصلہ کرتے اس نے عائشہ کو کال ملائی۔ دو سے تین گھنٹیوں کے بعد مقابل کی آواز ابھری تو اس نے ان کے سلام دعا کو پرے کیے مدعا پیش کیا۔

"مام کیا زخرف گھر آ گئی ہے ؟" بے چینی اس کے انگ انگ سے جھلک رہی تھی۔ کمرے کی ہر شے گواہ ہوئی تھی۔

"ہاں۔ کچھ ہوا ہے ؟" حدید کی عجلت پہ وہ کچھ پریشان ہوئیں۔

"تنہا آئی ہے ؟" اگلا سوال حاضر تھا۔ عائشہ کی پیشانی پہ سلوٹیں آئیں۔

"ہاں۔ کیا کسی اور کو بھی ساتھ آنا تھا۔" وہ استعجابیہ ہوئیں۔ حدید کے مسلسل چکر کاٹتے قدم تھمے۔

"وہ اس کے ہمراہ تھی تو مجھے لگا وہ اس کے ساتھ ہی لوٹے گی۔" اندیشہ تھا ہی ایسا کہ گمان ہونے لگتا۔

"وہ کس کے ساتھ تھی حدید ؟" لیپ ٹاپ کو وہیں بستر پہ چھوڑے وہ اٹھ کھڑی ہوئیں۔

"برہان" یک لفظی جواب میں کچھ عجیب سا شامل تھا۔ عائشہ اس کی حالت سے یکسر بیگانہ پر تجسس گویا ہوئیں۔

"برہان؟ اپنا برہان؟" حدید کا حلق تک کڑوا ہو گیا۔

"بالکل آپ کا اپنا برہان" چبا چبا کر کہتے اس کے جبڑے بھینچے گئے تھے۔

"تم اس سے بیزار کیوں ہو؟" عائشہ کو حدید کے انداز و اطوار پریشان کرنے لگے۔

"ہر چیز کی وجہ ہونا ضروری تو نہیں ہوتی۔"

"کسی کو ناپسند کرنے کی وجہ ہمیشہ ہوتی ہے۔" وہ قطعیت سے گویا ہوئی۔

"میرے پاس اس کو پسند کرنے کی کوئی وجہ نہیں ہے بس۔ میں فون رکھتا ہوں۔" وہ برہان نامے پہ مزید ایک لفظ ضائع کرنے کا روادار نہ تھا۔ اسی لیے قطع

کلامی ہی موزوں ٹھہری۔ عائشہ اسے جانتی تھیں۔ برہان نامہ فوری بند کیا اور اس کا ذکر چھیڑ دیا جس سے حدید عالم کو سروکار تھا۔

"وہ گھر تو آئی ہے مگر یوں جیسے کوئی قیمتی احساس دفن کر کے آئی ہو۔" وہ بولیں تو کال کاٹنے والی انگلیاں ساکت ہو گئیں۔

"وہ مجھے دفن کرنا چاہتی ہے۔ بس اتنی سی بات ہے۔" لہجہ شکست خوردہ تھا۔ اس نے فون سپیکر پہ ڈال دیا۔

"وہ تمہیں نہیں تمہارے دیے دھوکے کو دفن کرنا چاہتی ہے۔ تم اس میں تعاون کر سکتے ہو۔" عائشہ نے ایک بار پھر سمجھانا چاہا۔ مگر وہ تھا کہ مانتا ہی نہیں تھا۔

"میں نے تعاون کیا تو اسے اس کی زندگی کا سب سے بڑا روگ لگ جائے گا۔ میں اسے یوں ٹوٹتا نہیں دیکھ سکتا۔" حدید اس مقام پہ جتنا بے بس تھا شاید ہی کسی اور جگہ پہ ہو۔

"تمہیں نہیں لگتا اس طرح تم اپنے اور اس کے ساتھ زیادتی کرو گے۔" انہوں نے ہار مانے بغیر اس کے جذبات کو کنارہ دینے کی خواہش کی۔

"اسے مجھ پہ نہیں اپنے ماں باپ پہ مان ہے۔ اور آپ کہہ رہی ہیں میں وہ توڑ دوں۔" جانے وہ جواب دے رہا تھا یا سوال کر رہا تھا۔ عائشہ کے اندر طوفان ابھر آیا۔

"یاد رکھنا حدید جس دن مجھے یہ لگا کہ وہ تمہیں ڈس اون کر دے گی اس دن میں خود اسے ساری سچائی بتا دوں گی۔" وہ بولیں تو ان کا لہجہ بے رحمی سے پر تھا۔ حدید کو فکر نے گھیرا۔

"آپ ایسا کچھ نہیں کریں گیں مام" وہ نالاں ہوتے منت بھرے لہجے میں بولا مگر عائشہ کو معاملات اب مزید اس کے سہارے نہیں چھوڑنے تھے۔

www.novelsclubb.com

"تم مجھے روک نہیں سکتے۔" انہوں نے رابطہ قطع کر لیا۔ حدید نے پیر کرسی پہ مار کر اندر کے اضطراب کو باہر نکلنے کی جگہ دی۔

☆☆☆

زخرف کے اندر بے چینی سرائیت کر چکی تھی۔ برہان کی باتیں، حدید کا دھوکہ، حدید کی کزن سب کچھ گڈمڈ ہو رہا تھا۔ اچانک اس کے فون پہ الارم بجا۔ اس پہ ایک لفظ محفوظ تھا۔ "کیئریر" اس نے سب کو بھاڑ میں جھونکتے توصیف کو کال ملائی۔ رات کے اس پہر بھی وہ جاگ رہا تھا۔ آخری ملاقات میں اس کے کمرے میں پڑے مشروب کو دیکھ نور کو اس شخص کی فطرت کا بخوبی اندازہ ہو چکا تھا۔

"مجھے امید نہیں تھی کہ تم اتنی جلدی رابطہ کر لوگی۔" وہ محظوظ کن لہجے میں بولا۔ زخرف کو اس کے لہجے سے کراہیت محسوس ہوئی۔

www.novelsclubb.com

"مجھے قبول ہے۔"اس نے بنا تمہید باندھے سیدھی بات کی۔ توصیف کے ہاتھ میں موجود گلاس چھوٹنے کے قریب ہوا۔ اسے امید نہیں تھی کہ وہ اتنی جلدی بلیک میل ہو جائے گی۔

"کل صبح دس بجے سیٹ پہ پہنچ جانا۔ اور ہاں اپنی نیند پوری کر کے آنا۔ تمہارے چہرے پہ قدرتی چمک ہونی چاہئے۔"وہ پروفیشنل انداز میں گویا ہوا تو زخرف کا دل چاہا کہ اس کمینے سے پوچھے کہ تو نے نیند ہی تو خراب کر چھوڑی ہے۔ مگر آہ یہ معصوم سی حسرتیں!

www.novelsclubb.com

" سمجھ گئی۔"زخرف نے فون بند کیا۔ اور فریش ہونے کے لیے چلی گئی۔

☆☆☆

عائشہ سونے کے قریب تھیں جب دوبارہ حدید کی کال آئی۔ انہوں نے نفی میں سر ہلاتے کال اٹھائی۔

"وہ سو گئی ہے؟" حدید کے انداز میں عجلت تھی۔

"رات کے اس پہر تم نے یہ پوچھنے کے لیے فون کیا ہے؟" ان کا انداز جتا تا تھا۔

"مجھے اسے دیکھنا ہے۔" وہ سیدھا مدعے پہ آیا۔ عائشہ کے لب مسکراہٹ میں ڈھلے۔

"بیوی ہے وہ تمہاری ہر پل دیکھو۔" شریر لہجے میں ممتا سے زیادہ دوستانہ انداز شامل حائل تھا۔

"وہ اجازت نہیں دیتی۔"

"تمہیں ضرورت ہے اجازت کی؟" ابرو اچکائے سوال داغا۔

"وہ انکار کرے گی تو سامنے نہیں آؤں گا۔"

"وہ کہے گی حدید عالم مجھے چھوڑ دو۔ تو چھوڑ دو گے کیا؟" عائشہ نے اس کے قدموں تلے زمین کھسکائی تھی۔ وہ آسمان میں معلق ہوا۔

"بولو حدید لقمان عالم چھوڑ دو گے اسے ؟" اب کہ ان کے انداز میں کاٹ تھی۔

حدید کی برداشت جواب دے گئی۔

"میں باہر کھڑا ہوں۔ دروازہ کھولیں۔" اس نے فوراً کال کاٹ دی۔ عائشہ کو اپنی بات کا جواب مل گیا۔ ایک پر سکون مسکراہٹ نے ان کے لبوں کو چھوا۔

☆☆☆

انہوں نے دروازہ کھولا تو وہ چوکھٹ پہ ایستادہ ملا۔ معمول سے ہٹ کر اس نے ہلکے خاکی رنگ کی جینز پہ میرون رنگ کی شرٹ پہن رکھی تھی۔ کوٹ کے بٹن کھلے ہوئے تھے اور بایاں ہاتھ کوٹ کی جیب میں اڑس رکھا تھا۔ عائشہ نے راہ چھوڑی تو وہ خاموشی سے اندر آ گیا۔ عائشہ بنا کچھ کہے کچن کی طرف چل دیں تو وہ ان کے پیچھے چلا آیا۔ وہ کرسی گھسیٹ کر بیٹھیں تو حدید نے ان کے برابر کی نشست سنبھال لی۔

میز پہ موجود ڈھکی پلیٹ کو دیکھتے اس نے نظر انداز کیا کہ عائشہ نے مسکراہٹ سجائے اس کی جانب دیکھا پھر گویا ہوئیں۔

"کیک کھاو۔ تمہاری بیوی نے بنایا ہے۔" شیشے کا ڈھکن اٹھا کر کیک نمایاں کرتے انہوں نے شریر لہجے میں کہا۔ لیکن حدید کے چہرے پہ کوئی رنگ نہ آیا۔

ایک تو آج کا دن کیکو کیک ہی کیوں ہو رہا تھا؟

"حیرت نہیں ہوئی جان کر؟" وہ یونہی کیک کو گھورتا رہا تو عائشہ نے اس کے بے تاثر چہرے کو دیکھ کر پوچھا۔

"کیوں ہوگی حیرت؟" کندھے اچکا کر کہتے اس نے عائشہ کے چہرے پہ مچلتی شوخی دیکھی۔ آخر ہوا کیا تھا؟

"اس نے پہلی بار کیک بنایا ہے نا۔" ان کے کہنے کا انداز عام نہ تھا۔

"وہ بہت سارے کام پہلی بار کرتی ہے۔ ہر بار حیران ہونے لگوں گا تو تھک جاوں

گا۔"

"تو اس بار تھک جاو۔"انہوں نے نفاست سے کیک کا سلائس کاٹتے کہا۔ حدید ہنوز خاموش رہا۔

"پوچھو گے نہیں کیوں۔" گردن موڑے اپنا رخ حدید کی جانب کرتے انہوں نے پلیٹ اس کے آگے کھسکائی۔

"کیوں؟"

"کھاو اور خود فیصلہ کرو۔"انہوں نے اختیار اسے سونپ دیا۔ حدید نے کم فہمی سے وہ ٹکڑا منہ میں ڈالا۔ اگلے ہی لمحے اس کے چودہ طبق روشن ہوئے تھے۔

"یہ تو کافی کیک ہے۔" کمبخت کو کیک کچا نہیں محسوس ہوا۔

"میں نے بھی یہی کہا تھا۔"اب کہ وہ عجب سا مسکائیں۔

"کس سے؟"

"اس سے"

"اس نے کیا کہا؟"

"وہ کہتی وہ جانتی ہے۔"

"پھر؟"اس نے بے صبری سے پوچھا۔

"پھر یہ کہ تمہارا نام اس کی زبان پہ آ گیا۔"وہ حدید کے تغیر زدہ تاثرات سے محظوظ ہو رہی تھیں۔

"میرا نام لے کر کیا کہا اس نے؟"انگ انگ میں جیسے بے چینی بھر گئی تھی۔

"کہا ہی تو نہیں گیا اس سے کچھ خاموشی طاری کر لی۔یوں لگا گویا مراقبے میں چلی گئی۔"انہوں نے ہر جملے کو ایک خاص انداز میں ادا کیا۔حدید خاموش رہ گیا۔

"پوچھو گے نہیں۔بیوی،شوہر کا نام لیتے لیتے چپ کر جائے تو کیا مطلب ہوتا ہے۔"

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

"کیا؟"

"اس کا مطلب یہ ہوتا ہے کہ وہ خود کو بیوی کہلوانے سے ڈرتی ہے۔"

"نئی بات نہیں ہے۔" اس نے پاؤں سمیٹتے ہوئے کہا۔

"اونہوں۔۔۔ نئی بات ہی تو ہے۔" وہ آنکھوں میں چمک لیے بولیں تو حدید کو تجسس ہوا۔

"کیسے؟"

"وہ ایسے حدید عالم کہ وہ خود کو بیوی کہلوانے سے ڈر رہی ہے۔ مگر تمہیں شوہر ماننے پہ رضامند ہے۔" حدید کے اندر جیسے طوفان اٹھ کر تھما۔ عائشہ اس کے جم جانے پہ نفی میں سر ہلاتے کرسی سے اٹھیں۔

"کچھ نہیں نا کھایا تم نے؟" اس کے بال سہلاتے وہ ممتا سے بھرپور لہجے میں بولیں تو وہ گہرے سکوت سے باہر نکلا۔

"کھایا تھا۔"

"میں نہیں مانتی۔"وہ کھانا گرم کرنے کی نیت سے فریج کی جانب بڑھیں کہ حدید نے ان کا ہاتھ تھام کر روک دیا۔

"باخدا کھایا تھا۔ کنزہ کی برتھ ڈے پارٹی تھی۔"

"اوہ"یہ ردعمل نہایت بے ساختگی میں ہوا۔

"کیا ہوا؟"

"اب سمجھی۔"انہوں نے گویا راز پالیا تھا۔

"کیا سمجھیں؟"

"اسے الہام ہوا تھا۔"

"کسے اور کیسا الہام؟"حدید کے اندر بے چینی سرائیت کر گئی۔

"اسے الہام ہوا تھا کہ تم نے آج اسے چھوڑ کر کنزہ کو چنا ہے۔"

"اس نے اس وجہ سے کیک بنایا؟" وہ حیرت زدہ سا بولا۔

"ہاں نا۔۔۔ وہ نور ہے۔ وہ کسی کے رخ بدلنے پہ نہیں چلتی۔ وہ خود کو ہمیشہ اوپر رکھتی ہے۔" حدید نے آنکھیں میچیں۔

"جاو۔ وہ سوئی ہوئی ہے۔ قسم سے ایسی پر سکون نیند لیتے اسے میں نے بہت کم ہی دیکھا ہے۔" اس کے بالوں پہ بوسہ دیتے وہ اپنے کمرے میں چل دیں۔

☆☆☆

www.novelsclubb.com

وہ کرسی اس کے قریب رکھے فرصت سے اسے دیکھ رہا تھا۔ لحاف کو شانوں تک اوڑھے وہ عائشہ کے کہے کے مطابق گہری اور پر سکون نیند میں تھی۔ ایک جانب وہ نتائج سوچ سوچ کر آدھا ہو چکا تھا دوسری جانب وہ لاپرواہ بنی ہوئی تھی۔

"تمہاری یہ خوبی مجھے سب سے زیادہ پسند ہے۔"وہ جاگتی ہوتی تو کہتی کہ اس کی تمام خوبیاں ہی قابل ستائش ہیں۔ آفٹر رول زخرف نور اور اس کی سیلف اوبسیشن!

"یہ جو تم اپنی ذات کو اہمیت دیتی ہو نا۔ خود پہ مان کرتی ہو۔ جی چاہتا ہے تمہاری اس ادا پہ قربان ہو جاؤں۔"وہ محو استراحت وجود کی ستائش میں خود سے محو کلام تھا جب تعریف کی خوشبو محسوس کرتے اس نے انگڑائی لی۔ لحاف سینے سے نیچے کھسک گیا۔ نیند کے خمار سے بوجھل آنکھیں نیم وا ہوئیں۔ اس کی ہر حرکت و سکنت کو بغور دیکھتے ایک پل کو حدید سخت گڑبڑا گیا۔ اف! اب یہ لڑکی پورا گھر سر پہ اٹھائے گی۔

"تم۔۔۔کمبخت اب خواب میں بھی آنے لگے ہو۔ ہٹو۔ ساری بیوٹی سلیپ کا ستیاناس کر رہے ہو۔"خلا میں ہاتھ چلائے مقابل کا سانس روکے وہ اسے خوب

www.novelsclubb.com

سمجھتے آنکھیں واپس بند کر گئی۔ پہلے تو حدید کو سمجھ میں نہ آیا پھر حالات سمجھتے اس نے نفی میں سر ہلایا۔

"خادم کو اپنے قدموں میں بٹھائے خود میڈم اپنی بیوٹی سلیپ لے رہی ہیں۔" کیا شاہانہ پن تھا اس کی زوجہ محترمہ کا۔ وہ تو صدقے واری جاتا۔

" صحیح ہے مسز ! کر لیں موج۔ جس دن مجھ سے محبت کا اقرار کر دیا اس دن میں بھی چن چن کر بدلہ لوں گا۔" وہ مصنوعی دھمکی دیتے ہوئے کس قدر پیارا دکھتا تھا۔ یہ بیوٹی کوئین دیکھتی تو سہی۔۔۔ چاروں شانے چت ہو جاتی۔ حدید نے اس پہ لحاف درست کیا۔

"جانے کب تک تمہیں دیکھنے کے لیے اتنی احتیاط برتنی پڑے گی۔ جانے کب تم مجھے سنو گی۔ جانے کب تم اقرار کرو گی کہ تمہیں یہ رشتہ دل سے قبول ہے۔"

ڈھیروں سوالات کرتے مقابل سے جواب طلب کیے بنا وہ صرف اپنے تحفظات سامنے رکھ رہا تھا۔

پھر وہ کرسی سے اٹھا۔اس کے قریب جھکا۔اپنا چہرہ اس کے چہرے کے قریب ترین جھکاتے اس نے نور کے دائیں گال کو لبوں سے چھوا۔اسی طرح جھکے اب کی بار اس نے بائیں گال کو چھوا۔پھر باری باری دونوں آنکھوں پہ سایہ فگن ہوا۔اس کے وجود میں کوئی جنبش نہ ہوئی۔مام نے درست کہا تھا وہ واقعی گہری پرسکون نیند سوئی تھی۔

"آج تو ان آنکھوں میں بے رخی تھی۔بھسم کر دینے والے شعلے تھے۔یقین جانو گمان ہوتا کہ تم کنزہ سے جیلس ہو رہی تھی تو اسی پل تمہیں اپنے حصار میں لے لیتا۔" سرشار سا مسکراتے وہ ایک بھرپور نظر اس کے سوئے وجود پہ ڈالے دھیمی

چاپ سے کمرے سے باہر نکلا۔ پھر بنا وقت ضائع کیے وہ اپارٹمنٹ سے بھی باہر نکل گیا۔

☆☆☆

وہ شوٹنگ سائیٹ کے پاس آرہی تھی۔ اس میں اور شوٹنگ سائیٹ میں ایک سڑک کا فاصلہ باقی تھا۔ توصیف کے اپنی جانب متوجہ ہونے تک وہ سڑک کے پار ہی کھڑی رہی۔ کچھ تھا زخرف نور کے انداز میں۔ کچھ نافہم، ناقابل بیان۔ توصیف نے اسے اپنی طرف آنے کے لیے اشارہ کیا تو اس نے دور سے ہی ہاتھ ہلایا۔ توصیف کے چہرے پہ فاتحانہ مسکراہٹ ابھری۔ اب آئی تھی یہ لڑکی قابو میں۔ زخرف کڑھ کر رہ گئی پھر اسے اپنی طرف متوجہ پاتے وہ فٹ پاتھ سے اترتے سڑک پہ آئی۔ توصیف اسے اپنی طرف بڑھتا دیکھنے کا خواہش مند تھا مگر اگلے ہی لمحے اسے زخرف نور کا وجود گاڑی سے ٹکراتا اور دور زمین پہ گرتا دکھا۔

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

چند پل وہ خالی نگاہوں سے اس منظر کو دیکھتا رہا۔ پھر ہوش میں آتے اس نے چیخ کر اسے پکارا۔ سب لوگ حادثے کی جانب متوجہ ہوئے۔ توصیف اور اس کے ہمراہ تمام لوگ بھاگتے ہوئے اس تک پہنچے۔ وہ کمر کے بل گری ہوئی تھی۔ اس کے سفید کپڑوں پہ جا بجا گرد لگ چکی تھی۔ پاؤں میں رگڑ واضح دکھ رہی تھی۔ آنسو اس کی آنکھوں سے آبشار کی مانند گر رہے تھے۔ وہ کراہ رہی تھی۔ ایک پل کو تو فلم سے منسلک تمام لوگوں کا دل دہل کر رہ گیا۔

"صد شکر کہ وہ زندہ سلامت تھی۔" توصیف نے دل میں شکر ادا کیا۔

www.novelsclubb.com

"کسی نے اس گاڑی کا نمبر نوٹ کیا؟" وہ ڈائریکٹر تھا۔ بہت مکار اور چالاک انسان تھا۔ اسے اس شخص سے بھی نپٹنا تھا جس کے باعث اس کی ہیروئین سڑک پہ زخمی پڑی تھی۔ مگر کسی کے کچھ بولنے سے قبل وہ درد کی شدت سے کپکپاتے تڑپی۔

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

"آہ میری کمر" چند پل قبل والی نک سک سی تیار لڑکی اس وقت بے بسی سے سڑک پہ لوگوں کی نظروں کا مرکز بنی ہوئی تھی۔

"فوری اٹھاو اسے۔ ہسپتال لے کر جانا ہو گا۔" توصیف نے اسے بازو سے تھام کر کھڑا کرنا چاہا تو وہ لرز کر رہ گئی۔

"میرا پیر" مسلسل بہتے اشکوں کے ساتھ وہ واپس زمین پہ بیٹھ گئی۔ درد تھا کہ حد سے سوا ہو رہا تھا۔

"حوصلہ کرو۔" کیمرہ مین نے اسے تسلی دینی چاہی۔

"برداشت نہیں ہو رہا۔" وہ کسی تشفی کو سن کر قائل ہونے والی نہ تھی۔

"نور تم یہ کر سکتی ہو۔ چلو اٹھو شاباش" توصیف نے اسے پچکارا۔

"مدد کرو۔ اٹھا نہیں جا رہا۔" لبوں کو کچل کر اٹھتی تکلیف کو دباتے اس نے مجبوری و لاچاری سے کہا تو توصیف نے کیمرہ مین کے ہمراہ اسے سہارا دیتے گاڑی میں بٹھایا۔

وہ اسے لیے ہسپتال پہنچے۔ اسے سہارا دے کر ویل چئیر پہ بٹھایا اور تیزی سے ویل چیئر گھسیٹتے کوریڈور میں آئے۔ سامنے سے ایک سینیئر ڈاکٹر چلا آرہا تھا۔ ان کو دیکھ نور کی آنکھوں میں شناسائی کے ساتھ ایک چمک ابھری۔ ایک پل کو اس کے چہرے پہ مسکراہٹ ابھری۔

www.novelsclubb.com

"ڈاکٹر پلیز ایمرجنسی۔ اس کا ایکسیڈنٹ ہوا ہے۔" اس کے بدلتے تاثرات سے لاعلم توصیف نے منت سے کہا۔ تو ڈاکٹر نے مریض پہ ایک نرم نگاہ ڈالی۔ نور کا کراہنا ہنوز جاری و ساری تھا۔ اس کو یوں دیکھ توصیف کے ہاتھ پیر پھولنے لگے تھے۔

"انہیں فوری ایمر جنسی میں لے کر چلو۔" ڈاکٹر نے مریض کی حالت جانچتے ہدایت جاری کیں اور خود بھی اس کی ویل چئیر کے ہمراہ ہو گئے۔

وہ اندر داخل ہوئے تو دو نرسز بھی ان کے ہمراہ شامل تھیں۔ ڈاکٹر نے ایک نظر مریض کو دیکھا پھر اس کے ساتھ موجود ان دو مردوں کو۔

"آپ باہر جائیں پلیز" انہوں نے نرمی سے ان دونوں کو باہر نکلنے کا اشارہ کیا۔

" صحیح سے معائنہ کر لیجئے گا۔ اس کی صحت بہت اہم ہے۔" توصیف نے تاکیدی انداز میں کہا۔

www.novelsclubb.com

"آپ فکر مند نہ ہوں۔ ڈاکٹر کو اپنے مریض کی صحت کا خاصا خیال ہوتا ہے۔"

توصیف اور کیمرہ مین باہر نکلے تو انہوں نے بستر پہ نیم دراز نور پہ نگاہ ڈالی۔ اس کے دونوں پاوں کو ادھر سے ادھر ہلاتے معائنہ کیا۔ اس کا کراہنا اب کہ ختم ہو چکا تھا۔ ڈاکٹر نے کچھ اچنبھے سے اسے دیکھا۔ پھر پرچی پہ بال پین چلائی اور پاس کھڑی

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

دونوں نرسز سے مخاطب ہوئے جو اس لڑکی کے حسن کو دیکھتے شدید متاثر ہوئی پڑی تھیں۔

"آپ ڈرپ لے کر آئیں۔" ایک نرس کمرے سے باہر نکلی تو انہوں نے دوسری پرچی پہ کچھ الفاظ لکھتے رہ چکی نرس کو وہ پرچی تھمائی۔

"آپ یہ انجیکشن لے کر آئیں۔" وہ ہاں میں سر ہلاتے باہر نکلی تو کمرہ خالی ہو گیا۔

زخرف نے سکون کا سانس بھرتے آرام اور بے فکری سے بیڈ پہ پشت ٹکاتے ٹانگیں پھیلائیں۔

www.novelsclubb.com

"ایک تو یہ جھوٹ کے آنسو" بائیں ہاتھ کی شہادت کی انگلی سے آنکھوں کی نمی صاف کرتے اس کے ہونٹ دائیں جانب کی مسکراہٹ میں ڈھلے۔ ڈاکٹر توقیر نے کچھ تعجب سے اس کا بدلتا روپ دیکھا۔ مگر اگلے ہی پل وہ واپس متفکر ہو گئے۔

"تھوڑا جھک کر دیکھیں۔ کمر پہ زیادہ چوٹ تو نہیں آئی۔"

"چوٹ اس وقت آتی ہے ڈاکٹر جب گاڑی آپ کو ٹھوک کر جائے۔ جب گاڑی چھوئے بنا گزر جائے اور آپ زمین پہ گر کر رونے لگیں تو دنیا اسے اداکاری کہتی ہے۔" وہ جس بے نیازی سے بولی۔ ڈاکٹر صاحب متاثر ہوئے بنا نہ رہ سکے۔

"آپ نے فون پہ کہا تھا کہ کل کچھ لوگ آپ کو ہسپتال لائیں گے۔ کیا یہ کوئی جان لیوا حملہ تھا؟" وہ فکر مندی سے گویا ہوئے۔

"ڈاکٹر آپ واقعی بہت معصوم ہیں۔ یہ جان لیوا حملہ نہیں۔ پلانڈ ایکٹنگ ہے۔"

"میں سمجھ نہیں پا رہا۔"

"آپ بس اتنا جان لیں کہ فلحال یہ ڈرامہ کرنا بہت ضروری تھا۔ اور آپ کی مدد کے بغیر یہ ممکن نہیں تھا۔ آپ سمجھ رہے ہیں نا؟" وہ اپنی بات مکمل کرتے انہیں جواب طلب نگاہوں سے دیکھنے لگی۔ ڈاکٹر توقیر کے چہرے کے تاثرات اس کی سمجھ سے بالاتر تھے۔

اچانک دروازہ کھلا تو وہ واپس رول میں آتے چہرے پہ تکلیف دہ آثار طاری کر گئی۔ ڈاکٹر اس کا پل پل بدلتا روپ دیکھ حیران و ششدر رہ گئے۔ یہ لڑکی روشنی کی رفتار سے اپنے تاثرات تبدیل کرتی تھی۔ وہ اس کی اداکاری کے قائل ہوئے۔

"ڈاکٹر کیا یہ ٹھیک ہے؟" دھماکہ خیز آمد توصیف کی تھی۔ وہ سراسیمہ ہوا اس کی خیریت پوچھ رہا تھا۔

"میں نے ان کا چیک اپ کیا ہے۔ ریڑھ کی ہڈی پہ ضرب لگی ہے۔ ان کا سیدھا بیٹھنا مشکل ہے۔" اب ڈاکٹر کی باری تھی کہ وہ کیسے نور کی مدد کرتے۔ ان کے الفاظ پہ جہاں زخرف کے لبوں پہ مسکراہٹ ابھری جو وہ لمحے کے ہزارویں حصے میں چھپا گئی وہیں حیرت کی زیادتی سے توصیف کا منہ کھلا رہ گیا۔ زخرف ڈاکٹر کے الفاظ کا عملی نمونہ بنتے فوری کمر جھکا گئی۔ اب کی بار اس کی کراہوں میں اتنی تکلیف تھی کہ ایک پل کو توصیف خوفزدہ ہو گیا۔ ڈاکٹر نے بات بڑھائی۔

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

"ان کے پیر کا گوشت پھٹ چکا ہے۔ یہ کئی دن پیروں پہ کھڑی نہیں ہو سکیں گیں۔" توصیف کا رنگ زرد ہو گیا۔ وہ اس کو اپنی ذمہ داری پہ لایا تھا۔ اس کے ساتھ کچھ غلط ہونے کی صورت وہ جوابدہ تھا۔

"علاج کو کتنی دیر لگے گی؟" کافی دیر سکتے کے زیر اثر رہنے کے بعد وہ نور پہ ہمدردانہ نگاہیں جمائے دلگرفتہ اور شکست خوردہ انداز میں ڈاکٹر سے مخاطب ہوا۔

"شاید کئی ہفتے یہ واپس نارمل نہ ہو پائیں۔ ایسے کیسز میں عموماً مریض کا زیادہ تر وقت بیڈ ریسٹ میں گزرے تو ہی صحتیابی کے چانسز زیادہ ہوتے ہیں۔" وہ زخرف کا کام سہل کر گئے۔ زخرف ان کے تلخ اندازے پہ زور زور سے رونے لگی تھی۔

"ماما! میری ماما کو بلا دیں۔ میں مر جاؤں گی۔" اس بار ڈاکٹر اپنی مسکراہٹ ابھرنے سے روک نہ پائے۔ امایہ کی فیورٹ سیلیبریٹی قابل ستائش تھی۔

www.novelsclubb.com

"کام ڈاؤن سب ٹھیک ہو جائے گا۔" توصیف اس کے قریب بیٹھتے مشفقانہ انداز میں بولا۔ مگر اس پہ رتی بھر اثر نہ ہوا۔

"کچھ ٹھیک نہیں ہو گا۔" وہ بیڈ شیٹ کو مٹھیوں میں بھینچے چیخی۔

"تمہاری اس منحوس فلم نے مجھے بستر کا کر دیا۔ نہ میں یہاں آتی نہ یہ سب ہوتا۔"

توصیف شرمندہ سا سر جھکا گیا جیسے وہ اسی کی بدولت گاڑی سے ٹکرائی ہو۔

"میں پاکستان ہی کیوں نہ رہ گئی۔ یا اللہ!" وہ گریہ وزاری کرتے اسے گلٹ میں مبتلا کرنے لگی۔ توصیف نے لب کاٹے۔ وہ دوہری مشکل میں پھنس چکا تھا۔ اس کے بغیر آئٹم سانگ شوٹ کرنا یعنی ریٹنگز خراب ہونا۔ پھر اس کے علاج کا خرچہ مفت میں اس کے سر مسلط ہو چکا تھا۔

"باہر جائیں۔ مجھے انہیں نیند آور انجکشن لگانا ہو گا۔" ڈاکٹر نے نور کو مزید مشکل سے بچاتے توصیف کو باہر نکالا۔ پھر نرس سے انجکشن اور ڈرپ لے کر انہیں بھی واپس بھیج دیا۔

"کتنے دن کا پلان ہے؟" وہاں رکھے تھری سیٹر صوفے پہ بیٹھتے وہ سہولت سے مستفسر ہوئے۔ انجکشن اور ڈرپ وہ ضائع کر چکے تھے۔

"دو سے تین دن۔ بقیہ ریسٹ میں گھر میں ہی کروں گی۔ لیکن رات کے وقت مجھے واپس گھر جانا ہو گا۔ آپ سنبھال لیں گے نا؟" وہ حالات کا تجزیہ کرتے پرسوچ تاثرات لیے ٹھہر ٹھہر کر بولتے مستفسر ہوئی۔

"میں سب دیکھ لوں گا۔ فکر نہیں کریں۔" انہوں نے تسلی کروائی۔

"پلیز ان کو اندر نہیں آنے دینا۔ ٹسوے بہا بہا کر اب آنکھیں اصل آنسوؤں سے خالی ہو گئی ہیں۔"

"شیور "ڈاکٹر توقیر نے حامی بھر لی۔

"امایہ کیسی ہے ؟"وہ اٹھ کر باہر جانے لگے جب پیچھے سے نور کی آواز ابھری۔ نور کی آواز میں ایک عجیب سا احساس تھا۔ ان کے اٹھتے قدم تھم گئے۔ انہوں نے دروازے کے قریب سے رخ موڑا پھر ہلکی سی مسکان سجائے نور کو دیکھا۔

"علاج کے لیے مان گئی ہے۔"ان کی نفیس شخصیت پہ مسکراہٹ کتنی جچتی تھی۔ کاش وہ ان سے کہہ سکتی۔

"میں اس کی صحتیابی کا انتظار کروں گی۔ پھر وعدے کے مطابق وہ مجھ سے ملے گی۔"ڈاکٹر خاموش رہے۔ وہ اس خلوص کا جواب دینے کی اہلیت نہیں رکھتے تھے۔ انہوں نے رخ واپس موڑتے دروازے کا ہینڈل گھمایا۔

"میں آپ کے یہ احسانات کبھی نہیں بھولوں گی۔"ان کی پشت پہ اس کی ممنون آواز ابھری تھی۔ ڈاکٹر توقیر بس مسکرا کر رہ گئے۔ یہ لڑکی ان کی سوچ سمجھ سے

بہت باہر تھی۔ وہ دروازہ لاک کر کے باہر گئے تو نور نے سائیڈ ٹیبل پہ پڑا اپنا بیگ اٹھایا۔ اس میں سے فون باہر نکالا اور ٹرانزیکشن کی۔ فوری کال موصول ہوئی۔

"شکریہ میم" دوسری جانب سے مودب سی آواز ابھری۔

"اچھا کام تھا۔ تم داد کے مستحق ہو۔" وہ شخص واقعتاً قابل ستائش تھا جس نے کمال مہارت سے گاڑی یوں اس کے پاس سے گزاری کہ سڑک پار کھڑے افراد کو وہ حادثہ معلوم ہوا۔ مگر زیادہ حصہ تو زخرف نور کی اداکاری کا تھا۔

"اور ہاں دوبارہ یاددہانی کروا رہی ہوں کہ تم مجھے نہیں جانتے۔" اس کے انداز میں تنبیہہ اور حکم تھا۔

" سمجھ گیا میم"

اس نے کال بند کی۔ چہرے پہ فتح کی چمک تھی۔

www.novelsclubb.com

"میں زخرف نور ہوں زخرف نور۔ لوگوں کی چالوں کو ان پہ ہی پلٹنا مجھے بخوبی آتا ہے۔ افسوس کہ تم مجھے جانتے نہیں توصیف" مصنوعی افسوس کا مظاہرہ کرتے اس نے خود کلامی نہیں کی تھی۔ اپنے تیز ذہن کو داد سے نوازا تھا۔

کل صبح کا منظر پوری جزئیات کے ساتھ اس کی نگاہوں کے پار گھوما۔ وہ معاہدے کی کاپی ہاتھ میں لیے ادھر سے ادھر چکر کاٹ رہی تھی۔ اسے کسی نازک نقطے کی تلاش تھی۔ آٹھویں بار اس معاہدے کو پڑھتے اس کی زیرک نگاہیں اچانک سے ان جملوں پہ تھمیں۔ اب کی بار اس نے اپنے قدموں کو رعایت دی اور بیڈ پہ بیٹھ گئی۔ ہر لفظ کو زور دے کر پڑھتے اس کے دماغ میں کچھ روشن ہوا۔ وہ روشنی ایسی تھی کہ زخرف کی نگاہیں چمک اٹھیں۔

"تو یہ معاہدہ اس ماہ کی دس تاریخ کو ختم ہو رہا ہے۔ ویسے بھی تمہارا برلن میں ٹھہراؤ ایک ہفتے سے زیادہ نہیں ہے۔ بس اب تم دیکھتے جانا توصیف! بناز ہر کے

www.novelsclubb.com

کیسے میں تمہاری رگوں کو کاٹتی۔"اس نے فون لاک کھولا۔ایجنسی کے ایک بندے کو کال ملائی۔اور ہدایات جاری کیں۔سب کچھ طے ہونے پہ اس نے فون کاٹا۔

وہ اداکارہ تھی۔صرف فلمی دنیا کی نہیں۔۔۔اصل زندگی کی بھی۔جیسے ہم سب اصل حیات کے اداکار ہیں۔اپنے مطلب کے لیے اداکاری کرتے ہیں۔

منظر ماضی کا تھا سو ماضی میں ہی جا سمایا۔اس نے فرنٹ کیمرہ کھولا۔پھر آنکھوں کے نیچے آئی شیڈو کے استعمال سے بنائے وہ حلقے ویٹ ٹشو سے صاف کیے۔

www.novelsclubb.com

"ایک مہینے کے آنسو ایک گھنٹے میں بہا دیے۔آہ"وہ خود کلامی کے انداز میں بڑبڑائی۔بیگ سے وٹامن سی کا ساشے نکالا کیونکہ وہ جانتی تھی کہ اس کی صحت کے لیے وٹامن سی کتنا اہم تھا۔

“Can’t compromise on my Beauty.”,

پانی کے گلاس میں ساشا ڈال کر حل کرنے کے بعد اس نے گھونٹ گھونٹ پینا شروع کیا۔ ماتھے پہ کوئی شکن نہیں تھی۔ انداز میں کوئی عجلت نہیں تھی۔ پورا گلاس پینے کے بعد کسی شے کی تلاش کے لیے اس نے دوبارہ بیگ کھولا۔

"فیس واش تو اپارٹمنٹ ہی رہ گیا۔ اف نور کیا ہو گا تمہارا"

وہ جانتی تھی اسے کم از کم کچھ گھنٹے یہاں رہنا ہو گا۔ اور اس میک اپ کے ساتھ اس کی سکن خراب ہو سکتی تھی۔ آہ زخرف نور اور اسکی سکن کیئر!

انگڑائی لیتے وہ بستر سے اٹھی۔ پھر کپڑوں پہ لگی گرد جھاڑی جو وہ پہلے سے لگا کر گئی تھی۔

"چلیں نور میڈم اب مٹی والے پیر دھو لیں۔" خود کو نہایت ادب واحترام سے طرز تخاطب دیتے سلیپرز پہنے وہ کمرے سے ملحقہ واش روم گھس گئی۔

www.novelsclubb.com

ہسپتال کے اس کمرے نے پہلی بار اتنا ٹھیک ٹھاک مریض دیکھا تھا۔

☆☆☆

وہ ٹی وی پہ خبریں سن رہے تھے جب مائدہ کمرے میں داخل ہوئیں۔ میرون رنگ کی سادہ شلوار قمیض پہ میرون شیفون کے دوپٹے کو اوڑھے اور دائیں کندھے پہ چادر ٹکائے ان کی شخصیت میں خصوصی رعب اور وقار پنہاں دکھائی دیا۔ وہ سیاسی گھرانے سے وابستہ تھیں۔ جہاں سادگی میں بھی ستم ڈھائے جاتے تھے۔ ہمایوں نے ایک نظر ان کو دیکھا۔ ان کی نظروں میں واضح ستائش ابھری۔ برہان کے پاکستان سے غائب ہو جانے کے بعد وہ شاذونادر ہی ایسے حلیے میں آتی تھیں۔ وہ ڈریسنگ ٹیبل کے پاس گئیں تو ہمایوں کی نگاہوں نے بھی ان کا پیچھا کیا۔ مائدہ اپنی قیمتی جیولری اتارتے وارڈروب کی طرف بڑھ گئیں تو ہمایوں نے نظریں واپس ٹی وی کی جانب مرکوز کر دیں۔

"کیسی رہی پارٹی؟" بظاہر ٹی وی کی طرف دیکھتے ان کا دھیان مائدہ کی جانب ہی تھا۔ انہیں مائدہ میں کچھ بلاوو دکھائی دیا تھا۔

"فریش ہونے دیں مجھے۔ پھر کچھ چٹ پٹا سناتی ہوں۔" ان کو تجسس میں ڈالتے وہ واش روم گھس گئیں۔ ہمایوں پہلے تو تذبذب کا شکار ہوئے پھر کندھے اچکاتے ٹی وی دیکھنے میں مشغول ہو گئے۔ وہ واپس آئیں اور ان کے قریب بیٹھتے انہیں متوجہ کیا۔

"مسز قادر نے مجھے اپنی بیٹی سے ملوایا۔" ان کے انداز میں جوش و خروش صاف دیکھا جا سکتا تھا۔ مگر دیکھنے والا ہیڈ لائن پڑھنے میں مصروف تھا۔

"گڈ"

"ان کی باتوں سے یہ صاف اندازہ تھا کہ وہ برہان کو اپنی بیٹی کے لیے چاہتے ہیں۔" انہوں نے چمکتی آنکھوں اور پر جوش لہجے سے دھماکہ کیا تھا۔

"سیریسلی؟" تو یہ تھی چٹ پٹی خبر۔

"مجھے پورا یقین ہے۔" اپنے بالوں کو جوڑے سے آزاد کرتے وہ مکمل اعتماد سے گویا ہوئیں۔

"اس سے اچھا اور کیا ہو سکتا ہے۔ قادر اس صوبے کا وزیراعلیٰ ہے۔ اور اس کی بیٹی کی نسبت اگر ہمارے بیٹے سے طے ہوتی ہے تو عنقریب برہان وزیراعلیٰ کی کرسی پہ ہو گا۔" وہ بہت دور اندیش تھے۔

"وہ تو صاف صاف کہہ رہی تھیں کہ قادر صاحب اپنے داماد کو ہی وزیراعلیٰ کی کرسی سے نوازیں گے۔ آخر کو وہ اکلوتی بیٹی ہے۔ اس کا شوہر اکلوتا داماد۔" وہ خواب گیر کیفیت میں ان کی باتیں دہرا رہی تھیں۔

"اور سیاست کا اکلوتا وارث" انہوں نے اضافہ کیا۔

www.novelsclubb.com

"میں برہان سے بات کروں گی۔ مجھے تو وہ لڑکی بہت اچھی لگی تھی۔ خوبصورت، ذہین اور اعلیٰ تعلیم یافتہ ہونے کے ساتھ ساتھ اس میں ایک اور خوبی بھی تھی جو مجھے بہت پسند آئی۔"

"کیا؟"

"اس لڑکی میں بلا کا اعتماد تھا۔ میرے برہان کے ساتھ وہی لڑکی جچے گی جو پروقار ہو گی۔" ہمایوں نے سر ہلا دیا۔ انہیں مائدہ کے تجزیے سے اتفاق تھا۔ مائدہ وہاں ہونے والی گفتگو و شنید میں سے چند کام کی باتیں بتانے لگیں۔ ہمایوں نے ٹی وی چھوڑ کر ان کو سننا شروع کیا۔ ان کی بیوی کم ہی موڈ میں آتی تھی۔

☆☆☆

آج اس کی سفیروں کے ساتھ ملاقات تھی۔ سفید شلوار قمیض پہ سیاہ کوٹ پہنے وہ پورے کروفر سے ان کے ساتھ بیٹھا تھا۔

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

"کیا نام بتایا آپ نے ؟" برہان نے اس شخص کی گفت و شنید سے متاثر ہوتے دوبارہ اس کا نام پوچھا۔ پورے مجمعے میں واحد وہ شخص ایسا تھا جس کی باتیں برہان کو جاندار لگی تھیں۔

"حارث بختیار" سیاہ ٹو پیس کے ساتھ نیلی ٹائی باندھے حارث نے مسکرا کر جواب دیا۔ مقابل خاصا دلچسپ انسان تھا۔

"تو آپ بھی نئے ہیں۔" سابقہ گفتگو سے معلومات حاصل کرتے وہ کچھ جتاتے ہوئے بولا۔

www.novelsclubb.com

"آپ کی طرح" مقابل کے جواب پہ برہان کے لب مسکراہٹ میں ڈھلے۔

"نئے لوگوں کو اپنا مقام بنانے میں خاصا وقت درکار ہوتا ہے۔ نہیں؟" وہ صوفے کی پشت سے ٹیک لگائے بولا۔ لہجہ خاصا باور کرواتا تھا۔

"ہوتا ہوگا اگر وہ واقعی اس میدان میں نئے ہوں۔" آنکھ کا کونا دباتے وہ محظوظ انداز میں بولا۔ وہاں بیٹھے بقیہ تمام لوگوں کی طرح وہ بھی باپ دادا کے نام پہ یہاں بیٹھا تھا۔ پاکستان کی بیوروکریسی میں ذہین مگر غریب انسان کی کوئی پوچھ نہ تھی۔

"کافی سمجھدار ہیں آپ۔ اپنے جیسے لوگ مجھے خاصا اٹریکٹ کرتے ہیں۔"

"میرے ساتھ معاملہ یکسر مختلف ہے۔" برہان نے کندھے اچکائے۔ حارث کے فون پہ کال آ گئی۔ وہ معذرت کرتے اٹھ کر چلا گیا۔

"اور آپ کیا کہہ رہے تھے۔" وہ اب دوسرے سفیر سے محو گفتگو تھا۔

www.novelsclubb.com

یہ سب بیوروکریسی کے گدھ تھے۔ ان سب کو صرف دو لوازمات سے غرض تھی۔

پیسہ اور پاور

☆☆☆

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

وہ گھر جانے کی نیت سے ہسپتال کے کمرے سے راہ فرار اختیار کرنے کے
درپے تھی جب اچانک دروازے پہ دستک ہوئی۔

"اب اس وقت کون آگیا؟"

صبح سے وقتاً فوقتاً ٹیم سے کوئی نہ کوئی اس کی خیریت معلوم کرنے آرہا تھا۔ زیادہ تر
لوگوں کو تو اس نے ٹرخا ہی دیا تھا مگر اب پھر پتا نہیں کون آگیا تھا۔ وہ بیگ وہیں
صوفے پہ پھینکے بستر پہ لیٹی اور لحاف اوڑھتے مسکین سی شکل بنالی۔ دستک دوبارہ
ہوئی تو اس نے مریل آواز میں اجازت دی۔ دروازہ کھولے رودابہ اندر داخل
ہوئی۔ کمرے میں نگاہ دوڑائی تو اسے بستر پہ لیٹا پایا۔ نور کے تاثرات ہنوز بیچارگی
لیے تھے۔

"کیسی ہو نور؟" وہ متفکر سی اسے کے قریب آئی۔

www.novelsclubb.com

" کیسی لگ رہی ہوں؟"وہ طنزیہ ہوئی۔ کمرے نے اسے گھور کر دیکھا۔ لگ تو وہ ٹھیک ٹھاک ہی رہی تھی اگر تو یہ مصنوعی تاثرات نہ ہوتے۔ رودابہ کی پیشانی پہ گہری ہر چھائیاں اتریں۔ دل میں درد اتر آیا۔ یہ لڑکی جب سے یہاں آئی تھی کچھ نہ کچھ برداشت کر رہی تھی۔ وہ اس کے قریب کرسی کھینچ کر بیٹھ گئی۔

"مجھے جب توصیف نے بتایا۔۔۔"

"نام مت لو اس کا۔ اس کی وجہ سے ہی یہ سب ہوا ہے۔"وہ تو ہتھے سے ہی اکھڑ گئی۔ ایک پل کو تو رودابہ دہل گئی۔

www.novelsclubb.com

"ہیں؟ کیا مطلب؟"اس کے انداز سے واضح ناسمجھی عیاں تھی۔

"اس نے ہی مجھے اس وقت شوٹنگ سائیٹ پہ آنے کے لیے کہا تھا۔ پھر میں سڑک کی دوسری جانب تھی جب اس نے مجھے آگے بڑھنے کا اشارہ کیا۔ میں ابھی

آگے بڑھی ہی تھی کہ۔۔۔۔"آخر میں نور کے تاثرات خاصے دردناک ہو گئے۔

روادبہ نے افسوس سے لب کاٹے۔

"اوہ! لیکن وہ خاصا پریشان ہے۔"وہ توصیف کی حمایت کرنے لگی۔شاید یہ اس پیمنٹ کا نتیجہ تھا جو توصیف نے اس کے کہنے پہ وقت رہتے کر دی تھی اور اس نے وہ پیسے اپنے چچا کو دیتے اپنا گھر واپس پا لیا تھا۔

"پریشان مائی فٹ۔اسے اپنے آئٹم سانگ کی پرواہ ہے بس۔"وہ نخوت سے بولی۔کم از کم روادبہ کے سامنے وہ دل کا وبال نکال سکتی تھی۔وہ ایک بے ضرر سی لڑکی تھی اور خاصی کم عقل بھی۔

"آئٹم سانگ سے یاد آیا۔میں نے آج توصیف کو پروڈیوسر سے بات کرتے سنا تھا۔وہ فلم سے آئٹم سانگ نکال رہے ہیں۔"

"یہ معجزہ کیسے ہوا؟"اس نے آنکھیں سکوڑے پر تجسس لہجے سے پوچھا۔

www.novelsclubb.com

"معلوم نہیں۔ شاید کچھ تحفظات تھے۔"وہ کندھے اچکا کر گویا ہوئی۔

"کیسے تحفظات؟"وہ مطمئن نہ ہوئی۔ اس لیے مزید تفصیل جاننی چاہی۔

"یہ فلم پاکستان میں ریلیز ہونی ہے۔ ویسے تو آج کل پاکستان کی بھی ہر مووی میں بے ہودہ گانے اور ان پہ لاچ گانا چل رہا ہے۔ مگر شاید تم توصیف سے واقف نہیں ہو۔ وہ معاشرے سے ہٹ کر چیزیں بناتا ہے۔ وہ ٹرینڈ فالو نہیں کرتا بلکہ خود ٹرینڈ بناتا ہے۔ اسی لیے اس کی فلمیں بلاک بسٹر ثابت ہوتی ہیں۔"

"لیکن پھر اس کے دماغ میں یہ خرافات کیسے آئی؟"

www.novelsclubb.com

"شاید اسامہ نے کہا ہو۔ یا اس نے اس بار رواج فالو کرنے کا سوچا ہو۔"نور نے کندھے اچکائے۔

"بیوقوف انسان۔ تمہیں کل ہدایت کیوں نہ ملی۔" وہ زیر لب بڑبڑائی۔ اتنی محنت اور پیسے ضائع کروا دیے۔

"ویسے میں تمہیں ایک مشورہ دوں۔" وہ اپنی ہی دھن میں زیر لب توصیف کو کوس رہی تھی جب رودابہ نے لب کچلتے کچھ کہنے کی سعی میں پہلے اجازت دریافت کی۔

"کہو۔"

"تمہیں اس وقت اور موقع سے فائدہ اٹھانا چاہئے۔"

"کیسے؟" نور نے اچنبھے سے دریافت کیا۔

"ہمدردی لے کر"

"مطلب؟"

"سوشل میڈیا پہ اپنے ایکسیڈنٹ کی ویڈیو پوسٹ کرو۔ ایک دن میں وائرل ہو جاو گی۔" وہ اسے گن سکھا رہی تھی جو وائرل ریل کی ہی بدولت اس کے مقابل بیٹھی تھی۔

"میں پہلے ہی وائرل ہوں۔" وہ تفخر سے گویا ہوئی۔ بھلا تھی کوئی ٹک ٹاکر جو دنوں میں بلاک بسٹر فلم میں کاسٹ ہوئی ہو۔

"اور ہو جاو گی۔"

"یہ ہمدردیاں لینا میرا شیوہ نہیں ہے۔ میں فیئر چلتی ہوں۔"

"جیسی تمہاری مرضی" رودابہ جانے کے لیے اٹھ کھڑی ہوئی۔

"میں نے آج تک یہی دیکھا ہے کہ لڑکیاں اپنی مقابل لڑکیوں سے خاصا حسد کرتی ہیں۔ تم کیوں مجھے مزید کامیاب دیکھنا چاہتی ہو۔" نور نے قدرے ناقدانہ انداز

www.novelsclubb.com

یں تبصرہ پیش کیا تو وہ ٹھہر گئی۔ ایک لمحے کو اس کے چہرے پہ مسکراہٹ آئی تھی۔ دردناک، سوزناک، غمناک، کربناک

"کیونکہ میں چاہتی ہوں تم شوبز کا وہ رخ جلدی دیکھ لو جسے دیکھنے میں مجھے عرصہ لگا۔" اس کے انداز میں عمیق گہرائی پنہاں تھی۔

"اپنا خیال رکھنا۔ اور سنبھل کر رہنا۔"

ناصحانہ انداز میں کہتے وہ دروازے کی طرف بڑھ گئی۔ نور نے اس کے کمرے سے غائب ہونے تک اسے دیکھا۔ پھر اس کے جانے کی تسلی کر کے بیگ اٹھایا۔ چہرے پہ ماسک چڑھایا۔ سر پہ ٹوپی لی اور کمرے سے نکل گئی۔

☆☆☆

وہ ٹیکسی کی غرض سے ارد گرد دیکھ رہی تھی جب اچانک اسے اپنی پشت پہ کسی کی لگاتار نظروں کا ارتکاز محسوس ہوا۔ اس نے رخ موڑا۔ وہاں کوئی نہ تھا۔

"عجیب واہمے ہو رہے ہیں۔" ٹوپی سے نکلتے بالوں کو ٹھیک کرتے اس نے دوبارہ چہرہ موڑا۔ اسے زیادہ انتظار نہیں کرنا پڑا کیونکہ ایک ٹیکسی جھٹکے سے اس کے قریب آ کر رکی۔ وہ فوری دروازہ کھولے اس میں بیٹھ گئی۔ بنا ڈرائیور کی شکل دیکھے اس کو پتا بتا کر وہ فون پہ مصروف ہو گئی۔ ڈرائیور نے بیک ویو مرر سے اسے غور سے دیکھا۔ پھر ایک ہاتھ سے سٹئیرنگ تھامے دوسرے ہاتھ سے فون پہ انگلیاں چلاتے کوئی پیغام رسانی کی۔ جواب فوری موصول ہوا۔ ڈرائیور نے اس کی بے فکری کا فائدہ اٹھاتے گاڑی کا رخ موڑا اور رفتار بڑھا دی۔ وہ ہنوز فون میں مگن تھی۔ کچھ دیر بعد گاڑی ایک جھٹکے سے رکی۔ زخرف کا سر اگلی سیٹ میں بجتے بجتے بچا۔

"آر یو میڈ" وہ طیش زدہ بولی مگر مقابل اس کی بات کا اثر لیے بنا گاڑی کا دروازہ کھولتے باہر نکلا۔ زخرف نے ارد گرد نگاہ دوڑائی۔ وہ علاقہ اس کے لیے نیا تھا۔ اس

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

کی چھٹی حس نے کچھ غلط ہونے کا اشارہ دیا۔ اس سے قبل کہ وہ باہر نکلتی کوئی اس کی طرف کی سیٹ کا دروازہ کھولے اندر داخل ہوتے اس کے برابر بیٹھا۔ وہ مدافعتی انداز میں آنے ہی والی تھی جب نووارد کو دیکھ اس کا منہ کھلا رہ گیا۔ فون گود میں گر گیا۔

"دادا آپ" چند لمحے تو اسے صدمے سے نکلنے میں لگے تھے۔ پھر خفگی نے اس کے چہرے پہ بسیرا کیا۔

"ایسے کون ملتا ہے اپنی پوتی سے۔" لہجے میں معصوم سی شکایت تھی۔ محمود آغا مسکرائے۔

"میری پوتی کو ایڈوانچرز کا شوق ہے تو سوچا کیوں نا سرپرائز دوں۔" آنکھ کا کونا دبا کر کہتے وہ شرارت سے گویا ہوئے تو نور نے انہیں مصنوعی گھوری سے نوازا۔

"ابھی میری جان نکل جاتی۔ مجھے لگا میں ٹریپ ہو چکی ہوں۔" اس نے سینے پہ ہاتھ رکھتے گہرا سانس بھرا۔ صد شکر وہ کسی نئی مصیبت سے بچ گئی۔

"آپ کو ٹریپ کرنے والوں کے لیے اوپر کا ٹکٹ نہ کٹوا دوں۔" وہ برجستگی سے گویا ہوئے اور زخرف نور کا قہقہہ گونجا۔

"اتنے آپ ہیرو" منہ بسورے کہا۔

"انڈر ایسٹیمیٹ کر رہی ہو؟" ابرو اکٹھے کیے انہوں نے تفتیشی انداز میں پوچھا۔

"اونہوں۔۔۔بس عمر کا طعنہ دے رہی ہوں۔"

"حد ادب پوتی صاحبہ! رشتے میں ہم آپ کے باپ کے باپ ہوتے ہیں۔"

"یہ تو آپ نے کسی فلم کا ڈائیلاگ خراب کیا ہے۔" انہیں نادیبی نگاہوں سے گھورتے ہوئے کہا تو وہ شانے اچکا گئے۔ پھر انہوں نے اسی ڈرائیور کو اشارہ کیا تو

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

وہ واپس ڈرائیونگ سیٹ پہ آکر بیٹھا اور گاڑی سٹارٹ کرتے درست راستہ چنا۔ زخرف کی گھوریاں آرپار جا رہی تھیں۔ محمود آغا نے پوتی کے تاثرات دیکھے جو کسی بھی لمحے پھٹ پڑنے کو تیار تھی۔

"آپ جانتے تھے نا کہ ماما نے بیماری کا ڈرامہ کیا ہے۔" بالآخر اس نے شکایات کی پٹاری سے پہلی عرضی باہر نکالی۔

"جب جانتی ہو تو پوچھ کیوں رہی ہو۔" وہ سنجیدہ ہو گئے۔

"آپ دونوں نے مل کر مجھے بیوقوف بنایا۔" اس کے لہجے میں مان ٹوٹنے کی کرچیاں تھی۔ وہ ان دونوں سے سخت نالاں تھی۔

"جیسے تم نے اپنی ماں کو بیوقوف بنانا چاہا۔" اس حد تک برجستہ جواب کہ وہ گڑبڑا گئی۔

www.novelsclubb.com

"ک۔۔ کیا مطلب؟" وہ ہکلائی۔

"مطلب صاف ہے۔ وہ جانتی ہے کہ تم ڈرامہ کر رہی ہو۔" حالانکہ اسے خود بھی اندازہ تھا مگر جیسے آج تک وہ ماں سے سوال نہ کر پائی تھی ویسے ہی انہوں نے بھی اس سے جواب نہیں مانگا تھا۔ دونوں میں رازداری قائم تھی۔

"وہ بھی جانتا ہے؟" کس قدر مشکل سے پوچھا تھا یہ وہی جانتی تھی۔

"ارے وہ تو کسی کے ایک تاثر سے اس کا اندر جان لے۔ تم تو پھر اس کی زوجیت میں ہو۔"

"اور اسی زوجیت میں دینے کے لیے آپ نے اور ماما نے مجھے دھوکہ دیا۔" وہ ناراضی سے شکوہ کناں ہوئی۔

www.novelsclubb.com

"صرف وہی ہے جو تمہیں ڈیزرو کرتا ہے۔ تو بتاو میں یا تمہاری ماں کیسے اس سے اس کا حق چھینتے۔" زخرف کا دل رک رک کر دھڑ کا۔

حق۔۔۔یہی کہا تھا ابھی دادا نے۔

"میں جا رہا ہوں۔ یہ نادر ہے۔ تمہیں گھر چھوڑ دے گا۔ کسی ٹیکسی یا انجان گاڑی میں بیٹھتے ہوئے مکمل چوکس رہنا چاہئے۔ فون کی جان چھوڑ دیا کرو۔" ناصحانہ انداز میں کہتے آخر میں نرم سی جھڑک دیتے وہ گاڑی سے باہر نکلے تو وہ حواسوں میں لوٹی۔

www.novelsclubb.com

"کہاں جا رہے ہیں آپ؟" اس نے جلد بازی میں پوچھا۔

"confidential"

آنکھ کا کونا دبا کر کہتے وہ جیسے چپکے سے آئے تھے ویسے ہی واپس چلے گئے۔ البتہ زخرف نور ویسی نہیں رہی جیسی وہ اس گاڑی میں بیٹھنے سے پہلے تھی۔

☆☆☆

وہ گھر لوٹا تو سیدھا حدید کے کمرے میں گھسا۔ وہ جو شارٹس پہنے سوئمنگ سے فارغ ہو کر وارڈروب کے سامنے کھڑا کپڑے تلاش کر رہا تھا۔ اس اچانک افتاد کو دیکھ ابرو اچکائے۔ وہ ایسے بے دھڑک تو اس کے کمرے میں نہیں ٹپکتا تھا۔ خیر یہ سلیقہ بھی حدید نے سلیقہ و شعار کی آن لائن کلاسز میں بمشکل سکھایا تھا۔

www.novelsclubb.com

"کیسا کوئی عجیب سسرال ہے تمہارا" وہ تپا ہوا تھا۔

"کیا ہوا؟" حدید کو یکلخت ہی پریشانی نے آن گھیرا۔

"ایسے تو انسان دشمن سے بھی نہ ملے جیسے وہ اپنی پوتی سے ملے۔" وہ جل کڑھ کر بولا۔ پھر اسے ساری تفصیل بتائی کہ پورا راستہ کیسے وہ اس گاڑی کا پیچھا کرتا رہا تھا۔

اس نے تو پولیس کو بھی فون ملا دیا تھا۔ صد شکر کہ اسی وقت اسے محمود آغا دکھائی دے دیے ورنہ ریت کا پہاڑ تعمیر ہو جاتا۔

"محمود آغا؟" حدید نے یقین دہانی چاہی۔ زید نے سر ہلایا تو وہ متجسس سا ہوا۔

"وہ کب لوٹے؟" اس کے انداز میں حیرت تھی۔

"میری بلا سے وہ جب بھی لوٹے ہوں۔ ان کو بس میرا ایک پیغام دے دینا۔"

حدید نے استفہامیہ دیکھا تو زید دوبارہ گویا ہوا۔

"ان سے کہنا یہ پرانے فلمی ہیروز کو کاپی کرنا چھوڑ دیں۔ ورنہ کسی دن ان کی اپنی پوتی نے ہڑبڑی میں ان کا سر پھاڑ دینا ہے۔" زید کے تیور جارحانہ ہو رہے تھے۔

حدید کو بھی محمود آغا سے شکوہ ہوا۔ جب جانتے ہیں کہ پوتی جذباتی ہے تو ایسے کام کرتے ہی کیوں ہیں۔ حدید نے موضوع سخن تبدیل کیا۔ ورنہ وہ اس کے سسرال کی شان میں مزید گستاخی کر سکتا تھا۔ اور وہ ٹھہرا اچھا داماد۔۔۔ بھلا

www.novelsclubb.com

کیسے برداشت کرتا سسرال کی توہین۔

"اچھا تمہیں کل سے واپس کمپنی آنا ہے۔"ٹراوزر شرٹ نکالتے ہوئے اس نے سرسری سا کہا تو زید کے ماتھے پہ کثیر تعداد میں بل پڑے۔

"کوئی بکھیرا ہو گیا ہے؟"وہ سنجیدگی سے مستفسر ہوا۔

"ڈیڈ نے بلوایا ہے۔"

"سیدھی طرح کہو پیشی ہے۔"وہ طنزیہ ہوا۔

"تمہیں پیشی پہ بلوانے سے پہلے انسان خودکشی نہ کرلے۔"حدید نے اس کا غصہ ٹھنڈا کرنا چاہا۔

"ٹیلنٹ ہے میرا۔جلو مت۔"

اس کی توقع کے عین مطابق وہ فوری مدافعتی انداز میں آتے قابل رشک سا بولا۔

www.novelsclubb.com

"اپنے ٹیلنٹ پہ ہی ٹکے ہو۔ ورنہ کمپنی ڈبونے کے لیے تو میں کبھی تمہیں ہائر نہ کرتا۔" وہ صاف گوئی کی انتہا کر گیا۔

"تصحیح کرو۔ تم نے مجھے ہائر نہیں کیا۔ میں خود کچھ ثواب کمانے کے لیے تمہاری کمپنی میں آیا ہوں۔ ورنہ تم تو جانتے ہو زید نائک کو لوگ ہاتھوں ہاتھ لیتے ہیں۔" اس کے انداز میں فخر سے بھی کچھ اوپر کا اترا تھا۔ گردن میں سریہ واضح دکھائی دے رہا تھا۔

"کسی دن گردنوں گردن بھی لے لیں گے۔"

"تم نہ خوش ہونا میری تعریف پہ۔ ہٹو سامنے سے۔" اسے پرے کرتے وہ کمرے سے باہر نکل گیا۔ حدید نے شکر کا سانس لیا۔

☆☆☆

"برلن وال میموریل" ایک ایسا مقام تھا جہاں تاریخ اپنے زخموں کے ساتھ کھڑی تھی۔ خاموش مگر گہری آواز میں بولتی ہوئی۔ یہاں کی فضا میں ایک عجیب سا سکوت محسوس کیا جاسکتا تھا مگر کم لوگ ہی جانتے تھے کہ اس سکوت کے نیچے صدیوں کی صدائیں دفن تھیں۔ ٹوٹی ہوئی دیوار کے ٹکڑے جیسے کسی عظیم جسم کے زخم تھے جو اب بھی زمین پر بکھرے ہوئے دکھتے تھے۔ ان پر وقت کی گرد بیٹھی تھی مگر یادیں اب بھی تازہ تھیں۔ سرد ہوا جب ان شکستہ پتھروں سے گزر کر چلتی تو یوں محسوس ہوتا گویا ماضی کی آہیں آج بھی فضا میں لرز رہی ہوں۔ دیوار کے ایک طرف وہ دنیا تھی جہاں آزادی ایک خواب تھی۔ اور دوسری طرف وہ جہاں خواب حقیقت بن سکتے تھے۔ آج بھی جب لوگ یہاں آکر خاموشی سے کھڑے ہوتے تھے تو اُن کے چہروں پر ایک سنجیدگی اُتر آتی تھی جیسے وہ کسی نامعلوم درد کو محسوس کر رہے ہوں۔

شام کے وقت جب سورج کی سنہری کرنیں ان دیواروں پر پڑتی تھیں تو یوں لگتا

تھا جیسے تاریخ کے زخموں پر روشنی کا مرہم رکھا جا رہا ہو۔ ہوا میں ایک ٹھہراؤ سا آجاتا تھا پرندے اُڑتے دکھائی دیتے تھے مگر ان کی پرواز بھی جیسے کسی نادیدہ سرحد کا احترام کرتی ہو۔

یہ مقام صرف پتھروں اور اینٹوں کا نہیں بلکہ اُن خوابوں، جدائیوں اور قربانیوں کا مجموعہ تھا جنہوں نے برلن کی روح کو دوبارہ جوڑا تھا۔

وہ ہر شے پہ گہری نگاہ ڈالے اس تاریخ میں کھوئی ہوئی دکھ رہی تھی۔ کٹن ہیلز پہنے اس کے پیر ادھر سے ادھر جاتے دکھائی دے رہے تھے جب ایک اجنبی لڑکی کا شانہ اس سے ٹکرایا۔ اور اس کے سمجھنے سے قبل وہ اس کے کوٹ کی جیب میں کچھ ڈالے ہجوم میں غائب ہو گئی۔ اس نے فوراً جیب میں ہاتھ ڈالتے وہ نامعلوم شے برآمد کی۔ وہ کاغذ پہ لکھی ایک سطر تھی۔

"کیا تم صرف ایک معمولی اداکارہ ہی رہنا چاہتی ہو؟" اس کا دماغ بھک سے اڑا۔

"واٹ دا ہیل"

کاغذ کے اس ٹکڑے کو مروڑ کر زمین پہ پھینکتے اس نے اپنی ہیلز سے اسے مسلا۔

عین اسی لمحے اس کے فون پہ انجان نمبر سے کال آئی۔ اس نے ابرو سکوڑے کال اٹھالی۔

"ماڈلنگ کرو گی؟" مقابل نے بنا تمہید باندھے دھماکہ کیا۔

زخرف کا ماتھا ٹھنکا۔

www.novelsclubb.com

"آفر دینے سے قبل اپنی شناخت ظاہر کرتے ہیں۔" وہ سنبھل کر بولی۔

"تمہیں شہرت سے مطلب ہونا چاہئے۔" مقابل خاصا ڈھیٹ واقع ہوا تھا۔

"افسوس! لیکن تم مجھے جانتے ہوتے تو یہ بات نہ کرتے۔ آئندہ مجھے پیغامات بھیجنے سے قبل اپنی شناخت ظاہر کرنا۔ میں نقاب پوشوں سے اجتناب برتتی ہوں۔" اس

نے کھری کھری سناتے فون بند کرنا چاہا مگر اس کی اگلی بات نے ایسا کرنے نہیں دیا۔

"اپنے دائیں طرف دیکھو۔ دس فٹ دور کے فاصلے پہ مجھے کھڑا پاؤ گی۔" مقابل کے لہجے میں بلا کی پر اعتمادی تھی۔

نور نے اسی لمحے نظر پھیر کر اپنے دائیں طرف دیکھا مگر وہاں کوئی بھی نہ تھا۔

"کسی کی بات پہ اتنی جلدی بھروسہ نہیں کرنا چاہئے۔" فون کے سپیکر سے استہزئیہ آواز ابھری۔ زخرف نے لب بھینچے۔

"مشورہ دینے کا بالکل بھی شکریہ نہیں کہوں گی۔"

"لیکن اس آفر پہ تو مشکور ہونا چاہئے۔" مقابل نے اسے ممنون ہونے کا کہا۔

زخرف نے بیزار ہوتے فون کال کاٹی۔

اسے اس اجنبی کی گفت و شنید اور حرکات دونوں ہی پیچیدگی سے بھرپور لگ رہی

تھیں۔ اسے ایسی سرگرمیوں سے کوسوں دور رہنا تھا۔ اس کی زندگی میں پہلے ہی بہت مسائل تھے۔ وہ مزید گھراک نہیں پال سکتی تھی۔

"مشکل سے وقت نکال کر آج برلن ایکسپلور کرنے نکلی تھی۔ مگر اس کمبخت نے سارے موڈ کا ستیاناس کر چھوڑا ہے۔" پیر پٹخ کر وہ سلگتی لکڑی کی مانند شعلہ انگارہ بنی واپسی کی راہ چل پڑی۔ وہ ٹیکسی میں بیٹھی تو اس کے فون پہ میسج آیا۔ اس نے اکتا کر پہلا میسج دیکھا۔

"سنگاپور میں ہوگا تمہارا پہلا شو" تپ کی بھی کوئی شدید قسم ہوگی جس سے اس وقت وہ ہمکنار ہو رہی تھی۔

"یہ شو تمہیں آسمان پہ لے جائے گا۔"

اس کا دل چاہا میسج بھیجنے والا اس کے سامنے آئے اور وہ اس کا منہ نوچ لے۔

"ہالی ووڈ کا راستہ تمہارے قدموں میں بچھ جائے گا۔"

www.novelsclubb.com

زخرف نے اس میسج بھیجنے والے کو میوٹ کیا اور خاموشی سے باہر دیکھنے لگی۔ اس کا الجھا ذہن مزید الجھنے کی سکت نہیں رکھتا تھا۔

☆☆☆

وہ زخرف نور کے سوشل میڈیا کو کھنگال چکی تھی۔ وہ ایسی نہ تھی۔ وہ کسی کو سٹاک نہیں کر سکتی تھی۔ مگر محبت۔۔۔ یہ محبت انسان کو بے حد خوار کرتی ہے۔ وہ کام بھی کرواتی ہے جسے کرنے کا وہ کبھی بھی متحمل نہیں ہو سکتا۔ کنزہ ابراہیم نے بھی حدید کی محبت میں نور نامی اس لڑکی کے بارے میں جتنا ہو سکا وہ جانا۔ وہ ایک کامیاب ٹک ٹاکر ہونے کے ساتھ ایک بلاک بسٹر فلم میں کاسٹ ہونے والی ایک ٹیلنٹڈ اور حسین ترین لڑکی تھی۔ اس لڑکی کی فین فالونگ پانچ ملین تھی۔ وہ لاکھوں دلوں کی دھڑکن تھی۔ اس کی ہر ریل پہ ہزاروں کمنٹس تھے۔ اس نے چند ایک تبصرے پڑھے تو وہ اس کے حسن کی مدح سرائی کے نغمے لگے۔ لوگ

www.novelsclubb.com

اسے پلکوں پہ بٹھاتے تھے۔ چند تنقید کرنے والے بھی موجود تھے۔ مگر وہ کیا کہتے ہیں نا کہ فیصلہ تو پھر اکثریت کی بنیاد پہ ہی ہوتا ہے۔

یہ تو تھی ظاہری دنیا۔ جس سے کنزہ کو کوئی سروکار نہ تھا۔ اسے اس کی اصل دنیا کے بارے میں جاننا تھا۔ اسے اس کی حدید سے شناسائی جاننی تھی۔ کہیں نا کہیں اسے برہان کے بارے میں بھی جاننا تھا۔ لبوں پہ زبان پھیر کر اس نے گوگل پہ سرچ بار کھولا۔ پھر دماغ میں وہ نام دہرایا۔ اس کی مخروطی انگلیاں کچھ ٹائپ کرنے لگیں۔ نیم اندھیر کمرے میں موبائل کی نیلی روشنی اس کے چہرے پہ واضح ہو رہی تھی۔ سکرین کا عکس آنکھوں میں ابھر رہا تھا۔ چند سیکنڈز میں اس کا وجیہہ وجود سکرین پہ ابھرا۔ کنزہ نے دم سادھ لیا۔ پھر لبوں پہ زبان پھیری۔ وہ ایسی حرکت پہلی بار کر رہی تھی۔ اندر کوئی شے تھی جو بے سکون کر رہی تھی۔ وہ اس کے بارے میں چھپے آرٹیکلز پڑھنے لگی۔ وہ پاکستان کا نوجوان اور پسندیدہ سیاست دان

تھا۔ اسے سیاست میں آئے بے حد قلیل وقت ہوا تھا مگر عوام اس پہ بھروسہ کرتی تھی۔ اس نے اس کے ایک انٹرویو کی ویڈیو کھولی۔ مگر چند سیکنڈز کے بعد ہی اسے بے چینی نے آن گھیرا۔ اس سے قبل کہ وہ مزید دیکھتی اسے یوں محسوس ہوا گویا وہ اسے ہی دیکھ رہا ہو۔ اس کے اوسان خطا ہو گئے۔ وہ فوراً سے پہلے موبائل بند کر گئی۔

☆☆☆

وہ سرمئی ہوڈی پہنے، سیاہ ماسک سے چہرہ ڈھکے، ہاتھوں پہ دستانے چڑھائے اپنی سرمئی آنکھوں میں ذہانت لیے چوکس سا مقابل کی بات کو توجہ سے سن رہا تھا۔

"تم نے کہا تھا یہ کھیپ کل تک پہنچ جائے گی۔" برہان کے برعکس پچاس پچپن کی عمر کا وہ شخص سوٹڈ بوٹڈ تھا۔ اس کے کپڑوں اور جوتوں سے رعونت ٹپک رہی تھی۔ وہ کوئی مالدار آسامی تھی۔

"میں نے تم سے جتنے پیسوں کا تقاضا کیا تھا وہ جب مجھ تک پہنچیں گے کھیپ پہنچ جائے گی۔" وہ رخ موڑے قدم بڑھا گیا تو مقابل نے بے بسی سے اسے پکارا۔

"Grey ! Listen to me."

برہان کے چلتے قدم تھمے۔

"دیکھو ہم نے آدھے سے زیادہ پیمنٹ کر دی ہے۔ بقیہ کھیپ پہنچنے کے بعد کریں گے۔" وہ مفاہمتی انداز میں گویا ہوا۔

"تو کھیپ بھی ہوا میں معلق ہی رہے گی۔" اس کی آنکھوں میں کوئی تاثر نہ تھا۔ اس کی یہی سرد سرمئی آنکھیں اس سیاہ دنیا میں اس کی پہچان تھی۔

"مارک اسے فوری پیمنٹ کرو۔" مالک کے حکم کی فوری تعمیل ہوئی۔ برہان کے فون پہ بیپ ہوئی۔ اس نے ٹراوزر کی پاکٹ سے فون باہر نکالا۔ نوٹیفکیشن کی

جانچ کی۔ اسی لمحے اس سوٹڈ بوٹڈ معمر انسان کے فون پہ بیپ ہوئی۔ اس نے ایک نظر مقابل کو دیکھا پھر اس کا اشارہ پاتے نوٹیفکیشن کھولا۔ وہ ایک تصویر تھی جس میں کھیپ ان لوڈ ہوتی دکھ رہی تھی۔ اس شخص کے چہرے کے تاثرات فوری نرم پڑے۔ اس نے سکون کا سانس بھرا۔ آنکھوں میں چمک اتر آئی۔

"I knew it. Only you can do this, Grey!"

وہ اس کی قابلیت کا معترف ہوا۔

"I love when people get to know my strength."

www.novelsclubb.com

آنکھ کا کونا دبا کر کہتے وہ فاتحانہ چال چلتے باہر نکل گیا۔

"باس وہ اتنے پیسے لے گیا ہے۔ اگر ہم اسے اسی وقت قتل کر دیں تو سارے پیسے بچ سکتے ہیں۔ کھیپ تو پہنچ ہی چکی ہے۔" مارک عامیانہ و سوقیانہ لہجے میں بولا تو اس شخص کے چہرے پہ شاطرانہ مسکراہٹ ابھری۔

"ہم اسے نہیں مار سکتے۔ وہ ہماری ترقی کا راستہ ہے۔ تم بتاؤ ناقص اور خطرناک ادویات سے بھی کوئی اتنا کما سکتا ہے؟" مارک لاجواب ہو گیا۔ رات کی سیاہی میں کئی معصوم جانوں کی زندگیوں سے کھیلا جا رہا تھا۔ اور برہان کمال ان کا کام آسان کر رہا تھا۔

پیسے کے لیے؟ نہیں بالکل بھی نہیں

پھر کس لیے؟

اس کا جواب صرف برہان ہی دے سکتا تھا۔

☆☆☆

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

وہ صبح اٹھی تو اپارٹمنٹ سے باتوں کی آوازیں سنائی دیں۔ تجسس کے زیر اثر بستر سے اٹھتے اس نے ایک نظر خود کو آئینے میں دیکھا۔ عکس میں وہ گلابی رنگ کی سلک نائٹی پہنے دکھائی دی۔ سنہری بال بے ترتیب سے شانوں پہ بکھرے ہوئے تھے۔ اس نے جمائی لیتے باہر کا رخ کیا۔ اسے اپنی طرف آتا دیکھ عائشہ محبت سے گویا ہوئیں۔

"لو نور بھی اٹھ گئی۔" نور البتہ صبح صبح ریجا کو دیکھ چونک گئی۔

"تم؟ یہاں؟ اتنی صبح؟" بے خیالی میں ہی اس کی زبان سے پے در پے سوالات نکلتے گئے۔ جس پہ ریجا نے خفگی سے عائشہ کو دیکھا۔ نگاہوں میں شکایت اتری۔

"مہمان سے ایسے سوال نہیں پوچھتے۔" عائشہ نے اسے ڈپٹا۔

www.novelsclubb.com

"اوپس سوری۔ وہ دراصل تمہارا آنا بہت حیران کن ہے نا۔ اسی لیے زبان پھسل گئی۔" چہرے کے گرد پھیلے بالوں کی لٹ انگلی پہ لپیٹتے لب دباتے وہ خجل سی ہوئی۔

"چلو معاف کرتی ہوں۔ مگر ایک شرط پہ" ریجانے گویا احسان عظیم کیا۔

" کیسی شرط؟" کم فہمی سے پوچھا۔

"تم ابھی میرے ساتھ چلو گی۔"

"ابھی؟ اس حلیے میں؟" اس نے اپنی نائٹی کی طرف اشارہ کرتے پوچھا۔

" نہیں بھئی جا کر تیار ہو جاو۔ میں اس وقت تک عائشہ آنٹی کے ہاتھ کا بنا ناشتہ کھاوں گی۔" عائشہ کو نرم اور عزت بھری نگاہوں سے دیکھتے ریجانے ساری تفصیل اس کے گوش گزار کی۔ جواباً عائشہ اس کے ہاتھ پہ تھپکی دیتے اس کی

www.novelsclubb.com

فرمائش کی تعمیل میں اٹھیں۔ نور نے اس قدر محبت و الفت پہ لبوں کو گول کرتے کچھ کہنے کے لیے تیار کیا۔

"لگ نہیں رہا پہلی بار مل رہی ہیں۔" وہ اپنی رائے کا اظہار کرنا نہ بھولی۔

"جلو مت۔ تم بھی تو میری ماما کے ساتھ فرینک ہو۔ میں نے کچھ کہا؟" وہ اسے سخت گھوری سے نوازتے بولی تو نور نے ہاتھ کھڑے کر دیے۔

"اوکے اوکے۔ ایزی ہو جاو۔ میں تیار ہو جاتی ہوں۔ مگر یہ تو بتا دو جانا کہاں ہے۔" اس نے کچھ تفصیل لینی چاہی تا کہ وہ اس حساب سے تیار ہو۔

"میری یونیورسٹی میں آج ایک تقریب ہے۔ وہیں جانا ہے۔" نور نے سمجھتے ہوئے سر ہلا دیا۔

www.novelsclubb.com

"تم اپنی پیاری عائشہ آنٹی کے ہاتھ کا بنا ناشتہ کرو۔ میں تیار ہو کر آتی ہوں۔ ڈاکٹر صاحبہ مجھے بھی آپ کے ہاتھ سے بنے ناشتے سے مستفید ہونا ہے۔" ریجا سے مخاطب اس نے آخر میں شریر لہجے سے ماں کو مخاطب کیا تو انہوں نے پلٹ کر اسے گھوری سے نوازا۔

"چلو لڑکی وقت کم ہے۔" ریجا نے اٹھ کر اسے کمرے کی طرف دھکیلا۔

"کل بتایا ہوتا تو میں وقت پہ تیار ہو جاتی۔" وہ شکوہ کناں ہوئی۔

"اب بتا رہی ہوں نا۔ جلدی کرو۔" اسے کمرے میں بھیج کر ریجا نے دروازہ بند کیا اور خود عائشہ کی مدد کروانے کے لیے کچن میں چلی آئی۔ البتہ مدد کے نام پہ وہ صرف عائشہ کو مورل سپورٹ فراہم کر سکتی تھی جو وہ مسلسل گپیں ہانکتے کر بھی رہی تھی۔

☆☆☆

وہ زخرف کے ہمراہ یونیورسٹی داخل ہوئی تو طالبات کی بہتات ایک ہی جگہ دیکھ زخرف کچھ جزبز ہوئی۔

"کیا ہوا؟" اسے تعجب بھرے تاثرات سجائے رکھتے دیکھ ریجا نے ہاتھ کے اشارے سے پوچھا۔

"یہاں کونسی تقریب ہے؟" سب کو ایک ہی طرف جاتا دیکھتی زخرف تفتیشی انداز میں مستفسر ہوئی۔

"کوئی خاص نہیں بس ان ڈور گیمز ہیں۔" وہ کندھے اچکا کر آگے بڑھی تو نور اس کے ہمراہ ہوئی۔

"مجھے اس میں دلچسپی نہیں ہے۔" نور نے واضح کیا۔

"تو مجھے کونسا ہے۔" اس کے انداز میں ناپسندیدگی جھلک تو نہیں رہی تھی۔

www.novelsclubb.com

"پھر ہم یہاں کیوں آئے ہیں ؟" نور نے رکتے اچنبھے سے دریافت کیا۔

"مجھے تم سے ایک بات کرنی تھی۔ جگہ کی سمجھ نہیں آرہی تھی تو سوچا کلاس خالی ہو گی وہیں بیٹھ کر ڈسکس کر لیں گے۔" ریجا کے لب و لہجے میں کچھ تھا جس نے زخرف کو چونکایا۔

وہ اس کے ہمراہ کلاس میں آئی۔ توقع کے مطابق کلاس واقعی خالی تھی۔ شاید طلبا گیمز دیکھنے گئے تھے یا غالبا چھٹی پہ تھے۔ اس نے ایک بھرپور نگاہ کلاس پہ ڈال کر ایک کرسی کھینچی اور بیٹھ گئی۔ ریجا اس کے سامنے کرسی رکھے بیٹھ تو گئی۔ مگر خاموش رہی۔

"کوئی بہت اہم بات ہے ریجا؟" نور نے سلسلہ کلام جوڑنے کا اشارہ دیا تو اس نے گہرا سانس بھرتے بنا تمہید کے بات شروع کی۔

www.novelsclubb.com

"میری ایک دوست ہے یا شاید تھی۔ معلوم نہیں۔" وہ آغاز میں ہی اپنے الفاظ سے الجھنے لگی۔ نور نے سر ہلاتے اس کی حوصلہ افزائی کی تو اس نے لہجے پہ قابو پاتے بات جاری کی۔

"اس نے اپنی قدر بڑھانے کے لیے مجھے استعمال کیا یا شاید مجھے ایسا لگا۔" ریجا اضطرابی انداز میں انگلیاں مروڑتے رک رک کر کہنے لگی۔ نور نے اس کا ہاتھ تھاما تو اس نے ممنون نگاہوں سے اسے دیکھا۔

"قدر؟" اسے مفہوم سمجھ نہ آیا تھا۔

www.novelsclubb.com

"وہ میری اسائنمنٹس لے کر اپنی کہہ کر پیش کرتی تھی۔ میری بنائی پریزینٹیشنز کو بنا کہے اٹھا لیا کرتی تھی۔ میرے بنائے پوسٹرز دکھا کر سب میں اپنی دھاک بٹھاتی تھی۔ میری محنت کو اون کرتی تھی۔ مگر مجھے اس پہ اعتراض نہیں تھا۔ دوستی میں یہ سب چلتا ہے نا۔" اس نے یقین دہانی کے لیے سر اٹھا کر زخرف کے تاثرات

دیکھے۔ زخرف نے مجبوری اور حکمت عملی کے تحت مثبت اشارہ کیا۔ حالانکہ وہ کہنا چاہتی تھی کہ دوستی کبھی یک طرفہ نہیں نبھائی جاتی۔ دونوں فریقین کا اس تعلق سے مخلص ہونا ضروری ہوتا ہے۔ ورنہ ایک فریق ہمیشہ استعمال ہوتا رہتا ہے۔

"سب یونہی چلتا رہا۔ میں نے کبھی اسے ٹوکا نہیں۔ لیکن پھر۔۔۔" اس کی آواز لرزی۔ "پھر وہ باقی دوستوں کے سامنے مجھے ڈاون کرنے لگی۔ مجھے بہت برا لگا۔ میں ہرٹ ہوئی۔ کئی دن تک پریشان رہی لیکن پھر میں نے اس سے بات کرنے کا سوچا۔۔۔۔۔۔ وہ میری دوست تھی۔ اسے مجھے سمجھنا چاہیئے تھا۔۔۔ میں نے اس سے شکوہ کیا۔" اس کی آنکھوں میں نمی جمع ہونے لگی تھی۔ گال سرخ ہو رہے تھے۔

"وہ باز آئی؟" نور نے کسی امید کے تحت پوچھا۔ اس کے مطابق اگر وہ دوست ہوتی تو باز آجاتی۔ غلطی سدھار لیتی۔ مگر اسے ریجا کا جواب سننا تھا۔

"اس نے مجھ سے قطع تعلق کر لیا۔" ریجا کا لہجہ متزلزل ہوا۔ وہ وثوق سے کہہ سکتی تھی کہ وہ غائبانہ لڑکی ماضی بعید میں ریجا کے لیے کتنی اہمیت رکھتی ہو گی۔

" تمہیں آج اس کی یاد آرہی ہے؟" اس نے اندازہ لگایا۔

"وہ چیس میں بہت اچھی تھی۔ اور مجھے اس گیم سے اتنی ہی بیزاریت تھی۔ مگر اس کی خاطر میں نے وہ گیم بھی دیکھنی شروع کر دی۔ دوست کی خوشی میں خوش ہونا اور اس کی کامیابی پہ تالیاں بجانا بھی تو دوست کا کام ہوتا ہے نا۔" وہ کسی خیال میں کھوئی کہہ رہی تھی۔ "اس کے علاوہ میں نے کسی کو کھیلتا نہیں دیکھا تھا۔ جب مجھے انڈور گیمز کا علم ہوا تو مجھے اس کی یاد آئی۔" وہ پرنم لہجے سے کہہ رہی تھی۔ ہوتا ہے نا ایسا۔ کچھ چیزوں کو دیکھ کر کچھ لوگ یاد آجاتے ہیں۔

"تم اسی لیے گیمز نہیں دیکھ رہی؟"

"ہاں کیونکہ چیس دیکھ کر مجھے وہ یاد آتی ہے۔ میں نے اس کے علاوہ کسی کی گیم نہیں دیکھی تھی۔ اور مجھے لگتا ہے اس زخم کے ساتھ میں دوبارہ کسی اور کو کھیلتا نہیں دیکھ سکوں گی۔" اس نے بے بسی سے اپنی کمزوری ظاہر کی۔

"تم کیا چاہتی ہو؟" وہ نتیجہ اخذ کرنا چاہتی تھی۔

"شاید واپس اس سے دوستی کرنا چاہتی ہوں۔"

"اور وہ کیا چاہے گی؟"

"معلوم نہیں" اس نے لب کچلے۔ زخرف کو دکھ ہوا۔ اس نے شوخ اور لاپرواہ سی ریجا دیکھی تھی۔ دوستی کو لے کر اتنی حساس لڑکی سے اس کا پہلا واسطہ تھا۔ اس

نے ایک سرد آہ فضا کے سپرد کی۔ پھر ماضی کی ورق گردانی کرتے بولنا شروع کیا۔

"میری ایک دوست تھی۔ سکول کے دور کی۔" ریحا مکمل سماعت بنی اسے سننے لگی۔ "وہ وقت جب عموماً ہم کچھ لاابالی، کچھ ناسمجھ ہوتے ہیں۔" ایک بے ریا مسکراہٹ نے نور کے چہرے کو جلا بخشی۔ "ایک مرتبہ کسی وجہ سے ہمارے بیچ خفگی در آئی۔ کئی ماہ ہم نے ایک دوسرے سے منہ پھیرے رکھا۔ چونکہ ہماری دوستی خاصی مقبول تھی اس لیے سب نے بہت جلد ہمارا ایک دوسرے سے رویہ جانچ لیا۔ ہمیں چڑانے کے لیے وہ یہ تک کہنے لگے کہ دیکھو تمہاری بیسٹ فرینڈ آئی ہے۔" ماضی کی گرد ارد گرد اڑنے لگی تھی۔ اس کے چہرے پہ نامعلوم سے تاثرات عیاں ہونے لگے تھے۔ وہ خواب گیر کیفیت میں بول رہی تھی۔

"اس طرح ہمارے بیچ موجود خفگی ختم ہونے کی بجائے مزید پروان چڑھتی گئی۔"

سکول کے دنوں کا منظر اس کی نگاہوں کے پار چلنے لگا تھا۔

"لوگوں کو معلوم ہونا چاہئے کہ اگر دو دوست ایک دوسرے سے خفا ہیں تو ان میں دوریاں ڈالنے کی بجائے مفاہمت کی کوشش کر دینی چاہئے۔" اس نے لوگوں کی سوچ پر افسوس کرتے سر جھٹکا۔ ریجا کو اس کے واقعے کا مفہوم سمجھ میں نہ آیا۔ اس کے نا سمجھی والے تاثرات دیکھتے وہ دوبارہ گویا ہوئی۔

"ایک دن وہ اچانک مجھ سے مخاطب ہو گئی۔ شاید غلطی سے یا شاید جانتے بوجھتے۔"

www.novelsclubb.com

ریجا کے کان کھڑے ہو گئے۔

"پھر؟"

"پھر کیا مجھے ایسا لگا جیسے شاید کچھ گنجائش ابھی باقی ہے۔" وہ شانے اچکائے بولی۔

"پھر تم نے کیا کیا؟" اسے جواب سننے کی طلب ہوئی۔

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

"میں نے ایک دن پہل کر لی۔ "نور کا لہجہ نرم ہوا۔

"اس نے کیا کیا؟"ریجا نے سانس روکے پوچھا۔

"وہ کچھ حیران ہوئی۔ کچھ شرمندہ ہوئی۔ پھر ہم کتنے ہی پل ایک دوسرے کو دیکھتے رہے اور پھر اچانک سے اس کے چہرے پہ مسکراہٹ رینگ گئی۔ "

"یعنی آپ دونوں دوبارہ دوست بن گئیں؟"ریجا کو خوش فہمی ہوئی۔ نور افسوس سے مسکرا دی۔

"ایک بار دوستی ختم ہو جائے تو دوبارہ دوستی کا نہیں بس گزارے کا تعلق استوار ہوتا ہے۔ خاص طور پر تب جب صرف ایک فریق دوستی کا قائل ہو اور دوسرے کو چنداں فرق نہ پڑتا ہو۔ "زخرف نے کچھ باور کروایا تھا۔ ریجا سر جھکا گئی۔

"اب یہ فیصلہ تم کرو گی ریجا کہ تم خود کو ایک ایسے بے ڈھنگ جوڑ میں قید کرنا چاہو گی یا اس سے رہائی پہ الحمدللہ کہہ کر اپنی زندگی کو ان لوگوں کے ساتھ گزارو گی جو تمہیں ڈاون نہیں چئیر اپ کریں۔" زخرف بول کر خاموش ہو گئی۔ اسے ریجا کے فیصلے کا انتظار تھا۔ کئی ساعتیں کٹ گئیں مگر وہ جوں کی توں بیٹھی رہی۔ نور کو افسوس ہوا۔ وہ کرسی سے اٹھ گئی۔ ریجا بھی اس کی معیت میں خاموشی سے اٹھ گئی۔ نور نے اس کے چہرے کو بغور دیکھا۔ سفید رنگت پہ کثیر سرخی جھلک رہی تھی جو اس کے ضبط کی گواہی دے رہی تھی۔ آنکھیں بھیگی بھیگی معلوم ہو رہی تھیں۔

اس کی نگاہوں کے ارتکاز پہ ریجا نے چہرہ اٹھایا۔ نور کا ہاتھ تھاما اور کلاس سے باہر نکلی۔ نور اس کے اچانک ردعمل پہ سٹپٹائی۔

"کہاں؟" وہ الجھتے ہوئے مستفسر ہوئی۔

www.novelsclubb.com

"ہم چیس دیکھنے جا رہے ہیں۔ وہاں میں تمہیں اپنے کلاس فیلوز سے بھی ملواؤں گی۔" وہ مسکرا کر گویا ہوئی۔ پہلے تو نور ہکا بکا اسے دیکھتی رہی۔ پھر اس کے چہرے پہ سرشار سی مسکراہٹ ابھر آئی۔

"چلو" زخرف نے اس کے ہاتھ پہ گرفت مضبوط کی اور اس کی ہمراہی میں گیمز والے حصے کی جانب چل دی۔

"میں نے تمہارا سوشل میڈیا اکاونٹ دیکھا تھا۔ کافی مشہور ہو تم۔ دو چار سیلفیز میرے ساتھ بھی لے لو۔ قسم سے میں وائرل ہو جاؤں گی۔" وہ ہلکے پھلکے لہجے میں اس سے چھیڑ چھاڑ کرنے لگی۔ نور مسکرا دی۔ وہ جانتی تھی ریجا ماضی کی اس دوست کو بھول نہیں پائے گی۔ مگر اب اسے اس کے نام پہ اذیت سے ہمکنار ہونا نہیں پڑے گا۔

www.novelsclubb.com

جو رشتے آپ کے لیے محض تکلیف بن جائیں ان سے جتنی جلدی ہو سکے نجات حاصل کر لینے میں ہی عافیت ہوتی ہے۔ یہ آپ کی ذہنی و جسمانی صحت کے لیے بے حد اہم ہوتا ہے۔

☆☆☆

وہ نور کے ہمراہ گیمز ملاحظہ کر رہی تھی جب اسے کسی کی نگاہوں کا ارتکاز محسوس ہوا۔ اس نے نظریں اس جانب اٹھائیں تو ایک پل کو اس شخص کی آنکھوں سے ٹکراؤ ہوا۔ اگلے ہی پل وہ شخص ارد گرد دیکھنے لگا۔ ریحا کی پیشانی پہ بل پڑے مگر اچانک شور اٹھا تو وہ اس انجان شخص کو نظرانداز کیے واپس گیم کی طرف متوجہ ہو گئی۔ نور کو یہاں سے کہیں جانا تھا۔ ریحا نے اسے ڈراپ کرنے کو کہا مگر اس نے نرمی سے انکار کر دیا۔

"تم گیمز سے لطف اٹھاو۔ میں چلی جاؤں گی۔ ویسے بھی میں واک کرنا چاہتی ہوں۔" زخرف نے اس کے گال پہ بوسہ دیا۔ ریجا کا چہرہ سرخ ہو گیا۔ وہ ہاتھ ہلاتے منظر نامے سے ہٹ گئی۔ زید نے دلچسپی سے یہ نظارہ دیکھا۔

"باقیوں کے ساتھ تو کافی ڈیسنٹ اور شائستہ ہیں بھابھی۔ میرے بیچارے دوست کی ہی قسمت خراب ہے۔" اسے حدید سے ہمدردی ہوئی۔ ابھی وہ مزید کچھ بڑبڑاتا کہ کسی نے کرختگی سے اسے پکارا۔ وہ پلٹا۔ جارحانہ تیوروں سے اسے دیکھتی وہ لڑکی بلاشبہ ریجا شہروز بخت ہی تھی۔ زید بوکھلایا۔ ابھی تو وہ سامنے تھی۔ یا خدا! لڑکی تھی یا بھوت۔

"کون ہیں آپ مسٹر؟ اس یونیورسٹی کے تو معلوم نہیں ہوتے۔" آنکھیں چھوٹی کیے اس کا جائزہ لیتی وہ لڑکی اپنی معصوم شکل کے برعکس کڑا لہجہ اپنائے ہوئے

www.novelsclubb.com

تھی۔ ایک تو زید نائک کی قسمت ہی خراب تھی۔ ہر پیاری لڑکی اسے غصہ دکھا جاتی تھی۔

"میں زید نائک ہوں۔ اور آپ کا اندازہ درست ہے۔ میں واقعی اس یونیورسٹی کا نہیں ہوں۔" وہ سنبھلتے ہوئے صاف گوئی سے بولا۔ ریجا نے سمجھتے ہوئے سر ہلایا۔ پھر اس کے حلیے پہ نظر ثانی کی۔ کالے رنگ کی کارگو پہ سفید شرٹ اور اس کے اوپر مزید ایک چیک دار شرٹ پہنے وہ اس پہ بھی جیکٹ چڑھائے ہوئے تھا۔

"تو مسٹر زید نائک کیا کرتے ہیں آپ؟" آنکھیں سکوڑے پوچھا۔

www.novelsclubb.com

"میں غریب اور محنت کش انسان ہوں۔ دن میں اخبار بیچتا ہوں اور رات کو۔۔۔"

"حیرت ہے سوشل میڈیا کے دور میں اخبارات سے کس کو دلچسپی ہو گی۔" وہ حیران ہوئی۔ زید کو ہنسی آئی مگر وہ دبا گیا۔

"ہاں بالکل ایسے ہی جیسے امیر لوگوں کو غریبوں میں کوئی دلچسپی نہیں ہوتی۔"اس کے لہجے میں بیچارگی در آئی۔

"دو شرٹس پہ برینڈڈ جیکٹ پہن کر خود کو غریب کہتے شرم تو نہیں آتی۔"اس نے مقابل کو خاصا لتاڑا۔ عجیب کوئی ناشکرا اور جھوٹا انسان معلوم ہو رہا تھا۔

"بالکل بھی نہیں آتی۔"وہ ڈھٹائی سے دانت نکالتے بولا تو ریجا نے اسے گھورا۔

"نور کو کیسے جانتے ہیں آپ؟"وہ سیدھا مدعے پہ آئی۔ پہلے تو ایسا کوئی واقعہ نہیں ہوا تھا کہ کسی نے اس کو گھورا ہو۔ اگر آج ایسا ہوا تو یہ شخص واقعی نور کے ہی پیچھے تھا۔

www.novelsclubb.com

"ان کو کون نہیں جانتا۔"

"مطلب؟"ناسمجھی کی لکیریں اس کے ماتھے پہ آنے کو کوشاں ہوئیں۔ مگر اتنی سی عمر میں کہاں ماتھے پہ شکنیں آتی ہیں۔

"وہ پاکستان کی نامور ہستی ہیں۔ "اس نے کندھے اچکا کر کہا۔ گویا صاف سی بات تھی۔

"کیا آپ اس کے فین ہیں؟"وہ دراصل "ٹاکسک فین" کہنا چاہتی تھی۔

"کیا نہیں ہونا چاہئے؟"

"یہ میری بات کا جواب نہیں ہے۔ "اس کے سوال در سوال پہ ریچا کو غصہ آیا۔

"آپ کو جیلسی تو نہیں ہو رہی؟"زید نے شوشا چھوڑا۔

"شٹ اپ"

"اوکے"وہ ہاتھ کھڑے کر کے بولا۔

" تمہیں میں نے دو بار اس کا پیچھا کرتے دیکھا ہے۔ وجہ بتاو۔ ورنہ تم جانتے نہیں ہوں کہ میں کیا کیا کر سکتی ہوں۔ "اس کے قریب ہوتے دھمکی آمیز لہجے میں کہتی وہ لڑکی شعلہ جواں بنی ہوئی تھی۔ کہیں نہ کہیں اسے اس لڑکی میں اپنا عکس

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

دکھا۔ حدید کے لیے پریشان زدہ زید بھی یونہی رد عمل دیتا تھا۔ وہ مسکرایا۔

" تمہیں؟انٹرسٹنگ "اس نے شرارت بھرے لہجے میں اس کے طرز تخاطب بدلنے پہ چوٹ کی۔

" تو بتائیے مس آپ کیا کیا کر سکتی ہیں؟"سینے پہ ہاتھ باندھے "کیا کیا"پہ خاصا دباؤ ڈالتے اس نے ریجا کو گڑبڑانے پہ مجبور کیا۔

"میں ڈین سے تمہاری شکایت کر دوں گی۔"نازک سی انگلی اٹھا کر اپنی جانب سے دھماکہ خیز دھمکی دیتے وہ زید کو قہقہہ لگانے پہ مجبور کر رہی تھی۔

"شوق سے کریں۔مجھے تو ویسے ہی پیشیاں بھگتنے کا خاصا تجربہ ہے۔"وہ شرارت سے گویا ہوا۔ ریجا نے پیر پٹخا۔ وہ جانتی تھی آج ڈین چھٹی پہ ہیں۔

"ریجا ادھر کیا کر رہی ہو۔ گیم ختم ہونے والی ہے۔ ہم کھانا کھانے جا رہے ہیں۔" جولیا نے قریب آتے اس کا ہاتھ تھاما مگر اس نے زید سے نگاہیں نہ ہٹائیں۔

"میں تمہیں دیکھ لوں گی۔" جولیا کے ساتھ کھنچتی ریجا نے زید کا سارا ضبط توڑا تھا۔ وہ گردن پیچھے پھینک کر ہنسا اور ہنستا ہی چلا گیا۔ صد شکر کہ وہ دور جا چکی تھی ورنہ اس کا سر ضرور پھاڑ دیتی۔ خیر یہ بھی ناممکن ہی تھا۔

"باپ پہ چلی گئی ہے۔ ماں تو خاصی نفیس اور شائستہ خاتون ہیں۔" ریجا پہ تبصرہ کرتے وہ یونیورسٹی سے باہر نکلا۔ اسے بھابھی کے پیچھے جانا تھا۔ بھابھی اس کی فکر دیکھ لیتی تو دیور پہ صدقے واری جاتی۔

☆☆☆

www.novelsclubb.com

چند ضروری کام نپٹانے اور ہسپتال کا چکر لگا کر آنے کے بعد وہ شدید تھکاوٹ کا شکار ہو چکی تھی۔ اس نے کپڑے تبدیل کرنے کی نیت سے الماری کھولی تو ایک فریم اس کے قدموں میں آ کر گرا۔ وہ اسے تو بھول ہی چکی تھی۔ اس نے زمین پہ جھکتے فریم اٹھایا۔ اس میں ایک تصویر تھی۔ پرانی مگر سلامت اس تصویر میں اس کے بابا تھے۔ آدم محمود۔۔۔ آدم محمود کی زخرف نے ہاتھ کی انگلیوں کی پوروں سے ان کے چہرے کو چھوا۔ آنکھوں میں نمی آتے منظر کو دھندلا گئی۔

www.novelsclubb.com

"بابا میرا فرسٹ نیم اتنا مشکل کیوں ہے۔ میرے فرینڈز اسے صحیح سے ادا نہیں کرتے۔" اپنے ہاتھوں سے کی ڈرائینگ کے نیچے اپنے نام کو لکھتے اس نے سر اٹھا کر مصروف سے باپ کو مخاطب کیا۔ اس کے لب باہر نکال کر بولنے پہ انہیں اس

پہ ڈھیروں پیار آیا۔ وہ صوفے سے اٹھتے اس کے پاس فرش پہ بیٹھ گئے۔ جہاں وہ ڈھیروں رنگ بکھیرے اپنا آرٹ بنا کر فارغ ہوئی تھی۔

"کیونکہ میری بیٹی ہر ایک کی سمجھ میں آنے والی نہیں ہونی چاہئے۔" اس کے گال کھینچتے انہوں نے گہرے انداز میں کہا۔ مگر وہ بچی کہاں ابھی اس گہرائی کو جانچنے کے قابل تھی۔

"اس کا کیا مطلب ہوا؟" اپنی سیاہ آنکھوں کو سکوڑے اس نے نا سمجھی سے پوچھا۔

"مطلب یہ ہے کہ آپ جلدی سے اس سب کو سمیٹو پھر ہم بیڈ منٹن کھیلیں گے۔" عائشہ نمودار ہوتے بولیں تو زخرف بیڈ منٹن کے نام پہ خوشی سے چہک اٹھی۔

"دو منٹ میں ہو جائے گا ماما" اپنے چھوٹے چھوٹے ہاتھوں کو جلدی سے چلاتے وہ برق رفتاری سے سب سمیٹنے لگی۔ آدم محمود نے بیوی کو دیکھا جو انہیں جتاتی نظروں سے دیکھ رہی تھیں۔ جیسے کہنا چاہ رہی ہوں کہ دیکھیں میں نا کہتی تھی

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

زخرف نام کچھ مشکل ہے۔ مگر آدم محمود نے کندھے اچکائے انہیں جتایا کہ تمہارے کہنے پہ نور بھی تو ساتھ لگایا ہے۔ اب وہ ساری دنیا کے لیے نور ہو گی مگر آدم محمود کے لیے زخرف ہی رہے گی۔

وہ اس خوبصورت یاد کے حصار سے باہر آئی تو اس کے لبوں پہ پژمردہ سی مسکراہٹ ابھری۔ وہ فریم ہاتھ میں لیے بیڈ پہ آکر بیٹھ گئی۔ پھر دوبارہ تصویر کو ملاحظہ کیا۔ آدم کے ساتھ چند مزید مرد کھڑے تھے۔ اس نے ان پہ نظر ثانی کی۔ ڈریس پینٹ شرٹ پہنے وہ شخص جو اس کے باپ کے کندھے پہ ہاتھ رکھے کھڑے تھے وہ شہروز بخت تھے۔ ہاں اس نے سن رکھا تھا کہ کسی دور میں وہ دونوں دوست ہوا کرتے تھے۔

اس نے ایک نظر ان کے بائیں جانب کھڑے سوٹڈ بوٹڈ شخص پہ ڈالی۔ اس شخص

www.novelsclubb.com

کو وہ آسانی سے پہچان گئی۔ ابھی کل ہی تو اس کی ملاقات اس شخص سے ہوئی تھی۔

وہ ابراہیم وجدانی تھے۔

"واٹ دا ہیل" وہ اس شخص کی امید کبھی بھی نہیں کر سکتی تھی۔ اس نے آنکھیں بند کر کے دوبارہ کھولیں کہ شاید سابقہ کیفیت کسی خیال کے تحت ہوئی ہو مگر ہنوز اسی شخص کو دیکھ وہ نفی میں سر ہلا کر رہ گئی۔

اس شخص کا اس کے باپ سے کیا تعلق تھا۔ اور کیا وہ جانتا تھا کہ نور، آدم کی بیٹی ہے۔ اس پہ مرگ مفاجات کی کیفیت وارد ہونے لگی۔

www.novelsclubb.com

اس نے سانس روکے آخری شخص پہ دھیان دیا۔ نگاہیں ٹھہرتے ہی دل کی دھڑکن زیر و بم ہو گئی۔ چمکتی آنکھوں پہ چشمہ لگائے وہ شخص۔۔۔ہاں وہ شخص۔۔۔ وہ حدید عالم کی جوانی کا روپ تھا۔ اس کا منہ حیرت کی زیادتی سے کھلا رہ گیا۔

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

"یہ۔۔۔یہ کون ہے؟"وہ خود سے محو سوال ہوئی۔

"لقمان عالم"اسے اپنے عقب سے ایک آواز آئی تھی جس نے اس کے وجود کو خاک کر دیا تھا۔

☆☆☆

جاری ہے

www.novelsclubb.com